قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین

کتاب مستطاب

خظائر القدس

المعروف بہ

رسالۂ عشق حقیقی

از تصنیفات

قدوۃ الاولیاء الواصلین امام الاصفیاء الکاملین سلطان العارفین المقربین سید السادات

ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابو الفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

بسلسلہ مطبوعات کتبخانہ روضتین گلبرگہ شریف

بہ انتظام و توجہ خاص جناب معلی القاب نواب غوث یار جنگ بہادر دام اللہ اقبالہم

صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف و میر مجلس کتب خانہ روضتین

و بہ تصحیح و اہتمام

مولوی سید عطا حسین صاحب ام، اے۔ سی، ای

ناظم (وظیفہ یاب) سر رشتہ تعمیرات سرکار عالی

در انتظامی پریس کیسری بلڈنگ حیدرآباد دکن طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان من حرق قلوب اولیائہ المحبین المحبوبین بنار عشقہ وشرفہم بتشریف قربہ ومشاہدتہ ووصالہ فلہ الحمد حمداً کثیراً متوالیاً متواتراً دایماً۔ والصلوٰۃ والسلام علی التعین الاول والنور الاقدم سید الانبیأ والمرسلین امام الاولیاء المقربین والاصفیاء المتقین الذی کان نبیاً وآدم منجدل بین الماء والطین راحت العاشقین مراد المشتاقین شمس العارفین سراج السالکین مصباح المقربین لہ الشافعت الکبریٰ وبیدہ لواء الحمد محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین صلوٰۃ دایماً ابداً سرمدیا۔

تخلیق عالم کے باعث کے متعلق چند حدیثیں روایت کی گئی ہیں جن کے اسناد محدثین کے نزدیک گو زیادہ قوی نہیں ہیں لیکن ان کو اس کثرت سے اکابر علما اور محققین صوفیہ روایت کرتے آئے ہیں کہ وہ بہ منزلہ متواتر کے ہو گئی ہیں۔ ایک حدیث قدسی یہ ہے "کنت کنزاً مخفیاً

فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق" (ترجمہ: میں گنج مخفی تھا مجھے محبوب ہوا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا)۔ دوسری بھی حدیث قدسی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ "لولاک لما خلقت الخلق" (ترجمہ:۔ اگر آپ نہ ہوتے یعنی آپ کی آفرینش مقصود بالذات نہ ہوتی تو میں مخلوقات کو پیدا نہ کرتا)۔ ایک حدیث یہ بھی ہے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے: "اول ماخلق اللہ نوری" (ترجمہ:۔ خداوند تبارک وتعالیٰ نے جس کو سب سے پہلے پیدا کیا وہ میرا نور تھا)۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کائنات کی تخلیق کا باعث حب ازلی تھا اور آفرینش سے مقصود بالذات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک تھی اور بقیہ تمام کائنات کی تخلیق بالواسطہ اور طفیلی ہیں اور بعد ہوئی۔ پس بمقتضائے "جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا" اور بفحوائے هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کو اس ذات پاک ازلی وابدی کی جانب دایماً مائل رہنا جبلی فطری لازمی اور اضطراری ہوا۔ محقق "دوانی لکھتے ہیں "اگر کسے دیدۂ اعتبار بکشاید وگرد سراپائے جہاں برآید و از ملا اعلیٰ کہ از نوشا طبائع پاک اند بعالم افلاک آید و از آنجا بمرکز خاک تنزل کند ہیچ ذرہ را از پرتو نور عشق خالی نیابد"۔ ولعمری محقق علیہ الرحمہ نے جو کہا نہایت صحیح کہا ؎

در ازل از خم عشقش قدحے دردادند	زان فلک چرخ زنان گشت و زمین ست افتاد
فَدَرَّتْ حُبُّکَ فِي الْاَشْيَاءِ اَجْمَعِهَا	مَا فِي الْوُجُوْدِ سِوَى مَنْ شَفَّهُ الشَّجَنُ
مہر حب ازلی در ہمہ اشیا ساریست	ورنہ بر گل نزدے بلبل بیدل فریاد

خالق کائنات خود ارشاد فرماتا ہے۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ اور تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ - (ترجمہ:- اوس کی تسبیح کرتے ہیں یعنی پاکی بیان کرتے ہیں اور حمد و ثنا کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں - اور کوئی شئے ایسی نہیں ہے جو اوس کی حمد و ثنا نہ کرتی ہو) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ لغوی حیثیت سے اللہ کا معنی وہ ذات ہے جس کی جانب سب جھکیں اور جس کے ساتھ محبت کرنے پر سب مجبول ہوں - غالباً اسی معنی کو پیش نظر رکھ کر حضرت قطب الوقت مولانا سید فضل رحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہٗ نے ایک مجلس میں جس میں میرے استاد حضرت مولانا حافظ شمس الضحیٰ صاحب بھی تھے فرمایا کہ اللہ کا معنی ہے "من موہن" - اللہ اللہ ؎

ہمہ سوروے تو بود و ہمہ رو سوے تو بود

تمام ذرات کائنات کو ذات پاک واجب الوجود کی جانب میلان کلی کا ہونا فطری اور اضطراری ہے - انسان بھی اسی کائنات کی ایک نوع ہے لیکن اس کی نوعیت بقیہ تمام کائنات کی نوعیت سے جداگانہ ہے اوسکو نفس اور جذبات دیئے گئے ہیں عقل دی گئی ہے ذہول کی صفت بھی دی گئی ہے شیطان بھی ساتھ کر دیا گیا ہے - اس لیئے دنیا میں آکر اوس کی فطرت اور عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور ہدایت کے لیئے اوس کو ہادی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ بھولی باتوں کو اسے یاد دلائے اور اوس کے دل سے پردہ کو دور کر کے اللہ تعالیٰ سبحانہ کی محبت اور معرفت کا راستہ بتائے -

ہر فرد پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا فرض عین ہے اور اوس کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسول کی ایسی محبت جو کم از کم ہر دوسری شئے کی محبت پر غالب ہو واجب کر دی گئی ہے

چنانچہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے نہایت صراحت اور سخت تہدید کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے "قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (ترجمہ: "اے پیغمبر" تم لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے عشایر واقارب اور تمہارے اموال جن کو تم نے کمایا ہے اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری کا تم کو خوف ہے۔ اور تمہاری حویلیاں جو تمہیں مرغوب ہیں تو "اس وقت کا" انتظار کرو جب اللہ اپنا حکم بھیجے۔ اور اللہ نافرمانوں کی قوم کو راہ نہیں دیتا)۔ اس آیت شریف کے رو سے ہر شخص پر واجب ہے کہ باپ ماں بیٹے بیٹیوں بھائی بہنوں بیبیوں اموال واملاک تجارت اور ہر قسم کے کاروبار اور امکنہ اور باغ وبساتین غرض ہر شئے کی محبت پر اللہ اور رسول کی محبت کو غالب رکھے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو حقیقی ہدایت سے محروم اور عذاب آخرت کا مستوجب ہوگا۔ اس آیت میں نفس وجان کی صراحت نہیں ہے۔ لیکن اللہ اور رسول کی راہ میں جہاد اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اپنی جان کی محبت پر بھی اللہ اور رسول کی محبت غالب نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ مومن پر واجب ہے کہ اپنی جان اور تمام زن وفرزند خویش واقربا اور اپنے ہر قسم کے تعلقات کی محبت پر اللہ اور رسول کی محبت کو غالب رکھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی ارشاد ہے اور یہ حدیث صحیح اور متفق علیہ ہے اور تقریباً تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے

"لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہٖ و والدہٖ والناس اجمعین" (ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اوس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ میں اوس کی اولاد اور اس کے ماں باپ اور تمام انسان سے اوس کے نزدیک زیادہ محبوب نہ ہوجاوں) مختصر یہ کہ اللہ اور رسول کی محبت عین ایمان ہے اور جس میں یہ نہیں اوس کا ایمان صرف نام کا ایمان ہے لا ایمان لمن لامحبۃ لہ ؎

دوش دیوانۂ چہ خوش می گفت   ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

اللہ اور رسول کی اس قدر محبت کہ ہر شئے کی محبت پر غالب رہے مومن کو عاقبت کے وارو گیر سے نجات دے گی اور اس کو اصحاب الیمین کے زمرہ میں شامل کر دے گی لیکن یہ نیچے کا درجہ ہے۔ عشق و محبت کی انتہا نہیں ہے اور مقربین کا مقام اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ (من مومن) نے ارشاد فرمایا ہے "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (اور ایمان والے اللہ کی محبت میں نہایت شدید ہیں) اور ان کے لئے یہ بشارت ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ (ترجمہ: بہ تحقیق جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اس پر انہوں نے استقامت کی اون پر اترتے ہیں فرشتے اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور بشارت ہو تم کو اوس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں تم کو وہاں ہے جو جی چاہے

تمہارا اور تم کو وہاں ہے جو منگواؤ۔ مہمانی ہے اوس بخشنے والے مہربان کی)۔ یہہ
بشارت ہے عاشقاں و محباں و محبوبان خدا کو۔ غلبہ محبت میں عاشق کی تمام طبعی
کثافتیں جل جاتی ہیں اور اس کی نظر میں سوائے معشوق کے کچھ باقی نہیں رہتا
محقق دوانی لکھتے ہیں " ہر جا کہ خورشید جہاں افروز عشق بحکم وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
بِنُوْرِ رَبِّهَا از افق روح انسانی برآید ظلمات کثافت طبیعت روئے بہ
مغرب افول نہادہ راہ عدم پیماید و ہر کجا آتش عالم سوز شوق کہ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ
وصف الحال اوست در صحرائے وجود درگیرد ارضیات طبیعت را بکلی بسوزاند
آتش عشق تو ام خرمن پندار بسوخت   تن وجان دل ودین جملہ بیکبار بسوخت"
دنیا و دین و صبر و ہوش از من برفتا بدرش   جائیکہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند عام
سچ ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا
اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً عشق و محبت میں بڑہتے بڑہتے عاشق کو تمام کائنات سے
ذہول ہو جاتا ہے اور اوس کے نفس و قلب و روح اور اُس کے تمام وجود
میں سوائے معشوق کے کچھ باقی نہیں رہتا۔
عشق آمد و شد چو جانم اندر رگ و پوست   تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست
اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت   نام است و نشان ز من و باقی ہمہ اوست
انسان کو طلب حق سے روکنے والی اور راستے میں حائل ہونے والی
چار چیزیں ہیں دنیا خلق نفس اور شیطان لیکن عشق الہی جب اوس کے وجود میں
بھر جاتا ہے تو کسی چیز کو اوسمیں مساغ نہیں رہتا اور ایسوں ہی کے شان میں ارشاد
ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۔ حضرت سید محمد حسینی
گیسو دراز قدس سرہٗ اسمار الاسرار کے سمرسی و نہم میں فرماتے ہیں " امانیکہ بخفتہ
کہ در اصل خلقت اور امحب و محبوب آفریدہ است دنیا چہ وزن دارد کہ پابند

راہ مطلوب شود...... خلق ہمانست کہ این شخص یکے از ایشان است۔ تغیر وزوال از نفس خویش احساس درستے میکند چگونہ باشد این چنین لاثباتے ولااعتبارے طالب ومحب ومشتاق را مانع از راہ قدیم ازلی دا بدی آید۔ شیطان نقش بندی درنفس کند ورنگ آمیزی نماید عنقریب آن نماند ونپاید ہر حظے کہ حسی بود ہم بیکبار رخت وجود خود بربست چہ صورت باشد بکدام معنی مانع وپا بند محب شود۔ مجنون را ازعشق لیلی کہ باز آرد وچگونہ باشد بغیر لیلی پردازد“

تصوف عشق ومحبت الٰہی ہی کا نام ہے۔ جس طرح من احب شیئاً اکثر ذکرہ یعنی جسکے دل میں کسی کی محبت ہوتی اوس کا ذکر وہ ہمیشہ کیا کرتا ہے صحیح ہے اوسی طرح اوسکا ضد بھی صحیح ہے یعنی اگر کوئی کسی کا ذکر خیر ہر وقت کرتا ہے تو اوسکی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ عشق کی حد تک پہنچ جاتی ہے پیر طریقت عشق ومحبت ہی کی راہ سے طالب صادق کو لیجاتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ جو اصل خلقت میں ”محب ومحبوب“ پیدا ہوئے ہیں وہ نہایت تیزی سے چلکر بہت جلد پہنچ جاتے ہیں لیکن جو ایسی بالغ فطری استعداد نہیں رکھتے لیکن طلب میں صادق اور ارادہ میں مستقیم ہیں پیر کامل مجاہدہ اور ریاضت ذکر اور اشغال فرائض اور نوافل سے اونکے دل میں محبت کی آگ کو جو کثافت طبعی اور دنیا اور نفس کے تلوث کے خاکستر کے نیچے دبی اور ڈہکی ہوتی ہے بھڑکا دیتا ہے۔ وہ تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہے اور فنائیت تک پہنچا دیتی ہے۔ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ کا مسلک خصوصیت کے ساتھ عشق ومحبت ہی کا مسلک ہے۔ چنانچہ خود اونکے پیر خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ؎

ہرکو مرید سید گیسو دراز شد   واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

لیکن محبت کی راہ پرخطر ہے بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز

ہے نہایت دشوارگزار ہے اور اس میں نشیب و فراز بکثرت ہیں۔ ؎

کیف الوصول الی سعاد و دونہا   قلل الجبال و دونہن حیوف

ایک جانب معشوق بے نیاز اور غنی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ وہ بے پرواہ بھی ہے اوس کو کسی کی مطلق پرواہ نہیں خلقت ھولاء للجنۃ ولا ابالی وخلقت ھولاء للنار ولا ابالی وہ غیور بھی ہے دوسری جانب عاشق کے دل میں محبت کی ایسی تیز آگ مشتعل رہتی ہے کہ جہنم کے آگ کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ ؎

وفی قلب المحب نار ہوی   احر نار الجحیم ابردھا

اور بے انتہا بے صبری اسکے لوازمات میں ہے۔ اس لئے قدم قدم پر لغزش کا اندیشہ رہتا ہے سب سے بڑھکر یہ کہ محبت الہی وہی بکار آمد معتبر اور موصل الی المقصود ہے جو اتباع نبوی اور شریعت مصطفوی کی زنجیر میں جکڑی ہوئی ہو قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور عشق کے جنون میں جب ہوش و حواس عقل سمجھ سب رخصت ہو چکے ہوتے ہیں یہ نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ ؎

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق   ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن

ان باتوں کو پیش نظر رکھکر بعض اکابر طریقت نے ضرورت محسوس کی کہ عشق و محبت الہی کے اطوار و منازل کے متعلق کتابیں تصنیف کریں جو عاشقوں اور طالبوں کو مشعل ہدایت کا کام دیں۔ چونکہ حب ازلی اور حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لازم و ملزوم ہیں اس لئے عشق و محبت کے منازل و اطوار کے ساتھ حقیقت محمدی کو ایک حد تک بیان کرنے سے چارہ نہ ہو سکا اور ان تصانیف میں اس کے اسرار و رموز بھی بیان کئے گئے۔

ان مضامین پر سب سے پہلی تصنیف امام احمد غزالیؒ کی "سوانح" ہے یہ کتاب مختصر اور نہایت غامض اور عسیر الفہم ہے۔ اس میں گویا دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے خطائر القدس

میں حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ "شیخ احمد غزالی درسوانح کہ دست موزہ ہر روندہ ورسیدہ است وایم اللہ خوش عشقبازی کہ درآں مختصر او باختہ است ......" خواجہ صاحب نے یہ کتاب مریدوں کو بارہا سبقاً سبقاً پڑہائی اور اون کے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی علیہ الرحمہ نے اون سے پڑہکر اور اون سے اجازت لے کر اسکی شرح لکھی۔ اسکے بعد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ نے "رسالۂ عشقیہ" تصنیف کیا۔ یہ بزرگ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء نے فرمایا ہے "قاضی حمید الدین پیشوائے عاشقاں بود"۔ یہ کتاب بھی نہایت غامض ہے لیکن کسی قدر بسط کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ کسی اہل ذوق نے جزاہ اللہ خیر الجزاء حیدرآباد دکن میں طبع کرایا تھا اور اُس کے بعد ایک مرد صالح متقی درویش حافظ مولوی یٰسین علی مرحوم نے دہلی میں طبع کرایا۔ اسکے بعد حضرت فخرالدین عراقی قدس سرہ نے "لمعات" تصنیف کی۔ یہ کتاب نہایت لطیف اور دلکش طریقہ پر لکھی گئی ہے اور عرفائے صوفیہ میں نہایت مقبول ہوئی بزرگوں نے اس کی شرحیں لکھیں چنانچہ پہلی شرح حضرت سید نعمت اللہ ولی کرمانی علیہ الرحمہ نے لکھی۔ ایک شرح مولانا جامی نے بھی لکھی (یہ دہلی میں چھپی ہے) ایک شرح حضرت نظام الدین تھانیسری نے لکھی۔ حضرت سید محمد حسینی گیسودراز علیہ الرحمہ کو یہ کتاب نہایت پسند تھی اپنی تصانیف میں اس کے مضامین اور اشعار کو جابجا نقل کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہ کی کتاب مستطاب حظائر القدس ہے جو اب طبع ہو کر شائع ہو رہی ہے۔ یہ عجیب و غریب اور نہایت بلند پایہ کتاب ہے۔ اطوار و منازل عشق الٰہی اور اسرار و رموز حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے خاص طرز پر اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ کسی دوسری تصنیف میں اوسکی

نظیر نہیں ملتی حقیقت یہ ہے کہ جیسے بلند پایہ مصنف ہیں ویسی ہی بلند پایہ اون کی تصنیف ہے سنہ ۸۰۰ ہجری میں امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اوس کے دہلی پہنچنے سے پہلے خواجہ صاحب دہلی سے گجرات روانہ ہوگئے۔ یہ کتاب اسی سفر میں لکھی گئی اور جیسا کہ خود کتاب کے آخر میں بیان کیا ہے روز دوشنبہ پانزدہم جمادی الاخر سنہ ۸۰۲ ہجری کو اس کو ختم کیا۔ اون کی تحریر سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اون کے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی کے ایما سے اس کی تحریر ختم کی گئی ورنہ معلوم نہیں کہ اور کس قدر لکھواتے نفس کتاب کے ختم کے بعد ایک فصل زیادہ فرمادی ہے جس میں عشق کے متعدد اور مختلف مظاہر کو نہایت اختصار سے بجید لطیف پیرایہ میں بیان فرمادیا ہے۔ حق سبحانہ تعالی ہم کو اس کتاب کے سمجھنے کا فہم اور اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کتاب کے نسخے نہایت کمیاب ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں اس کے دو نسخے ہیں ایک سنہ ۱۰۶۸ھ کا لکھا ہوا اور دوسرا ۱۳۴۰ھ کا۔ میں نے سنہ ۱۳۵۰ھ میں ان دونوں نسخوں کے باہم مقابلہ سے ایک کاتب کے ذریعہ نقل لی اور خود مقابلہ کرکے جہاں تک ممکن ہوا تصحیح کی۔ دونوں نسخوں کی کتابت چونکہ غلط تھی اور وہ کرم خوردہ بھی ہیں اس لئے میرے نقل کنایندہ نسخہ کی مکمل طور پر تصحیح نہ ہوسکی۔ کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتاب خانہ میں بھی اس کتاب کا ایک نسخہ ہے۔ میں نے اوسکو حاصل کیا اور اسکے مقابلہ سے اپنے نقل کنایندہ نسخہ کی جہاں تک ممکن ہوا تصحیح کی لیکن سوسائٹی کا وہ نسخہ نامکمل تھا اور نفس کتاب کا تقریباً صرف دو ثلث ہی تھا اس لئے ثلث آخر کی تصحیح نہ ہوسکی۔ سال حال میں سررشتہ امور مذہبی نے پندرہ سولہ سال پیشتر کا ایک نقل کیا ہوا نسخہ کتبخانہ روضتین گلبرگہ میں بھیجا وہاں سے وہ میرے پاس آیا۔ اسکی کتابت نہایت بدخط ہے اور جابجا غلطیاں بھی ہیں۔ یہ معلوم نہ ہوا

کہ کس نسخہ سے یہ نقل لی گئی تھی لیکن اس نقل سے یہ فائدہ ہوا کہ میری کتاب کے ثلث آخر میں جس کی تصحیح کلکتہ کے کتاب سے نہیں ہو سکی تھی اور کتبخانہ آصفیہ کے نسخوں کے کرم خوردہ ہونے سے جہاں جہاں الفاظ نقل نہیں ہو سکے تھے اون کی تکمیل ہو گئی۔ پھر بھی مکمل تصحیح جیسی کہ چاہیئے تھی نہیں ہو سکی اور بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہ گئے۔ میں نے سنا کہ گلبرگہ شریف میں ایک بزرگ کے پاس بھی اس کتاب کا ایک نسخہ ہے لیکن وہ مجھے نہ مل سکا ورنہ ممکن تھا کہ اوس کے مقابلہ سے میری کتاب میں جو الفاظ تصحیح سے رہ گئے تھے اون کی تصحیح ہو جاتی۔ بہرحال نہایت کدوکاوش کے بعد میرے نقل لیئے ہوئے نسخہ کی جس قدر تصحیح ہو سکی اوس پر قناعت کی گئی اور اوس سے کتاب طبع کرا دی گئی۔

اس کتاب کو طبع کرنے کا خیال تقریباً پچیس سال ہوئے نواب فضیلت جنگ بہادر مولانا انوار اللہ خاں صاحب معین المہام وصدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی کو پیدا ہوا چنانچہ اونہوں نے اس کی طباعت کا حکم بھی دے دیا تھا مگر اون کا انتقال ہو گیا اور یہ کارروائی رہ گئی۔ سررشتہ امور مذہبی سے جو نقل کردہ نسخہ کتب خانہ روضتین کو بھیجا گیا اور جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا ہے غالباً اوسی حکم کے ضمن میں نقل کیا گیا ہوگا۔ مولانا انوار اللہ خاں علیہ الرحمہ کی رحلت کے بعد سررشتہ امور مذہبی نے اس کتاب کی طباعت کی کارروائی ختم کر دی تھی مگر بفحوائے کل امر مرہون باوقاتہا اوس کا وقت اب آیا۔ اس کے طبع اور نشر کی سعادت ہمارے نہایت محترم دوست نواب غوث یار جنگ بہادر دام اللہ عمرہم واقبالہم صوبہ دار صوبہ (کمشنر ڈیویژن) گلبرگہ کے حصہ میں مقدر تھی کہ اونکی توجہ خاص اور اون کے حسن انتظام

کی بدولت یہ کتاب طبع ہوسکی۔ چند سال سے گلبرگہ شریف کے روضہ بزرگ اور روضہ خورد کا انتظام صوبہ دار کے نگرانی میں دے دیا گیا ہے۔ اوسی سلسلہ میں تین سال سے نواب غوث یار جنگ بہادر کے ہاتھ میں عنان انتظام ہے اس قلیل مدت میں انہوں نے جو نمایاں ترقی کر دکھائی اوس کے بیان کا یہاں موقع نہیں ہے۔ لیکن یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ اونہوں نے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا ہے۔ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز علیہ الرحمہ کے روضہ کو روضہ بزرگ کہتے ہیں اور اون کے فرزند اصغر حضرت سید اصغر حسینی کے صاحبزادہ حضرت قبول اللہ حسینی کے روضہ کو روضہ خورد کہتے ہیں۔ دونوں کی جاگیریں علیحدہ علیحدہ ہیں مجموعی طور پر ان دونوں روضوں کو اختصار کے لئے روضتین کہتے ہیں۔ ہر روضہ سے متعلق ایک کتاب خانہ بھی تھا جن میں دیتر زمانہ سے بچکر چند کتابیں رہ گئی تھیں مگر وہ بھی روز روز تلف ہوتی جا رہی تھیں نواب غوث یار جنگ بہادر نے دونوں روضوں کی سجادہ نشین صاحبوں کی رضا سے ان کتابوں کو ایک جگہ جمع کر کے بنام "کتب خانہ روضتین" ایک کتاب خانہ قائم کر دیا ہے اور اوس کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے جس کے وہ صدر ہیں۔ مزید احتیاط کے لئے ناظم صاحب امور مذہبی کی نگرانی بھی قائم کر دی ہے۔ اس کتاب خانہ کے متعلق کوشش یہ ہے کہ جس قدر کتابیں خصوصاً خواجہ صاحب اور اون کے فرزندوں کی تصانیف جس مناسب طریقہ پر مل سکیں فراہم کر کے کتاب خانہ میں جمع کی جائیں اور جیسے جیسے رقم کا انتظام ہوتا جائے اور موقع ملتا جائے خواجہ صاحب اور اون کے فرزندوں کی تصانیف کی طبع اور اشاعت بھی ہوتی جائے۔ چنانچہ نواب غوث یار جنگ بہادر کی توجہ و انتظام سے خواجہ صاحب کی کتاب ترجمہ آداب المریدین

گزشتہ سال طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔ اور اوسی سلسلہ میں نواب صاحب بالقابہم کی حسن توجہ اور انتظام سے اب یہ کتاب حظائر القدس طبع کی گئی۔ کتب خانہ روضتین کے مہتمم اعزازی ہمارے عالم فاضل متقی پرہیزگار صالح عابد زاہد دوست مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی گلبرگہ کالج سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور کمیٹی کے رکن بھی ہیں۔ انہیں کی تحریک پر نواب غوث یار جنگ بہادر اور معزز اراکین کمیٹی نے اس کتاب کی طباعت کے کام کا سہ

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اور میں نے اپنی نقل لی ہوئی اور تصحیح کی ہوئی کتاب سے طبع کرانے کا شرف اور سعادت حاصل کی۔ جزاھما اللہ سبحانہ و تعالیٰ خیرالجزا۔

اللھم حرق قلوبنا تبارك عشقك وارزقنا الانقطاع عما سواك وصل وسلم وبارك على خاتم النبين سیدنا محمد واله واصحابه اجمعين

خاکسار

سید عطا حسین

لنگم پلی ۔ حیدرآباد دکن
۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ روز پنجشنبہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

حظائر القدس

المعروف بہ

رسالۂ عشق حقیقی

از تصنیفات

قدوۃ الاولیاء الواصلین امام الاصفیاء الکاملین سلطان العارفین المقربین
حضرت سید السادات ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابوالفتح
سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ مضئ الشمس منوّر القمر مظهر الملک مصور البشر محسن الحسان متملح الملاح مزیّن الوجوه مملح الشفاه فسبحان من زیّن تلک الصور والاشکال بحلی الغنج والدلال ونبل الخدود والجباه بوسم الشامة ووضع الخال وجعل حرکات اطراف الظراف حین المشیة والکلام ووقت المجالسة والابتسام کالملح فی الطعام وکالکحل فی العین المستورات فی الخیام بحیث تدعو وتنادی کالشمعة المفراش لارباب البصیرة واهل الجاش حتی علی النقل من الفتح ببذل النفس والروح فایّ ذی سعادةٍ وبخت وایّ ذی سلطنة وتخت یحسن راسه بهذه التاج ویبهی شعاره بهذه الدیباج فسبحان خالق الارض والسماء وواهب الحسن والبهاء یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَاءُ

والصلوٰة علی رسوله سیّد الرّسل الهادی الی السّبل المخصوص من بین الارباب بالخطاب المستطاب المحبوب الحبّ بل حبّ المحبّ یسعی فی طلب ربّه لغلبة شوقه وحرارة حبّه فعرق جبینه مسح بیمینه فانحدر منه علی اراضی الطیبّة من قلوب عباده الصفیّة الصفویّة فنبتت عشب العشق وکلاء الولاء وبتلک النضارة والخضرة والبهاء اخذ کل قسمة من دن الحبیب کما قیل -

مصراع

؛ وللارض من کاس الکرام نصیب ؛

فمنھم من قوی اصلہ وتطاول وتناثر فرعہ وتمایل وتکاثر ثمرہ و تکامل تلک الدوحۃ عند العرفاء کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء فبذر البذر وظھر الزرع فکثر ثمر زرع فحصد حتی یبقی ببقاء دین احمد علیہ السلام قال اللہ تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یبنی علی قولنا بالاعلان والافصاح محمد علیہ من التحیۃ بجد مؤید وعلی اصحابہ واحبابہ واھلہ وولدہ بنعت مخلد ووصف مؤبد اللھم اعصم بحرمۃ نبیک احقر خلیقتک واذل ذریتک عما الیغنیہ

امابعد پس حادثہ مثل از خویش وخویشان بودہ می آید طرف بعروالانظارہ از تنگ دلی بجان آمدہ زبان وقت کلمۂ چند ذوق آمیز و نکاتے چند شوق انگیز در مراتب و درجات عشق اگرچہ این بیان از حد تقریر و تحریر بیرون است اذانچہ لمولا از عالم بیچون وچگون است املا کرد چنانکہ یکے ہزبان گوئے در خلوت خویش با خود سخنانے ہزیان گوید این گفتار را بدان میزان اوزانے باشد۔

بدانکہ عشق سہ حرفیست صحیح است معتل ومضاعف مہموز نیست سہ حرفیست ابتدائے ووسطی وانتہائے باید سہ حرفیست ۔ عاشق معشوق عشق باید آنگاہ سہ چیز جمع شود صحیح است ولے باصحت باید نفسے سلامتے باید جانے باصفوت باید ۔ معتل نیست عشق بے سببے علتے باشد محل وغیر محل نا اندیشد خود بیاید وخود برود وبباز گردانیدن باز نگردد ۔

عشق سہ حرفیست عین شرکت عشق اول او عین است عین از مبداء

مخارج است موجب ہر موجودے عشق آمد فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق
ہمین حکایت کرد ۔ عشق باصحت آمدہ است معلول بعلت مادری و پدری نیست۔
عشق خودزاد است ۔ عشق مضاعف نیست خطبۂ او وحدہ لاشریک لہ باشد
جنسیت قربت بدان فرد حقیقی چگونہ متصور باشد واز کجا ضم توان کرد لیس کمثلہ شیءٌ
گرہ ہا راکشادہ و ہمہ بند ہا را گسستہ است ۔

عین

عین آئینہ زانو باشد ہیچ حیوانے بے قوت آئینۂ زانو نشستے نتواند کرد ہیچ
سالکے سایرے روندہ و پاشندہ بے عشق نتواند نشست نتواند خاست نتواند رفت
اگر عشق نبودے فلک نگردیدے وحیوانے نزائیدے سبزہ نروئیدے انسان نپروریدے
خدا چنانچہ خود است نشناختے و چنانچہ خود است ندیدے ۔

عین چشم راگویند اگر عشق نبودے ہیچ جمالے در عکس چشم پیدا نیامدے اگر
عشق نبودے مردم چہ دیدے ہرچہ بعین دیدے بعکس عشق دیدے میدانی می بینی آنچہ
تو آن را منظور خود دانستی جز آن نبودہ است کہ عکس در چشم تو پیدا آمد دل آنرا بچشم
خویش دید ازان لفہم وعلمے رہ بردوقتے این رباعی خواندہ ۔

رباعی

چشمے دارم ہمہ پر از صورت دوست ۔ با دیدہ مرا خوشست چون دوست در دوست
از دیدہ و دوست فرق کردن نہ نکوست ۔ یا اوست بجائے دیدہ یا دیدہ ہمو ست

اے محمد چہ نکوست ہان چہ نکوست آہ ہموست ہموست ہموست۔
عشق عین چشمہ باشد آنرا کہ چشمۂ آب خوانی یُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا
عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ بنگر کہ عشق اینجا چہ بافتست وکدام صورتگری از چہرہ غیب
پیدا آوردہ است یکے را نیشکر خواند و یکے را حنظل تحفہ دیگر مزہ ہم زگر ساختہ است

اعجوبہ دگر خاصیتے واثرے دگر ہم آنکہ یُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ معنی داشت عجب کارے ۔ فردا تجلے شود یک لکھ بیست چہار ہزار پیغمبران از فہم او بیرون باشند مگر خاتم الانبیا اکنون دانستی رنگامیزی عشق را نہایتی نیست تفصیل چہ معنی دارد و تبدل و تحول چہ صورت بندد ۔

عین ذات شے را گویند لا حول ولا قوۃ الا باللہ من حق تعالیٰ را عین اشیا چون گویم گوئندہ میداند چہ میگوید شنوندہ چہ فہم برد ای ملحد زندیقے یُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ فہم نکردی وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ندانستی بکدام فہم عین الاشیا گفتی چہ گفتار است کجا افتادم چون عین ذات شخص باشد عشق بہمہ ور و اشکال متشکل بود عجب نکتہ موہومے و عجب جزوی لایتجزی کہ انواع تجلیات او را انتہائے پیدا نباشد و غایتے متصور نگردد ۔

عین آفتاب را گویند آفتاب یکے را مَصْلَح افتد یکے را مفسد آفتاب ہمہ انواع لمعات دارد خشبوئے را گندہ سازد گندہ را خوشبوئے با ہمہ محیط است جہان بنور او روشن است اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نشان میدہد او را اجزبد و نتوان دید باصرہ مردم از عین شمس فیض گیرد او را بد دیدند آفتاب سلطان سیارگان است او سلطانی دارد او قہرے دارد او بہرے دارد و زہرے دارد و تابش آفتاب را ہمہ باید تا ہم از دور از وفیضے تواند گرفت عشق تمام روکس نمود ست آفتاب برآید فرو شیند و بخصلت خویش و صفت خویش بر یک حالت نماند گاہ برآید بکسوت حوا و گاہ برآید بصورت آدم مجنون جمال خود را در لیلے میدید ہم از ان میجو است با لیلے یکے گردد اشتیاق ہم ازین گریبان سر بر کرد احتراق ہم ازینجا دامن گیر شد آفتاب برآید بچراغ احتیاج نماند چراغ بسوزند کار نیاید زیب ندھد

شعر

کل الجمال غدا لوجھک مجملا ۔۔۔ لکنہ فی العالمین مفصلا

آفتاب سہ فصل دارد در زمستان تابشے دگر دہد و در تابستان سلطانی دگر

نماید و در بهارستان جلوه دگرگون میبخشد برین مثال رنگ آمیزی عشق را تصور کن بسیار
باشد که عاشق از عشق تنگ آید و گاه بود اگر شمهٔ ازان حرقت در خود کم بیند نزدیک باشد
که زهره اش عیب آرد۔ آفتاب گرم خشک است سوزنده است عشق همین عمل می بازد
عاشق را لب خشک چشم تر سینه گرم دم سرد تنزار آفتاب همین عمل آموخت است آفتاب
جهان را روشن کرد است چراغ عالمیان است مبصر بصر است گاه باشد عشق در عاشق
چنان نهان بود که عاشق خود را فارغ ببغم شده داند فجأةً بغتۃً چنان در گیرد که
کاتش بجان افتد آفتاب نقاب بر رخ کشد فاقد البصر گمان برد که شب افتاد هر لینه
او را از روے سر حرارتے نصیب نبود نادانے وگر هم گوید که آفتاب پوشیده شد او نمی
داند که پارهٔ ابر او را حجاب نتواند شد اما تو محجوبی او آن جمال ندارد که بگفت گوینده
و بگفتار سازندهٔ چیزے ازان کم آید او در هر بابے بهر فصلے بکمال خود است و بجمال
خود تو آفتاب را بچشم خویش می بینی سپس آنکه فیض از نور آفتاب میگیری آنکه این هم
تو بینی از وچه توانی دید لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ بر سر چهار سو بازار ندا میدهد
وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ توقیع نو امیدی در گلوے هر یکے
می بندد ۔

همین آئینه را هم گوید قدیم خواست خود را خود بیند خود را خود چنانکه
خود ست نمی توان دید صورتے را که شفاف صاف عکس پذیر صفت او باشد
احداث می بایست کرد دران محدث قدیم عکس جمال خود نظاره کرد خود را از
دیگران مشتاق تر یافت دید به يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ را علم افراخت ۔ محی الدین
ابن اعرابی از سر نادانی گوید ما الکل مفتقر و ما الکل مستغنی مگر
احتیاج من خود را خود از برائے خود از بهر خود غیر خود سازم که عین خود را
معکوس ظاهر کنم بینها وهم دوئی اندازم احسنت بالانصاف تو گوئی

دوبی

ما الکلّ مفتقر وما الکل مستغنی آفتاب خود را خود شناسد اما خود را خود نه بیند مگر صفای آب را نظاره کند از آئینه چند فهم خیزد آنکه روے خود را در آئینه می بیند عکس خود را می بیند نه عین خود را و آن عکس که می بیند آن عکس دیگر است که از شعاع باصره او منشعب می شود اکنون ببینی که عین آفتاب که دید و در آئینه چه رخ نمود او از همه بیگانه مرا و ترا با او چه آشنائی که در اصل با او نسبتے نداریم عشق قدوسی و سبوحی من و توفخاری و صلصالی۔

عین عشق نشان از عیان هم نه هرکه عاشق شد باوّل عشق بعین عیان رسید بحق شیخ سخن ستانه بیهوده اگر عاشق باشی بدانے۔

عین جاسوس را نیز گوینده شنیده صفت ابوالحسن نوری انه یقال له فی المشائخ جاسوس القلوب انه یدخل فی القلوب و یخرج حیث لا یحس ولا یعرف معلوم عشق و الله من ورائهم محیط باشد ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ انطقنا الله الذی انطق کل شیء کشاده میگوید من بهمه و از همه و در همه چگونه بود که همه چیز را من ندانم ان الله هو السمیع البصیر تعلیمے درستی میکند اکنون هان و هان تو هش باش اگر خطره غیر عشق در دل تو آید خطیر کارے بود و عظیم روزگارے ترسم که بشرمساری و گرفتاری قدم نهاده باشی مجنون بخیال لیلے قرار خواست گرفت خیالش آن سزا کرد که از دولت حقیقت وصال بحرمان ره برد۔ استحلاء الطاعة ثمرة الوحشة من الله جاسوس می بیند نیکو می واند خبر محبوب میرساند که عاشق در خیال صورت محبوب چنان دنبال دارد که از همه چیز غشاده قناعت بر چشم دل پوشیده است ورنه ان تعبد الله کانک تراه چه می آموزد فان لم تکن تراه فانه یراک میگوید اگر هیچ نیست کم از آنکه وهمی و خیالے حاصلے و مالے عاشقے را بهمه تا زیانه رنجانید

دیگی بر نیامده چه باشد میگوید در وہم من آن بود که معشوق حالت اینذا شہود وقت منع و ظلم بدان مشغول از الم که خبر یابد و نفس ازان چه احساس کند

(مادر اوذار...)

غزل

من رفته ام ز خویش درون و برون نه ام
از من مرا طلب تو کن من کنون نه ام

چون لحم و دم شده است مرا عشق تو بدانک
من مغز و استخوان و دگر پوست و خون نه ام

با دوست چون یکی شده ام چیست وصل و ہجر
ہستم ہمان که بودم ازان کم فزون نه ام

کس پرسد از محمد چونی چگونه
بیچون چگون چه گوید چو نم چگونه ام

استغفرالله پے یک بیت خانه پر از ابیات شد راست گفته اند

الحدیث شیخو نے روزے این آیت اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی صورت تجلی بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم رونمود ازان ذوق دست و پاے میزد بدین وہم که محبوب من نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ نشانے میدہد و مرا بجو د نزدیک میخواند و میگوید بیت

از بعد مکن شکایت ای خسته جگر — کز غایت قرب می نه بینے مارا

خیمه بر در دریا زده و ندنمام جامه خیمه تشرب دریا شد و مع ہذا خیمه از تشنگی نالد معشوقه نشان دہد دوری تو از غلط تست و قربت من بحقیقت حق عاشق چگونه از خود بدر رود و از شورش و غوغا چه کم آید آرے لکل بادة صولة

ولکل بادة دولة

بر عین عشق عین روا نیست الحق لا یستوی شیئٌ همین غمزه زده است الحق لشدة ظهوره خفی همین نقطه بر عین شد میان احمد و احد چه تفاوت کند جز یک میم صفرے که درمیان وهمے زده است اولی دمی پیدا آورده است تا محمد زیاد بر آورد لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ثنائی خود ستائی کرده است از بیگانگی بیگانگی آمده است میگوید ع

از احمد تا احد بیسے نیست   میمی بمیان حجاب معنیست

عجب کارے بر لعل موهوم نقطه متوهم بناز و کرشمه زده است دعوی حسنے و ملاحتے پیدا آورده است بیچاره شاعر چه بحقیقت معنی بلطف طبع خویش اطلاع یافته میگوید شعر

فالوجه مثل الصبح مبیضٌ   والمثال مثل اللیل مسودٌّ
ضدان لما استجمعا حسنا   والضد یظهر حسنه الضدّ

حبشی سفید نبود خلنجی نمک ندارد تو سفید با حلاوت نمکے تمام داری آنکه میخواهد جمال جهان را بچشم جهان آرا نظاره کند کفر را بجا تراهیانه ساخت و از هر یکے علمے برافراخت و خود بینها با خلاف و نفاق و تردد و اختلاف کند بیت

بوالعجب کاریست بس طرفه رهے   گاه من او باشم و او من گہے

بسیار بود که عشق در وجود عاشق کمین زده باشد و عاشق خود را از آن فارغ و بیگانه داند گوید عشق را ندانم و از و خبرے ندارم بلکه دوئی عداوت و آتش فتنه درمیان انگیزد و تیز تر افروزد و میگوید خوناب دشمنی نشسته آن همه دوست کاینها شنیده بیشتر گفته ام یا منخل و ما یسقم ولا یحسن ولا یصرف حکیم سنائے حکمت بیبازد و شیوه خوشی می سازد بیت

کهزد دین هر دو در رهت پویان   وحده لاشریك له گویان

عالم را صورت چهره تصور کن یکذات و یکتن وان و بر واین قصه انجوان
الانسان عالم صغیر کما ان العالم انسان کبیر زهے شعبده گری
که میر و صغیرے عاشق کبیرے و کبیرے عاشق صغیرے چه میگوئی بدخل
و مخرج کدام دریچه سر بر کرد و از کدام ره درون و بیرون شده راره نمود خسه
خه اختلاف اعتبار است مرد عاشق حریف کار است بتحقیق بدانی مراد ترا
اینجا نه در حساب و نه در شمار است فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا
آنکه بود از اختلاف و تردد او باتفاق اجتماع شود چه باشد هر کسے خود را چنان
دوست دارد که همه را از خود فراموش بیند نه آنکه هوست که هر یک با خود ا
دارد با همه و همه در دوست سلطان محمود در عین یار و در عزت و جلال خود بود و
بشهود و جمال ایاز مستغرق و با این همه درین اندیشه که بیت

بر و بر شیر مردان زن تو عشق از من چه میخواهی
سگ رنجور را بگذار در بانان که می دانی

نمک فروشے بار نمکے بر سر نهاده در محل یار هم بر سر خیال و کار خود
فریاد بر آورده هر طرف گردان سرگشته میگرد و نمک بهائے فریاد میکند محمود
با همه عز و جلال و عظمت و تکبر خویش نمک فروش را بحضرت احضار فرمود
و زبان طعن بر رویش کشود که اے احمق نادان چه محل نمک فروش است
در کوچه و بازار گرد نمک خریدار بین گفت ای بادشاه متفرد ای سلطان
متکبر قصه مدرات نمک که بر سر گرفته ام نه نمک بهائی است با ملاحت و حسن
ایاز سر و کارے دارم این همه بهانه است سلطان محمود مقصود خود را در
در طلبه شکست نمود گفت با همه خزائن فیل و لشکر و مال با همه عز و جلال من

تاب عشق ایاز ندارم عمرے برآمد با همه وصال در زاری و ناله در شورم و درین خیال تو کہ
باشی و چه باشی با ما هم کلنگے کنی نمک فروش شوریده دا افروخته و گداخته جوابے
باصوابے در میان نهاد گفت ای محمود این همه اسباب حالت که تو داری
ساز و سوز و ذوق و درد در قسمت ما منحصر است مسکین سلطان ازین جهان
چه نشان برد گفتار عطار چیزے نسبتی بروزگار ما و بحال کردار ما دارد بیت

کفر کافر را و دین دیندار را — ذرهٔ دردت دل عطار را

حرف عشق بدتر از سلوت او باشد آه در حقیقت است وصال جمال بخیال بیت

خیال است این کسی را وصل یار است — خیالی شو خیالش اصل کار است

چنین دانم وقتے عشق نباختی عمر بهزل و بازی گذشت خود را ندانستی تو ہ عشق کشتی
وقتے این بیت را ورد حال خود نساختی بیت

حاصل عشقش سخن بیش نیست — سوختم و سوختم و سوختم

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماید انه لیغان علی قلبی وانی
لاستغفر الله كذا مرة و تو گوئی برعین عشق روانست. ابوطالب مکی گوید
لایتجلی فی صورة مرتین ولا یتجلی فی صورة الاثنین رفته خوا هر باز گردد
ولن یقبل کے باز آید ازین طلب و جست و جوئی خود عین پردل احساس کند هر
آئینه عین رنگین شود عین بعینه مستتر ماند جمع الجمع را اعتبارے نماند و جمع صورت
رخت بربست اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون هم ازین نقطه است
که برعین عین افتاده است لولاک لما خلقت الافلاک ازین سرفرازی
نیز هم ازین بازیست نرم دلے را بر مجنون شفقت شد بحضرت لیلے بشرط نصیحت
در آمد بگردید بینی از جمال تو چه کم آید و از حسن و ناز تو چه نقصان پذیرد اگر مسکینے از دور
حظے گیرد و جانش بنظرے قرار پذیرد لیلے گفت که ازین حرف بخطا نیستی اما او تاب

ن لایتناہی
ن نمین

جمال من ندارد تجلی برکہ ناصح بدین بشارت مجنون را تسلی داد ہم درا ثنا این قصہ
لیلے در صحن خیمہ با جامہ پاکشان خرامان شد گر دبر خواست مجنون را آن نظر شد
فخر علی وجہہ مغشیا بیہوشانہ گشت ناصح گفت اے مسکین تو بدردے
مبتلائی کہ ہرگز درمان نہ پذیرد زہے دولت جزاین دولت مطلوب چیست عشق نا باشد
من نباشم من کردم عشق چونہ باشم

ف: فاہ

ف: با او عشق نبود من بر نامم

عین چشم را سر را گویند العین حق والسحر حق تفسیر این آیہ میکند اگر حق
نبودے حق نبی را جمال خود نمودے وچشم او جلوہ نکردے دا درا از و نبردے واورا از خود
بخود رہ ندادے چون عین بعین شد اول باخر رسید آخر باول انجامید روی تبلیغ کہ دید از
دنیا باخرت کہ رسید ابصار المبصرین معارف المعارفین ونور علماء الربانیین
وطرق السابقین الناجین والازل والابد ومابینہما من الحدث
تحقیق کردہ بین منصور براسے اینکار را شہور ملکوت شد امادریغ وراے پردہ مستور
اطلاسے نشد بیت

ف: مذکور

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس   نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ
حبك الشئ یعمی ویصم خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى
اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ بے تشابہ وتاویل وتاطے بیانے درستے کردہ است
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یکے کہ جمال حال معشوق ذوالجلال نظارہ کمال
نکردہ ہمہ خفاش وار بوم صفت از انجمال نتوانست کہ آنجمال را نظارہ کند ہر
آنکہ مختوم باشد در خود اعمی تصور کنی خود را ولوار را از جمال شموس واقمار چہ نصیب
برکار بود عشق یکے را کور کرد یعنی آن نظر ندارد کہ خود را خود ببیند ویکے از تابش دیدار
انتفا آثار کرد ودیگر حبك الشئ یعمی ویصم انکار بران کار افزود عجائب کارے
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ خدا خود را چون بیند خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى

سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ او هست ولے این راز ولطیفه نیست
هیچ میدانی کدام حرمان از وبالاتر که یکے خود را از خود برخورد دیده دے تصور کن دوئی
فرض کن تباهی ونقصانی درخیال برید آنکه حرمان را گمان باشد اگر حق نبودے بیچاره
گفتار را زین گفتار سر برنکردے ودر سنگسار من وتو در نیابدے بیت

عطار

عشق آمد وخانه کرد خالی ‌‌‌‌‌ ‌‌ بر داشته تیغ لا ابالی

العین حق چه حق الیقین میگوید حقیقت حق میفرماید العین حق
این جمله چه معنی دارد میگوئی ای اثرہ کائن میفرمائی ای ثابت مجاز در مجاز
وحقیقت بحقیقت خویش در استتار العین حق موضوع ومحمول را باعتبارے
اختلاف کرد وباعتبارے اتحاد داد من وتو اساسیت بآن اعتبارے درستے
وشرکتے محققے حق الحق چه نام باید یکے گوید جمع دوم گوید جمع الجمع۔
عشق همو زنیست همزه بے ضبط نباشد بے ثقلے نبود وعشق صرف صفا
است این بقا است واگر حرفی را بینی بصورت الف نبشه ودر وحرکتے باشد
آن همزه بود نه الف۔ الف از هواء هویّت نشان دهد وهمزه از قید وازواماندگی
بیان میکند فی الهمزة ضغطة وفی الضغطة لفظة وفی الالفظة
بسطة عشق بدینها نسبتے ندارد وازامثال این بیزار باشد اگر درینها عشق بُوا
احساس شد معلوم شود که از عشق بوئی نیافته است اثرے ندیده است چنین عشق بیچکے
زند هر طرفے مردم گمان برند یکے گوید او را رد کرد فلان را قبول داد ومرا تسکین
فرموده است زهے زهے شیوه ها عشق واحد بصور مختلف بمعانی متضاد ظاهر
باطن شده باطن ظاهر گردد بیت

سلطان عشق خیمه بصحرا اگر زند ‌‌ ‌‌‌ ‌ ملک وجود را همه زیر وزبر کند

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا ...

أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً محمود با همه کار و بار و سلطنتی که داشت گاه گاهی
ایاز را بر تخت نشاند و تاج سرافرازی بر سرش نهد و خود بشرط بندگی با دب
چاکری پیش بایستد وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً صورت جلوه گری
درین حکایت تمام تر نموده است چونه آنکه ایاز عزیز است و محمود ذلیل
و نه آنکه هر یکی عزیز است دیگری ذلیل فعل ایاز گونه اینجا روی خود را وجه
تحقیق از پرده برون نموده است بگوید مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ
رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ نسبت ابوّة و بنوّة از میان بدر برده است
فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا چرا گوئی نور احدیث را نقطهٔ بسیط را
مرکب بجز اخوانند اینجا اگر تو گوئی محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ایمان از سر
تازه کن بگو لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

الحقیقة کالدائرة هرجا که انگشت نهی ساق وسط باشد برین
اعتبار مرکز با دائره یکی شده است ضغط از میان خواسته عشق را با ضغط
چه کار همه از الستست که او ظهور ربیت بهم اعتبار صحت را تحقیق کرده است
حقیقت را حلقه تصور فرما خطی در میان کش برشکل دو کمان شود فَكَانَ
قَابَ قَوْسَيْنِ دو کمان نموده است أَوْ أَدْنَىٰ خط را در میان طرح کن
حلقه بصفت خویش باز گردد اما چنان نه شود که من قبل بود اثرش باقی ماند
و هم دوئی هم از اینجا سر بر کرده است عبودیت و ربوبیت هم ازین ره اثبات
یافته است دوزخ و بهشت بجلال و عزت و بقهر و سلطنت پیدا گشته است
پیغامبران هم ازین جا مبعوث اند و شرائع همین حکم کرده است حشر و نشر
همین میکند ثواب و عقاب هم از اینجا میخیزد عقاب و حساب بحقیقت خویش
پیدا آمده است إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ همین تفسیر کرده است

العین حق اگر عین حق بحق نیست العین یدخل الرجل القبر والملحد القدس از کجا شد که کرده

در دیدۂ انسان ما صورتہ نہ بند دیگرے   جز عکس عین شخص ما در نور ما نورے ببین

یا نور یا نور النور یا منور النور یا نور السمٰوات والارض روشن تر ببین صاف تر نظارہ کن ظاہر تر پیدا رشو ہیدا ر نمایا نور دہد ت بود از وحدت بشرکت خرامیدہ ہم ازین بلا ہم ازان خطی موہوم کہ در وقت منازلت طرح افتاد جبرئیل بصورت دحیہ کلبی ظاہر شد نہ آن بود کہ جبرئیل از صورت خود گشت بدین صورت شد یا جبرئیل این صورت دارد اما چنین نمودے اللہم حقائق ومعارف موارد ومصادر ہمین موضع محمود است بیت

گر عشق نبودی و غم عشق نبودے   چندین سخنے خوب کہ گفتی کہ شنیدے

ایاز میگوید در حضرت بادشاہ محمود وقتے گفتہ نکردم مگر آنکہ گاہ گاہے مراد بر تخت نشاند و خود بشرط بندگی و چاکری بایستد لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ مصطفٰی ہیں گذر کرد پا و سے میگوید ازین گذ بیچ تاکس الراس مباش شکستہ دل مگر د مارا درین شیوہ کار با لیست و شرط روزگار لیست تا جبر فواعد دین شرط صفت دانستہ را نیست عشق بذاتہ صحت دارد اما ازین ضغطات بہرہ تو بہانت بسیار افتد حکما گویند است ذہبت و ذہابت دہبن ذہبت ذہاب مذہب را ہمان رہ در پردہ نہان داشتہ اند ذہب بدہا بہ ذہب مذہب استقامتے ندارد و کارے رہ گذر است تو بسلامتی بگذر پردہ بصفائے پدر۔

دیوانہ قاضی عین القضاۃ خوش بندی بشرط تحقیق اشارت سیفرماید بجان دوست از عادت بپرستی ہر گذر ہفتاد و دو ملت را یکے مذہب

کن بر سر کار روزگار خویش باش آرے طالب را برائے این وآن چہ کار با دوزخ وبہشت چہ مصلحت اور ا ہیچ چیز باید ہر چہ آید ورود ہم بر صفت اختلاف ونزد باشد خوب طبعے رباعی گفتہ است رباعی

دنیا شہ را وقیصر وخاقان را دوزخ بدرا بہشت مرنیکان را
تسبیح فرشتہ را وثنا انسان را جانان ما را وجان ما جانان را

عشق در اصل وجود حرکتے وسکنتے ندارد ولا یوصف بحرکۃ وسکنۃ انہ من الحوادث وتعالی العشق عن نعت الحدوث یک نقطہ است کہ تجزیہ وتقسیم نپذیرد جہتے وسمتے ندارد قبلے وبعدے نہ خلفے وقدامے نہ اورا بیان خواست شد بیان جز بتحرکے وسکونے نتوان چہ بیان لغت لسان است کلام مرکب از حرف اصوات خواستند اورا حرکتے دہند تا در بیان آید اول حرف را اختیار کسرت شد از انچہ گفتہ اند الساکن اذا حرک حرک بالکسر گفتہ ام سکون ہم نبود اما چو حرکت نداشت لا حرکۃ ولا سکون بود گوئی کہ آن مستمر وستقر را سکون تصورے شد گوئی فلا ترا با قرار وسکون است یعنی اضطرار وا اضطراب ندارد واختیار کسر ازان افتاد کہ عشق کا سر دیں اکاسر است عشق شکنندہ کا ہما ہے ہر کا بیست عشق شکنندہ ہر مرغی ومبغضیت عشق شکنندہ ہر دلے ونفسی است عشق بر کسے جبری نکند اما مرفوع را مکسور سازد وجبار قہار از آتش نامند عشق جبر کسر کند رحیم کسر جبر روا نداشت بجزم تحقیق کردہ ہر عالم نصب کردہ اوست عشق چہ چیز است لا ہو الا ہو چہ باشد یعنی ماہیت او عین وجود اوست اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اگر گوئی الغنی بنفسہ الغنی یعنی حکایت از نعت وذات او باشد واگر غنی بغنا فرمائی بازگشت ہم بدان ذات شود الغنی کان اشتمال لا النقیضان ولا الضدان ولیکن

ن فوان

بنفسہ الغنی

اختلاف اعتبار در قیل و قال و گفت و شنود انداخت احرار کبار را این طرف لحظ نیست معتزلی نفی صفات گوید و صوفی ترقی فرماید عرفات باید و نفی بی اثبات نشود فعلی هذا کلا القولین العولین ۔

ش

شین را بسکون فرو گذاشت از انچه وسط است و سطر را د و انظر است انظر منه الی الواجب و نظر منه الی الممکن تعین طرف را مصلحت نبود ۔

قاف معنی ندارد تا چه تقاضه کند وقتے نصب فرماید جہان را ہم از و استقامت شد و وقتے رفع نماید گوید انا اغنی الشرکاء من الشرک و گاہے وقف کند از انچه منتهی ہمه برین باشد عشق بر وزن فعل است یکی موزون کن دوم را وزن له برای وزن را میزانے مستقیم باید تا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مطلوب افتد ہیچ میدانی صراط را چه اشکال است گفت و شنود در روے قریب بمحالست شنیده از تیغ تیز تر و از شب تاریک تر و از موے باریک تر آری اتباع نفسے نفیسے خصوص نفس زکی و تقی و نقی اشکالے محالے وارد اما بحسب قسمت نسبت نصیبه گیر دو زن اعمال منوط ہم برین حالت اما چنین گویند این وزن به مثال میزان عروض باشد اما چنین محقق شد دو پله دارد و چوبے ریسمانے چند بر ہم بسته سنگے در پله نهاده و اعمال را ہم سنگ او ساخته اگر برابر آید فقد نجا و اگر برتر باشد فقد اوفے او فاز بالمقام والشفاعة عند الله العلی الاعلی و اگر سبک رو و ہر آئینه لائق سنگسار باشد و اگر این صورت را میزان عروض نام نهی فلتسمه ما شئت هر در شاعر منظوم را بر فاعلاتن فاعلات قیاس کند اگر برابر آید مقبول ورنه مردود و زحف را اعتبارے نیست منہیات و صغائر باجتناب کبائر مغفور معفو اند شفاعت را و استفاضت نور اتباع را مثالے فرض کن مثلے نقش ساز

ان جہتہ وزنه وزنه

که سه زاویه متساویه دو قائمه باشد در زاویه مطلعه شمس انکار در گوشه جمیع آلی در کنجے دگر قائمه
مجری عکس آفتاب بر آب افتد و عکس عکس بر دیوار نماید عکس نور سبوحی و قدوسی بر صفائے دل
نبوی عکس نمود عکس عکس بر تابع که محاذی دل اوست صورة گری کرد این شفاعت این
نجات این اتباع این صراط مستقیم و مقام شفاعت فافهم واغتنم فافهم
واغتنم

چون قاف تعین حرکتے ندارد تا وقتے چه تقاضا کرد مستحق چه اعراب شد
علی هذا الأصل او موقوف باشد آخر کار دلیل بر انتها مرکند إنّ إلى ربك
المنتهى بدین اشارت فرماید فاعبد ربك حتى يأتيك اليقين هم ازین
بیان نشانے میدهد حتی بمعنے کے بود اگر یقین محیط سوادی حقیقت باشد و حتی برائے
انتهاء غایت باشد درست افتد ولیکن تا ذمه باقیست خطاب عالیست
چو وقتے شاهد از سیر و سلوک ایستاد در زاویه فراغت نشست پا دراز کرده ماند
پالهنگ از گلو و نعلین از پا بیرون کشید ابلق را پس پشت نهاد عصا و چوب دستی
را بشکست زواده راهها منثور ساخت از مراحل و منازل فارغ گشت از قطع
طریق ایمن شد آرے ازین سلوک ایستاد اما مقامات الوصول لا تنقطع
و تجلیات الکشوف لا تنحصر هر روز آفتاب برکی دیگر براید بر نورے
دگر بخشد ماهتاب را از زیادتی و کمی چه کم آید گاهی باشد روز بجلا و صفا خویش روشن
تر بود روزی باشد از احد ظلام و اغبرار خالی نبود وقت ظاهری شد سیر باطن پیشتر آمد
ذوالنون مصری به بایزید نبشت چه گوئی کسے را که یک قطره از آن دریا چشید مست
گشت بایزید نبشت این کار کا نرا پدنام مکن اینجا کس است دریا ازل و ابد آشامد
هنوز العروضی [illegible] زنبق در قعر [illegible] یا تشنگی تا الدور چه دریا کم شده در آن
حرارت است بدان عطش است که البته [illegible] نها این مرد بحر [illegible]

یاری ماهی را پرسیدند ما کل تو چیست گفت دریا مشرب تو چیست گفت
دریا مسکن تو چیست گفت دریا معاش تو چیست گفت دریا در چه باشی
گفت دریا از چه گفت دریا بچه بازمی گردی گفت دریا ای رب این ماهی
آبی نیست آتشی است اما ماهی چنین میگوید من از دریا ام و از دریا رسته ام
مثل من با دریا همچو جز با کل باشد نه یا او یکی بینوا هم شد نه از وی جدا هم شد
فعلی هذا اضطراب و اضطرار من چه کم آید آب برلیست ژاله تا هم شدن
بگداخت همه آب شد و لکن سر دیده ذا صفتی یا خود گرفت که در آب نبود
هذا بیان الحقیقة و نعت الحقیقة اگر این نبود دوزخ و بهشت
هزل و فسوس بودے چنانکه حکما گفته اند این گفتار بهانه است بران بازگشتی
تو او نشوی مگر شود معلوم است   آنروز که تو نبودی او بوده
سنائی هم ازین بیان حکایتی میکند   بیت
تو او نشوی ولیک اگر جهد کنی   جائی برسی کز تو توی برخیزد
باعتبار وقت شد و باعتبار حرکت آمد اما حرکتی که تعین ندارد و تا عامل چه
تقاضا کند. جنید را پرسیدند ما النهایه قال الرجوع الی البدایة
تا بدایت هر یکی چه بود بدان بازگشت شد حکما گویند هر روحانی فلکی است
بازگشت ارواح بتمام افلاک او باشد هر کسے در بود و کار عرض روے
داشت در منتهی همیدان باز آید بعضی از سالکان طریق عرض با اصلی در سر
ایشان بود چون کار با تها کشود آن عرض هوس بازنشست خود بود و خلو لیه
کن از گل در دریا نشست اند از آب بآب پیوند و گل بگل رسد. الرجوع
الی البدایة درست شنید نیست این صورت که ورا یا هم تو دیگر چیز گردی همان
چیز باشی که بودی الموجود لا یصیر معدوما و ما یتقل من صورة الی

ومن مادة الی مادة ومن هیئة الی هیئة ازین موجود نور مطلق مراد باشد آنرا که فیض قدسی نامند جائے خدائے خوانند و محل ولی گوید بجائے وجائے که کشف آن مصلحت نمی افتد خالق کل شیء گویند اما خالق القذرات والخنازیر تا ادباً نباید گفتن۔ حریری گوید الفقیر الذی لا یفتقر الی نفسه ولا الی ربه افتقار چه معنی دارد نفس از میان صورت اضمحلال گرفت فقیر با همه در بادیه نیستی نابود شد افتقار این بر تیغ آن رفت چه شد مرجع باصل باز گشت چنین هم گفته اند که فقیر خود را بدو گذاشت استرسال کرد افتقار هم رخت بربست کشاده باصل خود رسید الفقیر لا یفتقر الی الله باعتبار این همین توان گفتن الصوفی لم یخلق بیان خود صورت عیان نموده است هم ازین جا شبلی گوید انا اقول وانا اسمع وهل فی الدارین غیری جمال الدین مغربی طبیبے حاذق وحکیمے واثق بود هم برین اعتبار گفت شعر

کلامی الی سمعی راجعُ   فانّی أنا القائل السّامعُ

محمد حسینی سخن کوتاه کن بسیار گفتار صفت احرار کبار نباشد آن بزرگوار چه گفت کمون سخن نمی گنجد کمون سخن نمی ارزد بان وهان اکنون در اتمام کلام اهتمام کن عنان سخن از مهام مرام سوے مقصد تمام کن۔

شئون شانے باشد کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ از ان بیان کن خدا وجود ندارد مَا رأیت شیئاً الّا ورأیت الله فیه اشارة بدوام مشاهده باشد شیئاً نکره در موضع نفی افتاده است تخصیص را تعمیم کرده است کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ یحیی میتا ویمیت حیا یعز ذلیلاً ویذل عزیزا۔ حکایت وزیرے و بادشاہے شنیده باشی در ان بیان این حکایت گفت هذا من شأن الله العالم متغیر وکل متغیر حادث این شکل تغیر و این روے حدوث هر چهار

اشکال را بر ہر اکبر و اصغر و در عالم صغری حدے وسطے نہادہ است تو تکرار
را حذف کن ہر آئینہ حد بذاتہ ثبوت یابد ۔

شین سہ دندانہ دارد وہم تثلیث برد۔ محی الدین ابن اعرابی در فصوص
الحکم بیانے کند ہر دماز او ہم تثلیث رود العیاذ باللہ نہ اینچنین است اما بیانش
برین گمان اشارتے بکند و آنکہ او گوید خلق عیسی من ماء محقق من مریم
ومن ماء متوہم من جبریل لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
کلام شنیع بیان وضیع وہم تثلیث وخیال ترجیح باشد میگوید فاعل باید فعل باید
وقابل باید ہر آئینہ تثلیث آید عجب بران توحیدے کہ او بیان کند وبیان
الحادے کہ ازو پیدا آید این گفتار را چہ اعتبار وہم اینجا ہیولا صورت نہ بندد
اگر این سہ دندانہ را اظہار نہ شود وسہ نقطہ بر سرش نہی بیان شین مرتب شود
تثلیثے در میان نہ ہم بیک حرکت ہمہ کارہا تمام گشت شبلی گوید التصوف
شرک لانہ صیانۃ القلب عن الغیر ولا غیر وکذالک توحید شرک
اللہم رسول اللہ چنین فرماید الشرک فی القلب العبد المؤمن اخفی
من دبیب النملۃ السوداء علی الصخرۃ الصماء فی اللیل الظلماء
چون توحید شرک آید خفی او نیست خفی شرک جلی باشد اللہم انی اعوذبک
من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم بہ واستغفرک لما لا اعلم بہ
اگر شرک ہمین طرح عبارت او شان بودے ما لا اعلم را چہ معنی گفتن باشد
ہم تو استغفار کنی و شرک خفی مغفور مغفور گردد عجیبے دگر مرد عارف محقق
واستغفرک لما لا اعلم فی شرک گوید و تو عنایت کنی
لما لا اعلم مغفرت آن شرک خفی دیگرے اینجا اشارت و رمزے دیگر نماید
کلامنا جمع فی جمیع ۔

شئین شراب باشد عمل شراب چه بود سکرے طربے سیلے و غلبے اگر شراب صرف
آید اثر بر حسب آن باشد و اگر مزاج شد لذت و عمل هم بدان قسمت افتد یکی گوید
وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ساقی برین شد و شراب مطهر هر آئینه صاف
در صافِ صرف در صرف باشد وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ عبارت از خبط
و خلط بود بوے شراب ابرار را مزاج ساختند ولیکن در و لذتے باشد که در
صرف نیست فی الامتزاج غیر ما فی الاتحاد در حقیقت مرد محقق را
اخذ حظی نباشد و ذوق لذتے طمسٌ فی طمسٍ مسٌ فی رمسٍ فناءٌ فی فناءٍ پس
چگونی لذت را هباءٌ فی هباءٍ و اما در مزج وجود و شهود و فقدان
و عرفان غیبت و حضور تو اندیشه کن یکے در یکے چه لذت گیرد و اگر در ینجا تصور
و تقدیرے کنی ضرور نیست که بدوی آئی و آنکه او در دآشنا مد آنکه اگر چه مستانه
شود اما از صاف صرف محروم ماند مسکین کافر جز خیلے و حیمے شراب نباشد اگر چه
او را مستانه کند اما کدر بود سر درد دے دارد که نا خوردن به گر فتنه دارد که ناچشیده
به اما او هم دعوی مستی و دعوی وجدانے دارد لیکن مثال اول چه بود مے بلید
و لیکن یکے را بدو نه آنکه مشرک شد نه آنکه بت پرست گشت شخصے شبلی را
محاسبه می پرسید الوقت و سنین را حساب کرد پس آن پرسید چند شد شبلی گفت
یکی گفت می فسوس کنی که هزار ها را یکے گوئی شبلی گفت تو دیوانه شدی گره گشتی
یکے را هزار ها کردی من یکے در یکے ضرب کردم جز یکے نبود و شنیده اصل اعداد
یکیست آن چند هزار که شود بتکرار آن یکے گرد و یکے در یکے جز یکے نباشد
حکیم گوید الواحد لا یصدر منه الا الواحد همین باشد جنید میگوید
لیس فی جبتی سوی الله اشارة هم ازین شئین عشق است خود را میگوید
خود را اثبات میکند و بود را اثبات میکند و شهود را روے می نماید اشارة

بتثلیث میشود حسین منصور انا الحق فریاد میکند می بایستے که بشنید از توحید با شرک آید و از وحدت صمدیت بفردانیت احدیت باز گردد نه آنکه چه کاله پرکالا اش کنند قاضی همدان می گوید بیت

ما مرگ شهید از خدا خواسته ایم ... از دوست سه چیز کم بها خواسته ایم
گر دوست همان کند که ما خواسته ایم ... ما آتش و نفت و بوریا خواسته ایم

بیان حاجت نیست سه چیز خود میسر باید چگویم آن دیوانه را اثرا یکی بیکی بسنده نیست سوے این چه خطا کرده است بگو لا اله الا الله هیچ دانسته معنے لا اله الا الله چه باشد لا اله نفی ما استحال وجود و الا الله اثبات ما استحال عدم شنائی اینجا خوش خود نمائی کرده است بیت

نیست را کعبه و کنشت یکیست ... سایه را دوزخ و بهشت یکیست

شخص عکس و منکس السلطان خلیل الله ابو الحسن خرقانی میفرماید انا اقل من ربی بسنتین هیهات فهیهات هو الخالق الوجود کما هو خالق العدم فعلی و قولی و آمدنی و رفتنی بود نی و با ندی گشتنی و رفتنی تو فهم میکنی من چه میگویم فارسی کشاده است انشاء الله تعالی در فهم تو آید بیت

ابد اینجا ازل یابی ازل اینجا ابد بینی ... بیابی جمله را باقی نیابی هیچ را فانی

خدا را ندیدند و لے شناختند محمد را دیدند و لے نشناختند یکے چنین میگوید بسیاران خدا را ببینند و نشناسند بیت

آنکه را هیچ تجلیات دوست ... گرچه غلط است بد نیست غلط اوست

عشق است که همه چشمهائی ببیند و همه گوشهائی بشنود و همه دستهائی گیرد و همه پاهائی دود و همه زبانهائی گوید إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ـ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ الصدقة او لا تقع فی کف الرحمن

یکجا جمع آمده بر درستی این مقال گواهان راست اند علی کرم الله وجهه
فرماید لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا می گوید اگر وجود شین در
وسط عشق نبودے مارا بواسطهٔ راهبرے احتیاج نبودے و هیچ پردهٔ غشاوه
بر بصیرت ما نیفگندے لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا فرض
محالے تقدیر محالے است غطا کجا تا کشف کند شک کجا تا یقین روے
نماید این همه اوهام و خیالات است اما ترجی بها اطفال هذه الطریقة
باشد جنید گفته است هزار در هزار مرد را این دریا فرو برد یکے ماایم سر بر آورده ایم
بایزید گفته است هر کسے بچیزے سر بر آورده است ماایم که بهیچ سر فرو
نیاوردیم احمد غزالی میگوید خواجه در تلاوت خبر بودند خواجه در بازار بخرید کفش
بودند سوخته افروخته بخته سیتس مضی ایام ولایت ایشان بحرتے باهر یکے
پیران رہے که معتاد ملاقات ایشان باشد کرد با جنید گفت که سید الطائفه
این گفتار شماست که این دریا هزار در هزار مرد را فرو برد یکے ماایم که سر
بر آوردیم گفت آرے گفتار ماست آن مسکین سوخته بدلے دردمند
و جانے بلتن دوخته عرض داشت گفت خواجه کاشکے چنانچه هزار در هزار
مرد را این دریا فرو برد ترا نیز فرو بردے تا نفس از تو بر نیامدے همواره
دران غرقاب مدح و ثنائے تو این بودے ؎

الحمد لله علی انّنی　　　کضفدع یسکن فی الیمّ
ان هی فاهت ملئت ماءہا　　　وان سکتت ماتت من الغمّ

رئیس القوم ازین سخن شرمنده سر فرو افگنده ماند همان مسکین متمکن بیچاره ضعیف
نحیف بیچاره بیچاره بدلے صد پاره از بایزید پرسید گفتار شماست هر کس
بچیزے سر فرود آورده ماایم که هیچ سر فرود نیاوردیم گفت آرے گفتار

همان
همان

ما است آن در دستمندان بیدل ارجمند عرضه داشت سلطان العارفین ایچ مگو که تو هم بچیزے سر فرود آوردی طیفور با همه غرق حضور در نور بود ازین سخن بصفت خروش شد ازین شرمندگی جائے سخن نماند آن مطموس مطموس آن رفته رفته آن شکسته گسسته آن ساخته پرداخته از احمد پرسید که شما فرمودید محمد را که امام ببازار بخرید کفش رفته است گفت آرے همچنین بود آن گم گشته از خود رفته از هم گسسته ایچ نه پیوسته برآمده عرض داشت که اگر محمد در بازار کفش بخرید رفت احمد را چه افتاده بود پس گرفته دنبال شده با محمد پریشان میگشت بیت

ای اہل خرابات یکی بشتابید تا قافلہ سوختگان دریابید
ای اہل مناجات کہ در صحرا بید صد قافلہ بگذشت شما در خوابید

شاہن شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ شهد الله فرق انه لا اله الا هو جمع والملئكة واولوا العلم قائما بالقسط جمع الجمع شئین بصورة خویش تفرقه نمود تحقق شهادت حاضر گشت غائب شاهد گشت و شاهد خود حاضر است غائبے بر شاهدے گواهی دهد هرگز این شهادت را تکذیب نبرد اما هم آن بود گواهی بر که با کی در چه بیکے گواهی میدهد که من آنم صفت من چنین و چنین است جائے تصدیق همین باشد بر که میگوید کجا اثبات میکند این بها نها است که میسازد غائب شاهد شود و شاهد غائب گردد این چه صورت انگیز لیست این سیمیا گریست بیچاره سوفسطائی را همین در بلا داشت آنچه دی گذشت و آنچه امشب بخواب دیدی در میان هر دو چه تفرقه می بری که از هر دو جز حکایتے و خیالے بیش نمانده است لیکن گویم خواب را تعبیرے هست این جهان

ن نور و نور

ن این چه

بفہم تو مثال خوابے شد و آنجہان خواب را تعبیرے فردا این خواب ترا تعبیر کنند بحسب آن خیرے وشرے بتو رسد اینک مردے در خواب دید مارے او را گزد گوئیم دشمنے برو غالب آید امروز یکے شخصے را کشت گوئی این خواب دید فردا اش تعبیر کنند بجائے او او را میکشند فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ہمیں بیان کردہ است اگر این جہان را خیال گفتی آنجہان را نیز خیالے تصور کن چنانچہ اینجا راحتے و مشقتے آنجا نیز کذالک

مثلث عاشق شاہد سہ حرف است و بلفظ و معناہ شہا دو شاہد و مشہود لیست بتثلیث شکلے مبارک است نالہ و شور صوفیان آہ درد مندان محبان تقید و تنزہ منتزہان و متعبدان و آرام و قرار عارفان ہمہ در مقام تقلید است تقلید چیزے با سوز و با برکت است چیزے با ذوق در ابتدا است مرد متوسط گاہ ذوق وصال گیرد گاہے از فراق نالہ در دے بدرد مندی آرد ہمہ آمدن و رفتن او ذوق در ذوق باشد اما مرد منتہی أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ صفت او باشد و مبتدی را ہمہ ناسودگے در ناسودگی بود انا متوسط اخذ الحبل بطرفین گرفت مبتدی آرزوے انتہا کند منتہی ہوس ابتدا برد متوسط از طرفین نصیب گیرد مہ کم باشد زیادہ بشود و کم بشود چیست زیادتی او بود کہ کم میگیرد و از کجاست کمی و ہر چند کہ از جمال آفتاب بہرہ مند تر از دو از صفت مقابلہ دور تر دہر چہ بدور تر نیز دیگر نقصان کمی بیشتر اگر وزیر با پادشاہ باشد کواحد من أعوانہ نماید ہیچ ہیچ نقش پیدا نشود و چون بدور رود دیگران بر ندگر بلیں پادشاہ است وانہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ کل یوم

ن بطرفین

سبعین مرة همین بشارة بمقام توسط کرده است میرود و می آید بیشتر میشود و میگذرد و عبارت از استغفار و استتار میکند۔

شین شکایت میکند از جور معشوق و از جفاے یار معشوق هر چند همه مراد عاشق باشد باز عاشق هواے دارد که هرگز کار بکام او نبود معشوقه گوید چه مطلوب است بگو که من هواے ترا ساخته کنم آن گرفتار هواے دارد که قابل گفتار نیست چه می گوی العشق شدة الشوق الی الاتحاد گفته اند آنکه اثنان لا یتحدان وحیث لم یبق بینهما الا واحد فرد ثان وبین ثان ولعمری وهم دوی باقیست بلاء فراق محقق علی هذا هیچ عاشقے بمعشوق نرسیده هیچ طالبے روے وصال ندید لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ همه را نا امید کرده وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ داغ حرمان بر پیشانی همه نهاد عجب کارے او گوید وصال بخشیده ام این نالد که در بوادی فراق و در مغار هجران گرفتار و حیران ماندم و ادردا این فراقیست که هیچ نبی مرسل و ولی محقق ازین پرده در نگذشت العلم حجاب الله الاعظم سدے همه در دل شد وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى بصائر عصابه غشاوه بست فهمها گم گشت عقلها عدمست از افعال اثبات لفعل واحد آیند و از فعل بصفت روند و از صفت بذات و از ذات بکجا چون ذات حجاب ذات باشد ارتفاع این حجاب طاقت که بود لَنْ تَرَانِي کدام تازیانه است که بر سر موسی علیه السلام زده است وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ کدام برا التست چه بلا و چه سوختگی است شنیده مصراع

هر چه خواهی بکن ای دوست بکن یاد گر

هر چه بیان کنیم از دور بدور ترر ویم سکوت ثبوت فرماید و در هزے بنا دانی برد گفتن را اسماع نه سکوت را مجال شکایت هم ازین بلا است نه هر اگذارد که

[نسخه: خود بخود] خود بخود باشیم ورنه خود از من گذرد و بخود مستقیم باند و دیگر گویم معشوق باهمه وہبے
درجے گر نخیتین که دهد باز تجلی خفی دارد و صفتی نهانی که هرگز عاشق را قابل نیست که
[ن: بران] بدان مطلع شود هم ازان بینا لہ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ
خدارا اسد جزو رحمت فرض کن یکے بهمه وجودات داده ندانسان که ولید را پرور
حیوان که نتیجه خویش را برآرد و هرجا که رحمتے شفقتے میلے محبتے است قسمت
آن جزو است که هرکسے بحصه و نصیبه رسیده است علی هذا نباشد وجودے که
که فیض رحمت او نبود شعر

کل الجمال غدا لوجهك مجملا — لكنه في العالمين مفصلا

همین سر را بر روے کشاده نهاده است زیستن آمدن از اجمال بتفصیل مردن
رفتن از تفصیل به اجمال مسکین عاشق گرفتار بشکایت و مبتلا بحکایت باشد
یا نه ای عزیز در صورت مجاز دو نفرے که دعوی عشق و محبت و دوستی یکدیگر
میکنند حالتے باشد هر دو بوهم خویش بمراد یکدیگر شوند چنان نماید که هیچ پرده
بینهما باقی نمانده است یعلم الله آن قدر دوری و حجب و استار بینهما از بعد
المشرقین بیشتر بلکه بیشتر شاید هیهات هیهات معشوقه تمام عکس نموده است
شین شقاوت هم باشد پیدائی عالم را بر دو پایه داشت کما خلق آدم
جعل ابلیس معاً معاً بے شب و روز قوام عالم نشود بے کفر و ایمان بروز
صفات حسنے بکمال خویش پیدا نیاید از هر صفتے وجودیست از قهر
قهرے پیدا آید و از لطف لطفے از جمال جمالے و از جلال جلالے مثالے
ظاهر از آتش سمندر است از آب ماهی است از بهشت حورا خواست
و از دوزخ حیات و عقارب و از سبحات جلال صور مهیبه عظیم و چنانچه
سلطان و غیر آن اگر این دو چیز نبودے شقاوة و سعادة هر دو بجمع نیامدے

بدین صفت بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ حسین منصور میگوید ما صحت الفتوة الا لاثنین لمحمد وابلیس سرہمہ سعدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسر ہمہ اشقیا ابلیس یہ بین کہ ہر دو علم چہ بلند برآمدہ است و با ہر دو چہ تقابل و تلفانے میرود یکے میگوید اُعْلُ هُبَل دیگرے میگوید بنا اَعْلٰی و اَجَلْ کو مقابلہ و خویش محابا نیست روندہ را ابلیس گو یاد اول قدمے کہ او در رہ نہد اے نادان عبادت چند ہزار سالہ را بخلعت پارہ گلیم سیاہی دادم تا فضل و شرف لعنتی بر جبہہ غرۂ ما نہادند ہان وہان ہیا ہا ہا بسا زکہ درد بہتر از درمان است وصل میوفاتر از ہجران طالب صادق بدین وساوس متعلق و پابند نشود البتہ مسافر را از منزلے بمنزلے رفتن ضرورة باشد چون لعین بیند البتہ پائے طلب او از روش نمی ایستد و خیال طلب از سینہ اش کم نمیگردد داند کہ البتہ حریف جرعہ ازان خم نوشد قطرہ ازان خمخانہ چشید آرزوی دیگر برد چون ازان شربت مستان گردی و ازان قدح حیران و سکران شوی یکے لعنتے جدید نام زد این مرید کنی تا سوز برافزاید و درد بر درد دو تو گردد او در وقت خویش چنین گوید سمندر را در کرانہ آتش آر در قعر غرقاب آتش انداز و تا آن شقی بدبخت آتش را بمراد خورد و سوزش را با نہایش بیند فردا عذاب آن لعین جز این نیست داغی کہ بر پیشانیش نہادہ اند و اضافت لعنتی کہ او را سرا فرازیدہ با کبریا و عظمت میدار داز پیشانیش برگیرند نعرہ آن لعین جز این نباشد آہ چہ بودے آن داغ لعنتی بر پیشانی من ابدی ماندے در وقت آن بدبخت جز این نیست

بیت

می نفروشم گلیم می نفروشم	گر بفروشم برہنہ ماند دوشم
گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ	سفید کردن آن نوعے از محالات

بدبخت را گلیم سیاه خویش قناعت ضرورت باشد و اگر نکند قناعت
ناسودگی وقت نقد او باشد و آن آسودگی که او دارد آن آسودگی است که
در ناسودگی آسوده است به درد آرامیده است با سوز ساخته است
با اضطرار قرار گرفته است حرمان را در حرمان ساخته است نایافت را
یافت نام نهاده است میگوید بیت

بدست ور نه دعا قسم در دوزخ فرا قسم
دوزخ ز احتراقم گیرد گریز پا سے

اگر سخن بایزید را برین کلام ربط دهیم گر دمن هو النار کیف یحترق
و انتظام درستے و ارتباطے مرتبے آید بعضی متاخران شیطان ابلیس را عاشق
صادق گویند مردم نادان برین سخن اعتراضے کنند و ندانند بیت

دارد دو سر این رشته یکی عجز و دگر ناز
زین سو همه عجز آمد و آن سو همه ناز است

دشکسته او — اگر عاشق باشد مردود مرید بعید بود لائق سنگسار شک زار زار خوار بود عجب
از طلب او کمال بست — میکنی طلب را مانع است بیت

این نوائی که تنهائی بهر درد دل خویش
لیک بیرون شدن از خاطر او نتوانی

أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ همین صورت نموده است حسنے و احسنے پیدا آورد
مجنون عاشق لیلے شد دیگرے بر جمال سیومی بر نعمان چهارمی بر عذره تا آنکه
أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اعتبارے آمد رایت ربی لیلة المعراج فی احسن
صورة تامی دگر میکند عمارتی دگر سفر یا بدره سوئے دگری برد هان دهان کهش
باش که گرد نگردی وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ سبطر و از گونه می نماید تو درست

خواندن بیاموز اکثر منافقی هذه الامة قراءها صوتی و حرفی دانستند
و تحقیق مخارج و مصادر را تحقیق قرآن نام کردند بر سران لقی بنا حقی تحفه و گرد عوی
صدقی اللهم آنکه گوید ناری بنا رقت مائی بما عذاب رخست وجود را از
طرفین بربست لاحول ولا قوة الا بالله بسط لسان در مرکبات کن بسائط
را در گوشه بپا او عذاب و ثواب نسبتی ندارد ارواح را عذابت باشد و لے
بتبع اجساد و باقی ماندن از هوا و هر اداست عزیزا آنچه من میگویم شریعت با طریقت
با حقیقت بجمعیت الحاد از دائره با خارجست زندقه از حلقه ما وراء الباب
شده است چه جواب بود که سلطان العارفین شنود او آتشی است تاب
آتش تواند آورد تو خاکی هستی تم خود بجز حضرت بایزید یوم نحشر المتقین
الی الرحمن وفدا مقری خواند بایزید فریاد بر آورد و من کان عنده
فاین یحشر این شقاوتیست که هرگز بسعادت بدل نشود این در دیست
که هرگز بدرمان باز نیاید این حرفیست که هرگز زدے سلوست نبلند السعید
من سعد فی بطن امه والشقی من شقی فی بطن امه بطن ام علم
نفسی باشد که قابل تحویل و تبدیل نبود هر چند ابلیس چند سال بتوفیق عبادت
بود انهم با ابلیس تلبیس او بوده است و تحقیقت ابلیس این بود و ان علیک
لعنتی الی یوم الدین آدم را نخست شرط بابت برین صفت انی
جاعل فی الارض خلیفة پس آن گوید اسکن انت و
زوجک الجنة عجب کاریست آدم مقصود خلقت او این جهان
بود در بیخ سکون او را گویند در بهشت ساکن شو سکین چون نمی تواند باند لیکن
طامع کنند رسوا کنند فضیحت کنند بهشت کنند خوار کنند از اخیار انند در مقر مقصود
خویش فرود آرند۔

تحفه دیگر میگوید همچنین بدان و مگو دانستن اش چه سود کرد گفتنش چه زیان
آمدی یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ افعال او معلل باغراض نیست هر که خواهد محیط
بمصالح او شود ضائع ماند و کارش جز بحسرت باز نیاید در هر مظهرے که صفت
اشقیا صورتے نمود لا قابل باشد که بسعادت باز گردد و آنکه گوید که تجلی قهری
را تجلی لطفی بدل کنند اعجوبه گفتارے از هیچ عاشقے نشان این شنیدی که معشوقه
هیئتے و صفتے آید بعاشق گوید که صورتے به ازین بایستے این کار عاشقان نیست
شنیده آنکه پا در غرقاب انداخت در ورطه هلاکت افتاد نه آنکه از خویش خبر یافت
و بر حسن و عیب معشوقه مطلع شد بازوے آشنائی شکست قوة سباحت رفت
پاے شناوری پریشانی در پیچید هر آئینه غرق لابدی باشد ز لیلے ازلے
باعزیزی اعرے بساط آشنائی در میان نهد و برای آنرا محره هر جنس غلطانیده
باشد هم که جاے بغرض خویش ایستد الله اعلم اما دوری و شقاوة نقد است
نیلوفر را چه گوئی جز از دور فیض گیرد هم برابر بجدائی او باز ایستد پس آن خود بخود
گرد آید حیرانی و زبولے جز خجالے تخوے نباشد ازین بدبخت تر هم چیزے زشت
تر و بدتر باشد۔

شین شرف هم باشد میدانی شرف کنگره را میگویند از جمله بلندی او بلند تر
باشد کدام شرفے شارق تر و کدام فضل فاضل تر که او گوید عشقنی و عشقته و
کدام درجه بلند تر و کدام مرتبه بالاتر فبی یسمع و بی یبصر نیابت و کالت
میدهد ان من عرف قلّ مطلوبه سهل علیه بذل مجهوده
خواجه میگوید چه مقصود چه مطلوب که بعضے گمان اتحاد برند و بعضے وهم حلول
هم میکنند. بیت

گوید آنکس درین مقام فضول — که تجلی نداند او ز حلول

عکس سبحات سبوحی بر آئینۂ دل طالب روشن تر نماید او گمان حلول برد
آنگاه از خود بخود و در خود شئے احساس کند اتحاد اتحاد داند لاحول ولا
قوۃ الا باللہ نہ حلول است نہ اتحاد اما این گمانہا از ضرورات احوال سالک شعر

انا من اھوی ومن اھوی انا
نحن روحان حللنا بدنا

در مصراع اول گمان اتحاد برد و در دوم وہم حلول انا و انا متحد نہ شوند
نوری با نوری بیجا مزاحمت نکند ولیکن دو باشد اذا جاء نہر اللہ
بطل نہر عیسی شرط کار است مصراع

غوغا بود دو پادشاہ اندر ولایتے

لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا بر ہانے قوی و حجتے دُرستی ا
کہ واجب با ممکن جمع نگردد ولیکن آفتاب بر ژاله تابد ژاله آب شود و جنید
ہمبرین میزان این سخن را وزنہا گفت قلہ یا اخی ان الحدث
اذا اقترن بالقدیم لم یبق لہ اثر مرد عارف وجود خود با شہود او
این ضرب مثل کند شخصے کوزۂ از برف ساخت پر آبش کرد و در من یزید نہاد
آفتاب بران کوزہ تافت کوزہ را عین آب یافت میدانی کہ این کوزہ را
چہ شرف شد با خلاصہ خود یکے گشت خلاصہ تر شد روز بہان مصنوعی را
این شرف داد کے دیدہ بازاست کہ گم کردہ بود ہم بیخ امروز یدام و بکام
خود دیدم شرفے شریف است و فضلے عظیمے اما کل حزب بما لدیھم
فرحون عندہ ہمہ خواستست قد علم کل اناس مشربھم بیان ہمہ
کردہ است بایزید گفت حیی را کم تسیر یعنی معاذ گفت الماءاذا
کثر المکث تغیر سلطان العارفین توضیح فرمود صریحاً

ن بیاض

لا تتغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبے در یک حجرہ ہمگان بار گذشتہ ہشتاد
و یک شود ہمہ شب وران کار گذشت آنکہ چہ گمان بری درین فوق و تحت درین
رفع وحط او از کار خود منحط بود استغفر اللہ اگر این گمان داری بگو لا الہ
الا اللہ عزت نبوت آن تقاضا کند لمحہ و لحظہ اگر کشف و تجلی جلا و خلا نداشت
آنکہ چو نہ شریعت بحق و حقیقت نہ بگمان اہل طریقت وقتے گفتہ بودم بیت

محمد خویش را از خویش کرد است شراب بیغمی در بیش کرد است
سرود و رقص و دف و شک و نے رباب و چنگ و بربط کیش کرد است
سواد الوجہ فی الدارین دارد ازین رو نام خود درویش کرد ست

عجب تشریفے افعل ما شئت فانی محب لک ہرچہ کند دوست کند
آن ہمہ مطلوب دوست باشد میدانی این چہ قصہ است لقد اطلع اللہ
علی اہل بدر چہ اطلاعست و این چہ تشریف است سایہ سبحات ازلی لمعہ
برق ابدی ترا رو نماید برق از لمعات و حرکت ایستادہ ماند و سایہ سبحات
بیزوال و فنا باشد زہے شوق زہے تشریف باشد ہم وقتے عاشق گوید معشوق
من مرا از دوستی کہ من با وے دارم دوست تر دارد آنکہ معشوق عاشق شد
عاشق معشوق گشت ؎

من زان تو ام تو ہم مرا باش خوش باشد عشق اتفاقی

سئل علی کرم اللہ وجہہ عن اصحابہ قال عمن تسألون قالوا
عمار قال مؤمن ملئ ایمانا حتی مشاشہ قالوا سلمان قال
ادرک علم الاول والآخر قالوا حذیفۃ قال صاحب
سر رسول اللہ وعندہ علم المنافقین قالوا وانت قال وایای
تریدون قالوا نعم قال اذا سألت أعطیت واذا سکت

ابتدا نیست عمارتا حلقوم بایمان انباز شد سلمان ادراک علم اول و آخر کرد حذیفه اطلاعے بمنافقین یافت آنکه از ینجا چه شود گوش نه شرف علی[1] میگوید هرچه خواهم بیابم و اگر نه خواهم ناخواسته بدهند و اگر نخواهم مرا بگوید بخواه و اگر من با وے سخن نگویم او با من گفتار در میان نهد اینک فضل و اینک شرف قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ چه میگوید اگر شما خواهید بجو من محبوب گردید آنچه من کردم شما همان کنید آنچه من شدم شما همان شوید تا ظن نبری درجهان یک محبوب بود هرکه او را بدو گذارد و خود را تمام بدو سپارد و اگر محب گوئی شاید و اگر محبوب گوئی باز همانست الله یعلم تا چند محب بمجبولی باز آمد آن همه یکے باز گشت گوئی همه قوت عشق گشتند در معده هضم شدند چنانستی که بذات خود با وجود او لحم و دم گشتند رسول الله میفرماید لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا میگوید خلیل از خلالست و خلال میان دو چیز باشد میگوید اگر بیسر گشتے که در دوستی دوئی را گنجائشی بود دوستی ابوبکر گنجیدے علی را گفت نفسك بمنزلة نفسي تقابل انت بمقابلتی اینجا خلّت را مساغے نیست از آنچه دوئی بره نیستی رفتست من اطاعنی فقد اطاع الله همین شرف عشق است من رانی فقد رأی الحق همین معنے اثبات کرده است من المتوفی فقال علی الله رمزے هم ازین حکایت است من قال لا اله الا الله دخل الجنة قال فعالست یک وجود او هزار تجدد و اثبات دخول جنت همیدان مرتبت شود حاصل جنت همه عبارت از آرام و قرار اطمینان و سکون و دریافت مراد کا خیر دگر نباشد لا اله الا الله شد ذاکر مذکور و ذکر یکی گشت نحو فاست از دلش خاست هرچه است گر نومیدی برلست دخول جنت همین باشد نه آنکه

---

[1] یعنی شرف امیر المومنین علی کرم الله وجهه

بمیرد و خیزد بعد از آن در آید الیوم فی روح و ریحان و فی باغ و بستان و قرار و اطمینان و انهار و جنان و حور و غلمان مزاحمتها خاست اوہام مضمحل شده است دنیا با آخرت بازگشته است بہشت و دوزخ بمثال دو غزال در بادیہ راحت و قرار ببازی و بگشتن و جستن اند الیوم اکملت لکم دینکم قرارے و آرامے در سینہ بخشیده است فرد

امروز بر به روز دی و فردا ہر چہار یکے شود تو فردا

[illegible] عائشہ ردائے مبارک را در سر گرفت و اطراف را فراہم آورد خواست بدر رود ہیبت زده بیں بدر رسول اللہ بیہوش افتاد بعد استکشاف عرضہ داشت در ره آدمی ندیدم جز شیر و گرگ و مار و کژدم و پیل و بوزنہ بوده ست پرسید در برت چہ بود گفت ردا مبارک فرمود ردا از بر دور کن چادرے دیگر در سر برو ہچنان کرد و آن ندید پرسیدش گفت اثر رداء من ہر کہ فردا صورتے دارد ترا ہمان نظاره شد اکنون معلوم شد دوزخ و بہشت وقت کسی باشد آخرت و قیامت مشاہده گردد خوف از شرکست لا الہ الا اللہ

شیں ازاحت شرکت کرده است نقیضان لا یجتمعان ولا یرتفعان خوف رود امن بضرورت باشد سد و اکل خوخہ غیر خوخہ ابی بکر بیت وجود ابی بکر فرجہ نقد وقت دارد کہ سد آن قابل نباشد آن ہمان خوخ است کہ مشاہد و معارف بدان ره در آیند و از ان سوراخ بیرون شوند انا مدینۃ العلم و علیؓ بابہا میدانی چہ

[illegible] میفرماید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر علم از شہر بیرون شود از ره در بیرون شود و ہر چہ در آید از ره در آید شہر شہر نباشد تا درش کشاده و استوار نبود علیؓ سرور مشائخ نخست خلافت کبری روے مقر راست درین باب مخالفے ندارم

هر آئینه مشائخ را در آمد از در علیؓ است اگر شهر نبوت را همچو علیؓ درے نباشد این
کثرت اولیا با هجوم و ازدحام خود چگونه مدخل یابند آری علیؓ ساقی القوم است
هر که شراب محبت خورد از دست علیؓ خورد هر که شراب محبت چشید از دست علیؓ چشید
اینجا بتوان گفتن الحمد لله الذی جعل مدینة العلم علیا
بابها ولا شرف التواضع لکان من حق الفقیر ان یتبختر فی مشیه
اگر این نبودے که عشق بتمام و کمال عاشق را شوخگی و بینی برده است شرف عشق
این تقاضا کردے عاشق بر همه جهان سرافرازیدے بایزید تبختر و خرابات ره
سپرے میکرد و این سخن میگفت و من مثلی و رب العرش محبوبی شطاحی
از نظر شرف است المؤذنون اطول اعناقا یوم القیامة مردے که
بصلاح و فلاح دعوت کردند هر آئینه خود مصلح و مفلح باشند از خود بتمام رفته اند و کار بآخر
رسانیده لحظ طرف دیگرے هم کنند این طول عشق و این شرف سرفرازی جز شرف
عشق نباشد اشراف اشراف جز بشرف بصیرت عشق نبودے رسول الله صلی الله
علیه و آله وسلم میفرماید لو هلکت هذه العصابة لن تعبد فی الارض
بعد عشق نماند عاشق نماند معشوق نماند پرستیدن چه باشد طلب دعوة چه
معنی دارد اگر مصلحت فاحببت ان اعرف نبودے هیچ ذره از ذرات
وجود را شهود نشدے۔

شین شکرت هم باشد لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ شکرتے با سکرتے
است الشکر نعمة زائدة علی النعمة من قولهم شکرة اذا
تجاوزت بینهما عن حدّ المعتاد و منه السکر هیچ فردے
نتوانست که حق ادائے شکر بجا آرد اقرار بعجز کرد و گفتند الشکر هو العجز
عن الشکر جمال عشق که دید روی قدم کرا بود بساق ازل که رسید آنگه معرفت

شکر چون شد ما درست گفته ایم والنعمۃ زائدۃ علی النعمۃ تر آن شناخت
شود کہ عشق را بچشی و در ادراک آن عاجز مانی آنکہ عشق را شناختہ باشی
و ہمین نعمت زائد بر نعمت باشد عشق از عالم قدس است شہپر ازلی دارد بال
ابدی دارد رنگ بے رنگی با اوست جہت بے جہتی لازم صفت اوست
از کوتہی و درازی بالاتر است و از دخول و خروج بیرون تر و از کمی و زیادتی
کمتر ہر آئینہ ادراک چنین مشکل تر باشد و در وہمے و فہمے در نیاید ہمہ را اقرار
بعجز ضروری بود آنکہ چہ گویند لا احصی ثناء علیک انت کما
اثنیت علی نفسک بہر بیانے و عبارتے کہ اختلاف ادیان کردند
مختتم آن جز بعجز نبودہ است قف یا محمد فان ربک یصلی محمد
پرسید الرب کیف یصلی جواب شود یمدح و یثنی علی نفسہ ثنا کہ
گوید مدح کہ گوید ثنا آنکہ شناسدش او خود را خود داند بجیبے کہ شما را او مدح بود
بدان خود را خود خواند و خود را خود شکر گوید و خود را خود ستاید خوب طبعے

ذکر

بیتے مناسب این سخن گفتہ است **بیت**

مرغ اینجا پر بید پر بنہاد　　　عقل اینجا رسید سر بنہاد

خود شکر گوید و ہمہ را فرماید کہ شکرت من در وسع شما نیست خوب
طبعے دگر ہم گفتہ است ہم ازین ولایت ما **بیت**

بود زعقل بیش ازین باد غرور بر سرم
پیش در تو خاک شد آن ہمہ کشر کلاہیم

جہان شکر را اہل محبت و عشق در زاویہ بیخودی کردند از آن خود را از ہمہ
کم دیدند لئن شکرتم لازیدنکم اگر خود را بینستی وعید و بدست
تبعضہ عجز سپارید ہر آئینہ بہمہ حال زبان را از قیل و قال پامال سازید مسل شما

جز بحسن مآل نباشد اینکه نجم کبری گوید بیت

گر سر ازل طعمهٔ ابدال شود — این جمله قیل و قال پامال شود
مفتی شرع را جگر خون گردد — هم خواجهٔ عقل را زبان لال شود

زبانها گنگ شد عقلها هویدا گشت قال و قیل ره رحلت گرفت آن گهی
عشق جمال خود را بر خود تجلی کرد شکر خود را خود گفت آنکه من و تو کجا شکر که گوید
عجز هم ثبوت یابد ابوالقاسم قشیری رحمة الله خوش سخن گوید العجز عن المعرفة
معرفة چه باشد مقید صفت قعود خود را خود داند عجز او هم علم بمعرفت قعود داد
بصفتے صحیح ترا وست قوی ترا قامتے کرده است البتادے نموده است تو هوش داری
اینجا لغزش قدم مردانست نمیگوید هم مفتی شرع را جگر خون گردد یعنے شرح مصلحتے باشد
عجز در حکمت و در وضع اوست خواص اشیا واضح داند چه حکمت است که سم
قاتل است چه گوئی البته سردی و خشکی او ارضی است و ماده همه خشکیها و سردیها
زمین است مردمان چه قدر گل خورند و هیچ نمیدارد آری بدو سخنے ضلال بیک
سخنے حرام من خواص را تجربه کردم ازین افسونها و سحرها شنیده چه عمل دارد چه کارها
بسر می برد لولا التقی لقلت جلت قدرته باشد این خواص که نهاد
حرف خدائی را که پیدا آورد و طلسمات را که ظاهر کرد نیرنجات را که ره نمود ذی شأنه
وما قدروا الله حق قدره جز فعل خدا نیست جز بوضع اشیا و خواص
حروف تعیین و تشخیص نیست هیچ اهم بسیار گوئی نکنم هله از شکر بشفا الشافی هو الله

دیدے
شین عشق چه شفا بخشید گفت شفا دهنده جز خدا چیزے نیست
شین عشق از شفا حرف تفرقه بیزار باشد وننزل من القرآن
ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین رنج عشق بچه شفا پذیرد دارو دے چه باشد

مصراع

این نہ دردیست کہ جز دوست بود درمانش

شین در وسط عشق است این درمان ہم در وسط کار است آنجا لاقرب ولابعد ولاوجد ولافقد باشد درد و درمان از کدام فرجہ سر برون کنند گفتہ ام آمدنی و رفتنی باید پیوستنی و بدو رشدنی باید تا در و درمان بصورت خویش روے نماید اے عزیز ہر چہ ترا آفتے دارد آفت عشق دو چیز است یکے در آغاز دوم در انجام آغاز عشق را خوف این باشد مرد طالب بسیار جست از ہر درے و رہی کہ بود سری در پائے زد البتہ رہ نمونی جلوہ نکرد مرد نومید شد یافت مقصود خود را از بعد المشرقین دور تردید باہ و سوز و درد و غم و اندوہ و ستوہ گرفت ہمان جاے ایستادہ گشت کہ یافت مقصود از حیز امکان برونست آفت دوم مرد طالب بمطلوب رسید تا آنکہ گمان بر دوراے این مقصد مقصدے نماند و بیشتر رہ روی نیست دانست بانتہاے وصال کار انجامید کمال بانتہاے شرف خود بمقصود اتصال یافت اکنون این مردم ہمچنین گوید

رباعی

آنم کہ ہمہ جہان بفرمان منست | سلطان منم و عشق تو سلطان منست
توجان منی ہمہ جہان جان منست | من آن توام ہمہ جہان آن منست

یعنے شفیع المذنبین کہ باشد جز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم کرا تصور توان کرد و شفیع جز واسطہ نباشد ۔

شین شفا شماتت اعدا کند شیطان چنین گوید نہ از خود رفتی نہ بدو رسیدی در وسط تلونیات پابند گشتی گاہ از خود روی گاہ بدر آمی گاہ بر در ایستی گاہ بنشستی اللہ اعلم تا ختم کار بر چہ باشد مرد خمار زدہ را جز شراب دوا نباشد

اگر شراب نیابد بسر درد گرفتار گردد شراب بدست ساقی است شراب و خمار است
یکے دہد و یکے ندہد تا عاقبتش بر چہ افتد العواقب موهوم و الخواتیم غیر
مفهوم و انما الاعتبار بالخواتیم از حکایتے کہ حضرت شیخ الاسلام نظام الدین
از گریہ و ہیبت بیتاب افتاد آنحال مناسب اینمقال باشد و آنکہ سفیان
ثوری از کوری خود حکایت کند ہم ازین قبیل توان دانست بلکہ ہمیں قصہ
است کلیب در حالت مناجات این مقالات داشت اللهم
اسمی هذا کلیب و جسمی هذا مجذوم و رسمی هذا فاقة این
جبریل و من المبار زچہ جاے مبارزت جبرائیل است کہ او میگوید لو
دنوت انملة لاحترقت۔ خلیل میگوید حسبی من سؤالی علمہ بحالی
شفا از و میخواہد حالت بعلم او میکند و سوالے خفی در میان می نہد این درد است
جز بحضرت دوست نتوان خواند و شفا جز از و نتوان طلبید بیت

ہر دوستے کہ ہست ہمیں پند میدہد — وصلش کہ میرساند و ہجران کہ میدہد

مرد متوسط را گہے نالہ ہجران باشد و گہے طلبش باشد بیت

ہجران خواہم صنما وصل نخواہم — من تجربہ کردہ ام ہجران خوشتر

این کسے است کہ از وصال بستوہ آمدہ است اول طلب را آرزو کند و
اول سوز بر در بکاو فسحت آہ را کشادگی سینہ نالہ را آرزو برد اینچنین اینجا ہم
گویند۔

رباعی

من حاصل عمر ز دست آسان ندہم — دل برکنم از دوست تا جان ندہم
از دوست بیادگار دردے دارم — کان درد بصد ہزار درمان ندہم

اگر درد بجاے درمان قرار گیرد ہمان شفا شود اما خوف آنست تسلی باشد
عشق را گفتند مرض بلا غرض چون توان گفتن کہ در عشق غرض نبود عشق را

باغرض چہ کار بود عشق را از عشیقہ گرفتہ اند وعشیقہ گیاہی را گویند کہ بیخے ندارد
از ہوا رستہ است بر ہر درختے کہ پیچد خشک کند و اثرش تر بود عشق ہمیں عمل دارد
در ہر دلے کہ در آید اورا از ہمہ چیز بر و خلاصہ اش باوے ماند ہر کہ عاشق شد
چشمش تر بود لبش خشک سینہ اش گرم آہش سرد تنش نزار و زار و جان بہ بند خواری
گرفتار ؎
من مات عشقا فلیمت ھکذا لاخیر فی العشق بلا موت
ورت خوش آید بگو لاخیر فی موت بلا عشق ہر کہ عشق مرد جان بجانان
سپردہ است ہر کہ برنج طبیعت مرد جان بخاک و گل سپرد بیت
نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس
نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ
گاہ بگاہے این رباعی خوانی ازین حرفے و نکتہ بدانی رباعی
در مطبخ عشق جز نکو را نکشند لاغر صفتان زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز مردار بود ہر آنکہ اورا نکشند
ہر کرا بکارد عشق ذبح نکرد ند سینہ اش بخنجر درد ندریدند تا رگش بہ تیغ عشق
نشکستند نہ آنکہ مردار مرد دریغا ؎
بمرگ خویش بمیرم وہ دریغا مرا یابے کشد یا شاہد شنگ
خوش شفائیست شفاے عاشق سپس آن صحت ابدی است و حیات سرمدی
است ملالت بنجالت رفتست سامت را سام زدہ است مرد بہ سلامت
در دار السلام رسیدہ است نظم
بہ تیغ عشق شو کشتہ اگر عمر ابد خواہی کہ از شمشیر او یحیی نشان ندہد کسے احیا
بمیر اید دست پیش از مرگ اگر تو زندگی خواہی کہ ادریس از چنین مردن بہشتی گشت پیش از ما

چونہ شفائیست اینک فیض دامن شفائی اینجا فرو نہد و سحاب ملائمت بعارض این طرف بچکد لکن گفتہ ام دامن گیر وسط لم یکن یخلوا عن النقصان من عاشق مخمور مبتلا مہجور رمد ہوش مخمور در ماندہ مخذور شفقت لب محبوب شفائے یا بد خمار زدہ را مداوات جز بدان خمر نباشد چنانچہ گفتہ ام ؎

از و بد و ہم بد و توان شد نیک

اگر نرگس مست چندان مینمود کہ عاشقے غلطیدہ اورا از ان مستی کہ باز آرد جز ہمان لب معشوق نہ آنکہ از و بد و ہم بد و بہی شدہ عجب کارے قہرہ لطفہ لطفہٗ قہرہ شیٔ واحدٌ بحکم اختلاف محال جائے صورت قہر نماید و محلے عین لطف باران بار دیکے را غرق کند ہمان باران کشتی را برآرد باغے را تازہ سازد و بسیارے از کارہا ساختہ شود محقق شود شئے واحد باختلاف محل قہرے و لطفے شد بلکہ شئے واحد در شخص احد باعتبارے قہر و اعتبار لطف ہم ازین گفتہ ایم صفات اللہ لیست عین ذات و لا غیر دیگرے ہمچنین گوید اغیار لا اعیان دیگرے گوید اعیان لا اغیار مارا ازین تحقیق شد بعضہا اعیان و بعضہا اغیار ہر چہ اورا نسبتے توان گفتن ضرورت باشد کہ اورا غیر گوئی و آنکہ وجود ذات باشد ماہیت عینہ کالحیوۃ اورا غیر گفتن غلطی باشد شفا انجا شد من عشق و عف دکتم و مات مات شہیدا می بینے عفت را قید کرد تلویحے میکند۔

شین عشق عبارت از وسط است خالی از ہواے نیست شرط عفت ہم از انست ہیچ فاسقے بدرد عشق نمرد مگر عفیف عشق را با عفت چہ نسبت کنند چنانچہ حبہ را برتا بہ نہی چہ قرارش احساس شود ہمیں صفت عفت باشد آنکہ متحات نقد وقت او شود عزت شہادت و دولت شہود او برد رباعی

ن ملائمت

ن غلطیدہ

ن و باعتبار

العقل عقیلۃ الرجال والعشق محلل العقال
العقل یقول لا تخاطر والعشق یقول لا تبال

عقیلہ بند بر پاہاست و عشق بیرون آمدن از جملہ بندہا غایت عقل بر حد
نہایت اوست و آن عبارت جز حبس نباشد اما عشق بدان ماند کہ طوفان
آتش بر سر بر آورد کہ خشک تر را چہ بقا توان نہاد چنیں ہم گفتہ اند الیاس
احدی الراحتین عشق آید از ہمہ امید ہا نومید کند و اگر این را شفا خوانی
ہم شاید چنانکہ دوزخیان در آتش دوزخ بسوزند کہ با آن عذاب خو پذیر
گردند احتراق بجائے التذاذ افتد جحیم محل نعیم باشد حکیم قادر انواع تعذیبات
دارد آن عذابے بعذابے برد و دردے بجائے دردے نہد سخت تر
و درشت تر از ان بود کہ من قبیل بودناری را ہم عذاب کند ولے ہم بنار در ان
آتش صفتے نہد کہ این آتش پیشتر شرارے از ان محل نتوان کرد چنانکہ نالد
کہ از ہمہ دوزخیان نالہ او بیشتر باشد درین افسوناتے عملے کہ برائے دفع
شیاطین میکنند وقتے نظارہ کردہ روغنے در شاشند افسونے بر ان خوانند شررے
از ان بر روے دیو زنند این دیو بعجز و زاری و الحاح فریاد کند کہ
مرا خلاصی شود بعد ازین گرد این کار نگردم او را در مضیق شیشہ آرند از تنگی
و گرفتگی آن مقام چنان میگریزد ہمہ او گوئی در چہ بندہ و در خلا نیدہ اند
سوگند ہا خورد و عہد ہا کند کہ بعد ازین گرد این کار نگردم اینک ناری است
با ہمہ حرقتے کہ او را برائے او عذابیست از عذاب دیگران سخت تر
فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا جواب شنود قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ
ہم در ان باشید و با من سخن نگوئید کہ بتدریج تدبیر خو پذیر شوید و چنین ہم بود
کہ نالہ احتراق بہیچے شنود آرزوے سوختن کند با من سخن نگوئید کہ بشتابان

شنوند بهشت برایشان دوزخ گردد اگر چه بآکل و شرب وجماع ملتذ باشد ودیگرے بحکایت محبوب مستغرق شود یکے بادوست در منازعات ومناجات است هر آئینه لذت نعیم او جحیم شود این بوے جگر سوخته ابوبکر است رضی الله تعالیٰ عنه این سوختگی را بسیار تمنا برند نه آنکه ازان بوے خوش این در دماغے بهتر نمود آنکه بران آرزو برد نظم

گرد رد زدرد آید از جنے قدر تکبیر بس جان و دلم فداے درد کش باشد

و در خرقه صفا بود درد و کدورت اما موجب او فرح و اثر این طرح فرح گذشت اختیار طرح شد۔ امیر المومنین علی رضی الله عنه فرماید شعر

دواءك فيك وما تشعر وداءك منك وتستنكر
وتزعم انك جرم صغير وفيك انطوى العالم الاكبر
وانت القديم بديع الصفات ففي كل معنى تشاء تظهر

اعنی الصباح عن المصباح اینجا روشن تر شود شفا و تمامی و درستی ظاهر گشت و بتمام و کمال خود قرار گرفت اما سخن من قبل که آمد شده است از جائے بجائے و از طرفے بطرفے مقرر و متفق این تمام و کمال هم در آمده و شده است ففي كل معنى تشاء و تظهر آنکه عبارت از آمد و شد است لا تلهيهم تجارة و لا بيع عن ذكر الله اگر بیع و تجارت باز ماندنی از ذکر نیست بیع و تجارت است و باز ماندن از ذکر نه علی کل تقدیرین شفا کلی باشد درد ازین امراض و استقام را الصوفیه چه هیچ مرضے نیست شفا ذاتیست یا مرض است از علل باز نیدارد فکان لم یکن عبد الله انصاری گفته است پیری کردن معلیست از غیب خبر دادن منجمیست مقام هرکس باز نمودن مقومیست ملامت با ضعیفان بدخوئیست سلامت بودن سلامت

جو ئیست صبر باری مبارزلیست شکر باری برابر لیست خود را بزبان خود
ستودن رسوائیست خود را بزبان خود شکستن رعنائیست گریہ کردن سقائیست
نعرہ زدن دلتنگیست کرامت فروختن سبکیست کرامت خریدن خریست
آخر ابنمقام نیستی است این سخن بیچارہ عاجز سرگردان عبد اللہ انصاری است
این ہمہ بیان اسقام و امراض بود شفا ثبوت نیستی شدای دوست تا من
و تو ایم شفا وہمے و خیالیست آندم کہ تو تو نباشی و من من نباشم شفا شفا نباشد
مرض مرض نباشد صحت ذاتی آن بود گفتہ ام دریا بجنبد موجش گویند متصاعد شود
بخارہ خوانند متراکم شود جمع آید صورت بندد ابرہ گویند چکیدن گیرد بارانش خوانند
بر زمین افتد و روان شود نہرے و غدیرے خوانند بدریا پیوندد ہمان دریا
باشد کہ بود اینجا تحفہ ہست دریا بصفت خود بکمال و تمام خود از یک حرکت
او چندین صور مختلف متضاد زاد عجائب ہر یکے بصورتے جمع آید یکے گشت
باز ہم بدان دریا پیوست از وہیچ جدا نہ شد و ہیچ کم نگشت و ہیچ زیادتے
و نقصانے موصوف نہ شد دانستی کہ ہمہ اعراض را بقا نیا شد و این اعراض
ہم از ان یک ذات خاست بیانے کہ عزیز ست نشانے دقیقے میدہد اگر تو از
محققانی چیزے خواہی دانست ؎

تحجبك اشكال تشاكلها   عمن تشكل فيها فهي استار

چہ میگوید ہر شکلے کہ مماثل شکلے دیگر است نباید کہ تراودر حجاب انداز دازکسی
کہ او دران چیز متشکل شدہ است آن مشکلات او استار اوست او خود است
بدین تشکلات و بدین رنگ آمیزی حجاب بازی میکند.

والبحر بحر على ما كان في قدم
لا يتغير وما يتبدل و ما ازداد

ان الحوادث امواج وانهار

حوادثیکه از جز و وجو پیدا آید بدان ذات مقدس و مطهر او و بران عین منزه و مبرا
او نسبتے ندارد لحوقے نکند اتصالے نه پیوندد هم ازو آید هم ازو بدو رود و بحقیقت هیچ
نسبتے باوے ندارد مگر آمدنے و رفتنی سخن ابوالحسن خرقانی انا اقلّ من ربی بسنتیان
روے مفهومے درستے نموده است تو متوجه شو فهمے برا اگر محققے این سخن داند او محقق
است ورنه بسیار درین گرداب افتادند و دست و پا زدند اما چون غرق
این دریا نبودند نهنگ شک و ظن قوت وقت خویش ساختند قال الله
تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا
اهْتَدَیْتُمْ میفرماید بر تو باد نفس خود هرچه جوی در خود جوی هرچه بینی از
خود بین و با خود بین هر کرا این رابطه بدست افتد ضلّ و اضلّ نبود این هدایتے
از ازل تا ابد مرشد احتیاج نباشد اینقدر باید هرچه پیش تو آید تو نفی را دست
موزه خود سازد و حاصل خود را دست انبوه ندانی پیر جز این تدبیر نکند هرچه
پیش تو آید بیشتر بر دو بیشتر رفتن میسر نباشد تا کسے بتواتر و لتوالی قدم بر قدم
نزند لیس العلم فی السماء فینزل ولا فی الارض فیخرج تا آخر کلام
نمیگوید تو برو کلند بستان خود را بکاو و درون سینه تو چیزے است
آنرا بکش میگوید از صفتے بصفتے شو تادَّبُوا باداب الروحانیین
تا هر اینچه بودی همان باشی اعراض همه امراض بود و شفاء فان حقیقت او
الحق وراء الحق تو انجا رسیدن نتوانی و تو آن شدن نتوانی و لیکن
چنانچه گفته ام از دریا چه بود با دریا چه شد چه بازگشت همان بود صدیق
اکبر رضی الله عنه میگوید العجز عن المعرفة معرفة مرضے و رستے بیان
میکند و مرض در مرض را شفا نا امید مقتیه عاجز لفتو و خود همان عجز فتود

از خود بین

اوعرفان بفعو واو شد کنا اینزالله فی ذلک المکان اگر مرض نبودے
مکان رانشان نبودے ابلیس میگوید عجم قصہ مدر از تو بتان را سجدہ کردی
من خدا برا سجدہ کردم سجدہ بتان ترا این بار آوردم را این روزگار پیش آمد
ترا ازین توبہ میسر شد بروزگارے وکارے رسیدی دمرا توبہ میسر نہ توبت
پرست بودی من عشق پرست بودم بت پرست از بت پرستی توبہ کند
عشق پرست از عشق پرستی توبہ نکند واگر چنین باشد عاشق نبود بیت

بلاست عشق من آن کز بلا نہ پرہیزم
چو عشق خفتہ بود من برسم انگیزم

ریش دل ابلیس آن ریش نیست کہ از خویش بدر توان کرد و دارا و ہمان
درد اوست آمد رباعی

جامے خوردم صفا ندارد یارے کردم وفا ندارد
ریشے رستست کہ بہ نگردد دردے دارم دوا ندارد

اے مرد محقق انسان در ترکیب خود جزوے از ابلیس شیطان ہم دارد
ترا از ہر جزو خود برخورداری ضرورت است ای یار عزیز کہ در استاء
من ہش باش کہ من در چہار خود چشمکے زدہ ام حریفان فہم خواہند کرد
گر توانی تو ہم استراقے کن سخن خفیہ را و دوس ہمسایہ را اجزا پنہانی در بد
نتوان کشید سخن مارا تجلی باید کہ بکوے سرفراز نیست کہ بخون دل خوردن
شاید چیزے دست باید و چیزے برخورد شنیدہ رسول اللہ در اثناء
نماز چہ لطیفہ کرد ھن غرانیق العلی و شفاعتھن ترتجی
این گفتار کہ سری کار را از رہ شورش روزگار سر برآورد چہ اعتقاد جز کہ
استغفر اللہ القا شیطانی است بلے گفتارم جز و شیطانم کیست

حاشیہ: کان مرضی اوراہ شیطان
حاشیہ: کم ترا انگیزم
حاشیہ: انا غرانیق

اگر قسمی از ابلیس در آدم تلبیس نبودی فعصیٰ آدم ربه فغوی درست
نشستی الست بربکم تعلیم خویش میکنند بگویید ربنا بکم تا هر که خدای
خود را شناسد در پس آن خدای خود رود بیت

ای هوا های تو هوا انگیز — وی خدایان تو خدا آزار

أفرأيت من اتخذ إلهه هواه تعبیر میکند که الست بربکم
چنین دانم همه هواها را جمع شد و همه مراد اشارا آنجا گشت بیت

كل الجمال غدا لوجهك مجملا — لكنه في العالمين مفصلا

جمله هواها یکبار بیک آیینه بیکره یکسو جلوه کرد و هر یکی هوای خود را ثبت
یافت همه بهمه وجه بضرورت همه خود فریاد میکرد ولیکن والله من ورائهم محیط (ن بر آورد)
احاطت بچه شد در جوز دیده هرچه مغز مغز است در قشر قشر قشر پیدا است
قشر قشر قشر خبر از مغز مغز مغز میدهد مغز مغز مغز و مغز مغز مغز با قشر
قشر قشر باشد از و شعور دارد و شنیده فصل فصل فصل وصل وصل وصل وصل
فصل است اینها که بالا گفته ایم اگر ترا با معان نظر آنجا القای شود کلمات
متضاد که از صوفیه زاد و اختلاف نظر که در صفات الله افتاد به بینی همه بر تو یکبار
نقاب احتجاب کشاد حجابه النور لو کشف لاحترقت سبحات
وجهه ما انتهى اليه بصره من خلقه نور اسم من اسماء الله
تا آنکه در دعای ماثوره گوئی یا نور یا نور النور و اینجا گوید حجابه النور
اکنون چه گوئی این نوریست دگر و آن نوریست دگر تا آنکه گوئی حجاب او ذات اوست
از محققان برین لائق تنزیه و اتحاق تنزیه در حلیت حجابه النور نور را حجاب
خود کرده لو کشف لاحترقت اگر آن نور صفت حجاب در میان نباشد
چه باشد نور یکه باشد را احتراق حجاب [illegible] تا کل الارض

ذالابدر کر من ابن آدم الا عجب الذین منه رکب ومنه یحشر بسیار
گفته ام این همه چهره بازی فیض اوست و این همه شیوه سازی عکس رخ زندس
اوست گفته ام دریا شوریده موجے و بخارے خاست از دریا چیزے منفعل
نشد جزدے و بعضی از وجد انگشت ازینجا نیکو تردانی که فیض او نه عین اوست
نه غیر او پس بحقیقت تصور فرما ترا آن سوره منونی بصورت اطلاعے تصور ندارد
فالتزم حدّك ولا تجاوز عما حدّك بایزید نجات ابلیس خواست
جوابے باصولے شنید او آتشی است تاب آتش تواند آورد تو خاکی مستی غم خود بخور
این همه امراض است که در راه عشق طالب صادق را پیش می آید و اور اجز این گذر
نیسرنه - امّا صادق را صدق رهبر است البته تجربه شد از غیبے از شاهدے کسے
بر سر او افتند کار تمام کنند امّا با متردد و متزلزل سخن نداریم دشوار باشد که او ازین
رهگذر بسلامت گذرد عشق است و موارد و مواهب که بحسب اوست ازو
گذشتن دشوار باشد اگرچه ازو گذشتنی است امّا بس متعذر قریب باستحالت
بسیار دیدم و شنیدم که شیوخ برین ارشاد کردند مردے کورے هست برائے چشم را
هیچ پرهیزے نمی باید کرد چشمے پیش کرده هرچه خوش می آید میکند و هرچه پیش می آید میخورد
و هرچه زیان در چشم شود چه شود کور شود او خود کور است ذوالنون جوانے را
سنگسار فرمود نه آنکه علت غیرت او بود ورنه آن مسکین چه گنه کرده بود حسین منصور
و ابراهیم خواص بینهما ملاقاتے شد حسین از خواص پرسید فیلم انت گفت سی سال
است نفس را در توکل در بادیه ریاضت دادم حسین منصور گفت ضیعت عمرك
فی عمران باطنك فاین الفنا فی الله گفت همه عمر خویش در آراستن باطن
گذرانیدی آن شده گیر فنا در وکجا میدانی مجنون بلیلے آنگه رسد مجنون در میان
نباشد همین لیلی باشد معلوم شد که ریاضت خواص بسی سال در بادیه برائے

استقامت توکل را خارے بود در پاے او خلیده رنجے داشت کمین زده ریشے بود پنهان رسته تا[۵] خواص را اصلاح بحق تحقیق چنانچه شرط کار است ذرهٔ فذرهٔ گردنمود شکر را چند صورت سازند چه گویند آدمی و پیل و اسپ گویند واگر بشکنند باز چنانچه بود دغده سازند باز همان شکر گویند نه آنکه مرضے بود که عرض اہل حقیقت است وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا آنکه حکیت شند گذر بر جنس و نوع خویش ضرورت باشد از مادر و پدر و از خواهر و برادر چون توان برید یک جزو در انسان ناری است او را نسبت آن جزو در نار گذر لابدیست سخن درستے اگر محققان این راه بعلت گفتار نمی نمودند چندین بیان و اشارت و رموز همراه منوطست اندیشه نکنی از یکے بیکے چگوئی چه بیان کنی و از و چه خبر دهی نه آنکه هر چه گوئی چیزے بوهم خویش قضا با درستے کنی و بدان نتایج ساخته سازی نمی دانی ثانی حال تا چه درست افتد و تا چه کثر بر آید نه آنکه این همه علت است شفا یابد و شفا را اجز انتهار و نمایداے مبتدی ذوق عیادتش بگیر و طالب دردمند باش اے متوسط خود را صحب شمار و طالب امانده انکار و هر چه ترا پیش آید از حکایات و شکایات و الواره همه مرض اہل حقیقت است این همه پابند طالبانست او را او بدان میدارد و او بدان خوش میباشد وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ
اگر شین عشق را باستقصا بیان میکنم مختصر بدان طول میشود که خواننده ملول گردد یکے زمانه آخر است من خود میدانم بتحقیق این حدیث نفس

۵ـ این عبارت از "تاخواص را" تا "گردنمود" در هر چهار نسخه همچنین است ـ ع ح

است کہ باخود ہمیکنم تو آنرا خواہ لمۂ ملکی خوان خواہ لمۂ رحمانی فاما ابن را
وسوسہ نام می نہیم ہر کہ شیخ شد متمند آگشت نبوت یافت شیوہ دعوت پیشہ
ساخت ضرورت باشد کہ از شین عشق پابند اسیر ماند تا باشد ازین جہان
خبر بیابد علت وقت او ہمان بودہ من عرف اللہ طال لسانہ
مریض را از طبیعت نالہ باشد من عرف اللہ بصفاته الحسنیٰ
واسمائه العلی طال لسانہ ہر آئینہ آنکہ صفات او توقیفی
است بود وچند وآنکہ بر صفت معنی اطلاق کنند اللہ اعلم بکمیتہ و کل
صفات ذات او انحصارے ندارد و ہر قومی بزبانے خوانند واللہ
اعلم بکمیۃ الخلق و دیگر چون گوئی این صفت را با ذات چہ
نسبت عینیت و غیریت و ابحاث دیگر طال لسانہ ضرورت باشد و آنکہ
گفت من عرف اللہ کلّ لسانہ معرفت ذات او ست و آنجا
جز حیرت اندر حیرت و بیخودی در بیخودی نیست وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ مرد سالک کہ قدم ہمت او از وبدر نمی تواند شد ہر آئینہ بمرض
وسط گرفتار باشد لقاء الخلیل شفاء العلیل یا خفتے بود یا رفعتے
باشد ذہن مریض بمعارض متعلق شود از انکہ احساس غافل ماند مرض
وعلت کہ خلت خواست لقاء آن خلیل شفا آن علیل است من احب
لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ قصہ محبت بیگانگی محبوب است وشفا جز
بیگانگی رسے نسپرد و در زاد پیوستہ قرار نگیرد ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
ازین طبیعت ناہموار البتہ در گفتار شرط انحصار دامن گیر او نمی شود
استغفر اللہ

شین عشق از کورۂ دل بجے شررے خواست ہفت درک دوزخ

[margin note: ن فہم یابد]

ازآن آفریدند گردن جهره مستبنی شکسته باد نگر آن خاکسار چون بر حرارت
دل عاشقان اطلاعی یافتست وابروے بران دیده است میگوید بیت
وفی قلب المحب نار هوا احر نار الجحیم ابردها
خلق الله القلب قبل خلق الاجساد در و حرارت عشق نهاده اند
غایت حرارت شررے سر بر کرد هفت در که دوزخ ازان یکشرر قوت
واستقامت گرفت و قلب را که قلب خوانند زیرا که قلب قلب قبل است
وقبل را قلب کردند قلب شد و قلب را که قلب گویند هم ازین که قلب
قبل است دگویند مسمی به لقلبه آرے از قبل قلب شود هر آینه تقلب
آید در هر دلے که این آتش افروخت دود از وجود او بر آورد و عار در مظهر
او زد شرر را مقر نباشد جز در مرکز خود آتشی را با آتش سپارند تا آنکه قرار گیرد
وَإِنْ مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا همین میل طبیعت است که همان سو کشاده
خواهند کردن اما قهر او و اما طبیعت قهر هم همان سو میبرد که نسبتے خاصے
است شفا گیر شد شررتن ابراهیم را که در آتش نمرود انداخت اکنون
چه شد قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا کل یجز و رسید شد بعروس پیوست
خلق حوا من ضلعة الایسر من آدم عروس با نخل هم شد اینها شقا آمد
شرر ابراهیم را اگر در مشرق و مغرب بجوئی نشانے نیابی از کجا که شرر بود
وسلام گشت ابراهیم کل واحد ہسلم شد کاسے گوید إِنِّي لَا أُحِبُّ
الْآفِلِينَ جاے گفت لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ سپس تا که تاب
آفتاب کل بکل شرر با مرکز خود معانقه کرد ضرورت مرض را دست بوسی
پیشه آورد و وقت سوسی بصورت احترام کرد و معذرت نمرود و سخن بالا فرو
افتاد و بحقیقت این سخن ما را فرود بالاے رانست شرر عشق مثالے شمعے دان

پروانہ را اعاشق تصور کن این عاشق را بدین معشوق چہ نہ باشد کہ بدو وصال در آید آرے خود را فدائے او سازد و خود را بروز ند تا سوزدش آنگہ دود برید او بسوزد عین آتش و نور گردد و ہیچ در ہیچ نابود در نابود شود عجب کارے ابو الحسن نوری میگوید اگر منم او نیست و اگر او ست من نہ ام چہ نہ گوید بلکہ بودم من با ہم و او باشد جنید تسکین میدہد کہ امر محال را اہل عقل روا نداشتہ اند نوری ہم برین خبر تسکین میگیرد گفت نعم المعلم أنت لنا یا جنید اما دیوانۂ باشد ہر چند استحالت عقلی دامنگیر وقت او باشد و خارے پا روش او شود اما او با این ہمہ از سر بر در زدن باز نماند بیت

خواہی بوصال کوش خواہی بفراق　　　　من فارغم از ہر دو مرا عشق تو بس

عقل از عالم ملکوت است و عشق از عالم لاہوت فکم بینہما گفتہ ام۔ شین آخر سہ دندانہ دارد ملکوت جبروت لاہوت را در گرفتہ است۔ شین شر ریک قف ہر سہ جہانرا سوزد و در ورا الورا پروازے کند انجا شکارے نیست کہ باز عشق صیدے بازد اما خود بخود باز د بغیر خود نپردازد شر عشق شہپر طائر ہمت را چنان سوزد کہ بازش حکنت پر و بال نماند ھان وہان بلند پری مکن بر آشیان عجز بایست بہمہ عجز و انکسار و شکستگی و افتقار باز آی وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ مقصد صدق خویش کن زین العابدین میگوید نظم

إنّي لأكتم من علمي جواهره　　　　كيلا يرى الحقّ ذو جهل فيفتتنا

وهذا الذي يقدم فيها أبو حسن　　　　إلى الحسين ووصّى قبله الحسنا

فيا رب جوهر علم لو أبوح به　　　　لقيل لي أنت ممن يعبد الوثنا

واستحلّ رجال جاهلون دمي　　　　يرون أقبح ما يأتونه حسنا

لنا او صی

میدانی کہ رجال جاہل کیانرا میگوید تابعین و تبع تابعین و بعضے صحابہ ہم بودند۔

شین شر عشق آن دندان ندارد که بیان اطوار از ہر دہانے سر برون زند ویا از ہر زبانے شمۂ از و توان شنید شر عشق کونین را سوخته است ولیست و نابود کرده است والله اعلم ہنوز تا چها کند لا یتجلی فی صورة مرتین ولا یتجلی فی صورة الاثنین او را ازین بازی گری که باز میدارد خالق از خلق بیچ می ایستد کل یوم هو فی شان را چرا بیکار سکندر عنان تمالک را از دست بر چه میدہد خود بر خود بر چه میگردد موسیٰ کشد قبطی را جرم کرده بود خضر کشت کودکے بے گنه را و آنرا عبادت وطاعت نامند وما فعلته عن امری هر دو محل این شر طاقوقیع یافتست اما غایت ما فی الباب محل صریح محل خفیه که کرداز خود اما این گفتار موسیٰ راسز و بس و آنکه مثلش بود چنانچه گفت وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمیٰ از احت علل کرد این وندان شر رہها را سوخت وچنان خورد و خائید که خاکستر نامید شر عشق را که تاب آورد آنجا که رسید سوخت او را از دیر دار دوے باوے از ان او ہیچ نماند آنگه وصال چه معنی دارد اے دوست و نیکجہ عہ ساخت نیست و نابود را از خود چه آگه بود

نظم

هستم و لیک نیست و نابود نابود ولیک بود را بود

نابود چه بود بود را بود نابود چه بود عین مقصود

عبد الله انصاری گفته است ہمه بر انند تا چه شود من بر انم تا چه بود ہمه گویند تا چه شود عبد الله انصاری بر انست تا چه بود محمد حسینی برین است تا چیست این ہمه۔

شین شر است از عالم شهادت بعالم غیبت برد و از غیبت در عالم شهادت باز آرد اجمال و تفصیلے را ہمین معنی گفته اند رسول الله

ن ج
ن د

میفرماید من سره ان ینظر الی میت یمشی علی وجه الارض
فلینظر الی ابن ابی قحافة مرده نزد ما زنده کے باعتبار مرده
بود و اورا اگر رفتار مرده دارے باشد شاید هوا را بادے نمانده
است مرد از هوا پرستی بدر شده است مرده تصور فرما که این کار
زندگانے نیست که با زندگی مردم از هوا باز نتوانند ماند شنیده باشی
که هوا دعوے خدائی دارد هر جا که شریک شد هوا شد شرر شین عشق را
احتراقیست همه را سوخت تنها را بیتاب کرده است صوفی در سماع
میگفت لو احسنی العرش لاحترقته مگر از وراء طرف فنا
عرفت نداء الٰهی شنید چنانچه رسم کار است باز دارنده رسم حجاب
و پرده داری چوبی در پیش داشت یعنی ازین طور گذشتن در وقت
بشریت او در غلبهٔ حال او بهیبت که از فیض و راه سلامت نصیبی
گرفته است شطاحی میکرد لو احسنی العرش لاحترقته
زهے شرر عشق بیک نفخ عرش که اعظم المخلوقات است محل تجلی رحمانست
اگر حجاب نشود جهان است بسوزد چنانچه گفته اند دوست باد دست
هر که جز دوست نه نیکوست نه نیکوست مرد عاشق شد و شرر عشق
نسوخت و گرمی در دل خویش نیافت و سوختگی احساسے نکرد پس
عاشق نشد بیت

مگس قند و پروانه آتش گزید هوس دیگر و عاشقی دیگر است

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا عاشق
باید تا این خطاب بروی نکند نه مرد دوست آید ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ
الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ چشیدن با تلخی چه گراے که آن خود فرستاده او

ن جانها را وزیر
ن سشود
ن ورلے مراد فنا
دلشمرد
ن هر چه
ن سوختنی
ن احساس

در همه شے از آتش انداخت کانہ مجنون را اگر شناخت گرفت لشکست
مجنون شنید رقصے برد در عشق چنین بو العجبها باشد واللہ علیم حکیم کلاً وجملۃً
صدقاً وحقاً می باید دانست تا شرر عشق سینہ را نسوزد او از جمال شمع
رخے نہ افروزد کان اللہ یکلم آدم شفاھا اگر آدمیت با آدم
و آدمی التزامی نبودے شفاه را راه نجات توجیہ نکردے شرر عشق
وجود آدم را ہم در ید و خلقت بر صورۃ تموه و تزخرف نمود چو اصل
نبوده است نیستی باز آمد یکلمہ اللہ شفاھا درست شد اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ
وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا تکلیم شفاہا درست نبود تا حجاب
بشریت درمیان بود وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا
اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا الّا وحیاً باکسیکہ وحی شد
او را از دید و بر و یا او بید و از وحی گفت لبشر و بشریت را درمیان نشاں
نبود خدائی و خدا را کذالک جنید با شبلی گفت اسرارے کہ ما در سردابها
گوش بگوش گفتیم تو بر سر کوچہ و بازار آشکارا کردی شبلی جواب
بدهد داشت اَنَا اَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ هَلْ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرِیْ
علی هذا اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا
ہمہ شیوه ناکی و شعبده گری باشد شرر عشق را آن تا بست کہ این همہ
شیوه ہا نہ را و خراب ست اللّٰهمّ قونی بقوالك و سددنی بسدادك
سبحان اللہ توان جز بوجود او قوام جان و روان استغفر اللہ
چنیں گویند عقل را با عشق زور نیست میدانند کہ گویدم ای آن
عقل معاش باشد آن عقل تدبیرها باشد اما عقل عرفان عقلی علاحده است و عقل
عشق بسر افرازی دگر وارد و در دل توجہ میکند مرد عاشق کہ ره وصال

معشوق جوید بدان تدبیر و حیلہا کہ تو شنیدہ با ہر یک کمینہ در ان کو نسبتے و گذرے
دارد چہ التزامہا و چہ دوستداریہا و چہ دلداریہا می نماید با ختلاف و تردد
ہر زمان و ساعت از و عجیب و غریب می نماید و ہم ناظرے ظاہر بے الضاف
نیز رسد کہ چہ غرض و مصلحت کہ درین کوچند ین آمد و شد و ملازمت است و
اگر پرسے رجوابش می گوید فلان خواہر منست پدر منست چہ می گوئی بارے
بدین بہانہ ہمسایہ معشوقہ شد و بدین تقرب جوار با کسانے کہ با او خصوصیتے
دارند و از و نشانے و خبرے گویند و دانند و بر مزاج او مطلع باشند بہ چہ رغبت
دارد و از چہ کارہ و معترضست و ہمبرین بہانہ تو ان نام او را پیش او ذکرے
کردن اکنون القصہ بطولہا مختصر کنیم ع

کوتہ کنیم قصہ ما کار دفتر است

اکنون ہمیدین تدبیر کار بکجا ے کشد معشوق با ہمہ تعزز و تعالی خویش و با ہمہ
تعظیم و تکریم و با ہمہ بے نیازی و سرافرازی و با این ہمہ کہ از ہمہ مستغنی است
مستعلی است بر در عاشق خود بیاید و با ہمہ حسن و نازے کہ او راست و با ہمہ
حسن و جمالے کہ او دارد و با ہمہ عزے و نازے کہ باویست عاشق را بدان
اعزاز و اکرام در بر کشد و بسینہ گیرد کہ عاشق را باوے این عمل میسر نبود
بلکہ معلومش ہم نبود ع

عشقبازی زمن آموز کہ من پیر مغانم

کدام ظالم مشرک کہ عشق را بد و بنام خواند عشق مجاز و عشق حقیقت مجاز دو معنی
احتمال دارد اصل مجاز مجوز بود مفعل باشد یعنی محل جواز حقیقت اسد گوئیم
دلاورے مراد داریم و این گفتار و این ارادت مجاز باشد مجاز مشتق از جواز
بود مجاز یعنی محل گذشتن چون حقیقت نیست ثبات ندارد ہر آئینہ گذشتن

باشد همبدان مجاز نام نهند شرر عشق مجاز زر را سوزد حقیقت را دارد زر را در
خریطے کنی آتش هم خریطه را سوزد و زر را برائے تو دارد مجاز خریطه حقیقت
بود یعنی غلاف حقیقت است عشق پرده را سوزد و بحقیقت این پرده رسد
پرده برزرکه انداخته است چو پرده سوزد آن کس را چه جائے احتجاب باشد شرر عشق
این قهر و این سلطنت دارد کجا افتاده ایم مقصود در ایاش دانسته عشق را هم عقلے
هست که آنرا عقل عشق گویند که عاشق را بے آن چاره نیست ورنه بهیچ مرادے
نرسد دهنگانه و غائبانه میرود هر بارے بشرط آن کار یست اگر این تدبیر که
حکایت ازان کردم بکند ره رویے بملاقات معشوق نشود یا نشود شنیده
آنکه خود را زاهد و عابد ساخت ـ شیخ شرف الدین پانی پتی را پرسیدند
چرا طعام و آب گذاشتی گفت تا ابر دم را استوار دارند دیوانه است
از خویش و خویشاوند بیگانه است از قدم شرع متجاوز در خود مردے
فرزانه است اما غرض ما این بود اگر شرر عشق تابے زند این نظر را پاک
سوزد مزکیّ و مصفیّ گردد چون این پروانه بشمع شده بخود کشد بجان و
سر من گوش دار بجان و دل بشنو که سخن نازک است اگر با صفائی تمام و
بشرط استماع کلام ترا اگر اینجا فهمے دست دهد زہے مرد که تو باشی شعر

کلامی الی مسمعی راجعٌ　　کانی انا القائل السامعُ

این لقول شبلی بازه میگردد شرر عشق کاف کأنی را بیک تاب سوخته است
چنانکه کاف کأنی انظر الی عرش ربی بارزاً گویند روایت اعلے آمد
وپیش تخت این سخن بود و این مراد باشد بادشاه آمد و پیش بادشاه سخن شد
کأنی انظر الی عرش ربی بارزاً خدا برا لصفت ظهور می بیند نه بلند
تا باصره او از نور او فیضی نگیرد چه شود ما رأی الله غیر الله شرر عشق

رویت ورائی وغیر رائی را بیک تابش بسوخت جز صمدیت صرف نماند اینجا چگویم نگو گفتن که دید کرا دید کدام کس را دید کار او از دید و گفت شنید گذشته است دید او را دیدی که دی گذشته است امروز حکایتش کوتاه کن فرد

امروز و پریروز و دی و فردا ہر چار یکے شود تو فردا

لا فقد ولا وجد ولا قرب ولا بعد فان القرب عین البعد والبعد عین القرب بل القرب بعد البعد والبعد قرب القرب فعلی هذ الحد المقال امثلة کثیرة ولکن کبحنا[1] عنان الکلام الی ما الهمنا ربنا بالفضل والکرم۔

سہ دندانہ شین عشق بسہ کوہ ماند یکے را طور نامند مید انی موسی را دران طور چہ نور و چہ حضور بود و بچہ موجب برتن او مرور خرورشد غفلت کہ خودی بخود بود کہ گفت ارنی خود آنکہ نفس او سدا معرفت او بود و شہود جان او کوہ انہ وہ شد چہ تو با خود باشی ما را نبی ترا از ما لذتے استغفر اللہ ترا از ما ہزتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ ترا با ما دیدارے توبوا الی اللہ جمیعا موسی را باور نمی افتد گمان دارد سخن شنیدم جمال یا بجمال را بینم لذت او آن لذت نیست کہ غیر او بدو ملتذ باشد اکنون ہان وہان از خود برخود چہ توان بر خورد امتحان را قرار شد اگر کوہ را با چندین قوتے و تمکنے کہ او دارد قرار و آرامے کہ او را است و حجرے و غلظے کہ با ولیست حیلتے

---

[1] کبح بمعنی عنان باز کشیدن ستور را تا از رفتن باز استد۔ از منتخب اللغات ۔ ع ع

بدو دمیدم شعوری بدو بخشیدم پرتوے از عکس جمال خویش بروی تابیدم اگر او
با این ہمہ قوت و مکنت خویش تاب جمال ما دارد تو نیز خیالے بسر بر
فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا کوه از بس لذت و راحت
و خوشی قطره قطره شد موسیٰ را تاب عکس عکس نبود وَخَرَّ مُوسٰی صَعِقًا
نقدے در دامن جیب او بر بستند او را از دو بیہوشانہ کرد علت توسط
باقی بود فَلَمَّا اَفَاقَ توبہ ہی بایست کرد از دم بقدم از وجود بعدم
چند در چند باشد بیہوشی از بس لذت ہم بود از غلبہ ہیبت ہم باشد
کس باشد از بس لذت بیرد و دیگرے از بس ہیبت ملا لتواطر با
ہمین افسانہ را قصہ کرد است دکّ جبل و خرّ موسیٰ ہمین مقصود مقر
صدق ساختند اگر گذشت را محل نبوده است چہ معنی داشت
با موسیٰ چرا گفتہ عشق از صفور آموز۔

عظمت و جلالت یکدندانہ شیخ عشق را شناختی اکنون
ہان وہان بر کوه دگر بر آن نظاره کن کوه لبنان مسکن و مقر قطب الاقطاب
است او بہر صور و اشکال بہر کوچہ و بازار بصور مختلف گردد ہیئت
متضاد نماید اما مستقر و ماوی او لبنان باشد آنجا غاریست قطب
الاقطاب را آنجا کار و باریست آنجا چشمہ ایست قطب الاقطاب را
بران نظاره نظریست روشنی و صفا ہم از ان آب جلا بیند لبنان
محل مناجات ابدالست مقام مناجات اوتاد است نقبا و نجبا ہمان
جا مسکن دارند نام نقیبی۔ نجیبی۔ ابدالی۔ اوتادی۔ شغلے و کارے
کہ ایشان دارند ہم بتوسط کار ما نسبتے دارد و آنجا کہ ما ہم شغلے
و شاغلے نامے و کامے صحنے و بامے خانہ و عامے آنجا صورة

نمود داری ندارد لا الٰه الا الله غمزه زده است ترک وجود را صورت نشانه کرده نیست و نابود ساخت قطب الاقطاب بر سجادهٔ اضافت جلوس فرموده است ابدال و اوتاد بر خیال وهمی طوافے کنند بود از ان طواف مانده شوند بخود باز آیند بعجز واماندگی و درماندگی صورتے دیگر نظاره نه شود لئن اشرکت لیحبطن عملک همین کوه رو کرده است لا ابد و لا ابد من کونك فی طریقك الله اینجا خطے کشیده اند حدے کرده اند از ان مناره گذشت تصور نمی افتد شین عشق میانه افتاده است میانه را با نهایت کارے نزدیکست اگرچه باید با هدایت هم نسبتی دارد اما ازو قدمے پیشتر نهاده است تا بنهایت نسبتی برده است بدایت را پشت داده بنهایت رو آورده است در تو سیرے کردم حاصل ترا دیدم ترا با یگانگی بیگانگیست تو اسیر شرک شرکی ترا اقرار نبود تا بر شرک شرک استمرار نه شود درین باب قصدے پیوستم فصلے در امید وصلے ندیدم هر آئینه اگرچه آشنا بودم جدا اگانه استادم اگرچه یکے ام دوگانه شدم میان من و معشوق من بیگانگی نیست اما به عاشق شدن من و معشوق گشتن او بیگانگی ظاهر گشت از ره باطن تصورے کردم قابل یگانگیست نیافتم نماز بجماعت سنتست جماعت چه معنی دارد مجتمعے را جماعت نامند امام و چند نفر یکجا شوند گزارند جماعت خوانند اگر دل امام در گشت و هیهاتست و خاطر مقتدیان در جنگل جای و صحرائے و تماشائیست علی هذا جماعت در زاویهٔ تنهائی قرار گرفته و از ایشان تنفر کرده اگر نمازے گذارند که نفس و دل و روح و سر و خفی یکجا جمع شوند نمازے بجماعت درست افتد و اگر بر مفهم فقیه سخن گوئیم هم بجماعتے هر تیجی شود پرستندگان بر انواع اند یکے ایستاده پرستند دیگرے چهار پاے شود سیومی بر سینه افتد لشکم رود این هر سه عبادت

آدمی را بجمعیت درخت سر زیر پا بالا باشد ایستاده نماید اسپ و ستور بہاره
در رکوع اند مار و امثال این بر سینہ و شکم افتاده است انسان ہر سہ عمل
در کار دارد ایستاده پرستد آنرا قیام نامند چہار پایہ شود آنرا رکوع گویند
بر سینہ و شکم افتد آنرا سجده خوانند ہر سہ بحقہ مودی شوند نماز بجماعت درست
گردد ابو عثمان مغربی میگوید البدلاء اربعون والنجباء النقباء سبعة
او تسعة والاوتاد اربع والقطب واحد وعلیه مدار العدد
وبه الغیاث وھو الغوث آنکه وی بشرکت جمعیت نیست ابدال
چہل نجبا ہفت اوتاد چہار ہمہ شرک در جمع در جمع جمع الجمع را
عنایت کنیم چہ معنی باشد ہمہ را یکے گوی ای مرد عاقل ہمہ یکے چونہ شود فکرے
نمی کنی این چہل روے درستے دارد شکل سلامتے می نماید تحفہ دگر قطب را میگویند
وھو الواحد وعلیه مدار العدد گمان مثنہ میکند کہ قطب را نیز
واحد من العشرة شمس ند خرخم باعتبارے داخل و باعتبارے خارج
و باعتبارے متصل و باعتبارے منفصل ای مرد نادان ازاحت اضافت
کن نسبت را در اسقاطات بند فرما یکے ببیکے کرد فرد حقیقی باش ای محمد
پندے میدہی کہ مردمان گو بندت محال گوی فردانیت قطب و توحد
او ہم بشرکت اشتراک یافت با دوی و دوگانگی آشنائی کرد آہ تا منہم
این کار است جائے از وحدت خالص نشانے ندارد جز پیرے تدبیرے
ندیدم و ہمہ مردان جز اطفال شیرخواره نیند محمد حسینی اگرچہ زاده
بود یا ماده جنینے در رحم جمع شد ہم کارے باشد مگر او نمی خواہد خود را ہم
بشرکت سپرده است البتہ خواستست کہ نگویند کہ ہیچ یکے ازین میدان
گوی برده است أَكَادُ أُخْفِيهَا رفتے ہمین کرده است آنکہ خود خود را

نیست مراو ترا چه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اخفی
من دبیب النملة همین دلیل کرده است و همین سوهم ایست
نمود خر موسی صعقا اگر شرکت نیست و از بس لذت و هیبت
است چه معنی دارد شعر

تعالی العشق عن همم الرجال — وعن وصف التفرق والوصال
ومهما جل شیٔ عن خیال — یجل عن الاحاطة والمثال

هر چند بیان بیشتر و مبالغه کنیم برای تصفیه توحید را شرکت ازان بیشتر
رفته باشد لبنان را از لبن گرفته اند بقا و قوام و حیوة و وجود اصل
خلقت همین لبن است من قبل بیشتر شده است که عشق نمودے شهود
وجود نمودے آنرا بیان مرتب شده است جبل لبنان طریقے وطرایقے
دارد که باشد که هر به صرف بود از قوم زهاد و عباد و صلحاء مومنان یکے
را اگر ببینند اکثر برین رفتست مرد طاهر النفس باشد و اگر چه زیادت
تعبدے نیست ابدال سوی چیزے کنند اندازند بجذبه خویش از خویش
کنند استتار از عیون و ابصار خویش خلوتخانه است ابدال مختار
را یک حجابے عظیمے دگر هم صلحاء مومن ابدال را شناسند الا بتعریف
منهم و کذلک ابدال و نقبا و نجبا و اوتاد همین حکم اند قطب را نیز همین
دان اگر قطب را کالواحد من العشرة گوی علی هذا همه ادعوی
قطبی در سر افتاد سبحانی و انا الحق هم ازین غلط شد اللهم
اهد قومی فانهم لایعلمون موجب هدا و ... چیست محمد
از احت شرکت میکنند و هم لایعلمون نمیدانند شرکت و هم
است لات و عزی در ... و ... هوا ... ند بنود ... خلقت

(حاشیه: نه گزیند — نه دانکه ... — نه میکند)

عالم و پیدا شدن صورت آدم مگر همین اثبات شرکت و اشکال وحدت تا همه
گم مانند و هیچ یکے ره بدو نبرد فاحببت ان اعرف چه معنی دارد رباعی

هرگز دل من ز علم محروم نشد | کم ماند ز اسرار که مفهوم نشد
چون نیک نگه کردم از روے خرد | معلوم شد که هیچ معلوم نشد

لبنان را از لبنه هم گیرند لبنه اصل بنا باشد اصل وجود عالم نطفه عشق بود آنرا
چه معنی بود الواحد لا یصدر منه الّا الواحد عقل بصورت خویش
با هیولا پیوست مادهٔ عشق ظاهر گشت هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ پیدا آمد
ابو عثمان مکی بر جنید و اصحاب او نبشت کوههای آتشین و خندقهاے پرخار
قطع می باید کرد اگر کردید سُحّتان و اگر نه در چه اید و در چه کار ید جنید اصحاب
را جمع کرد اتفاق کردند ازین کوههاے آتشین و خندقهاے پرخار کنایت از
فنا کرده یعنی تا هزار در هزار بار دران راه فانی و از خود نیست نگردی روے
مقصود نه بینی بحق باقی نگردی جنید گفت من ازین کوهها و خندقها
جز یک کوهے و خندقے قطع نکرده ام حریری گفت شیخ تو جنید که یک کوهی
و یکخندقے قطع کردے مسکین حریری جز سه گامے بیش نرفته است شبلی نعره
زد بیهوشانه افتاد گفت شیخ تو جنید که یک کوهے و یک خندقے قطع کردی
و شیخ تو حریری که سه گامے رفته مسکین شبلی هنوز گرد این راه ندیده است
اید وستان و ای برادران و اے عزیزان در چه کار اید و در چه مصلحت
اید کاروان غارت شد و شاید چیزے لقیه هست و ما محروم مانده بیت

نه یک فسوس که هر دم هزار بار فسوس | نه یکدریغ که هر دم هزار بار دریغ

اکنون چه گمان برید نه این کوهها و خندقها همه عبارت از شرکت است ن داری
اگر شرکت نبودے هیچ خطرهٔ در نفس مردم روے نداشتے اینچنین نشنیدهٔ

لولا الشیاطین یحومون حول قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السموات ابلیس را ہیچ تلبیسے ازین بالاتر نیست کہ بر انسان ہم بصورت انسان درآید واو را ہم از رہ او برد عالم را از رہ علم وزاہد را از رہ زہد وعاشق را از رہ عشق بجنس خویش میل بیشتر باشد این نوع بر ہر صنف بازد این نقش را بنگار سرو آنگاہ از ہر صنفے این نوع را پرس ببین ہر یکے چگونہ جواب خود گوید لشکری را پرسیدند کہ این چہ لفظ است گفت سپر باغبان را پرسیدند گفت سبز صیاد را پرسیدند گفت شیر ترک را پرسیدند گفت سپر حجام را پرسیدند گفت ستر جال را پرسیدند گفت شتر مسافر را پرسیدند گفت سیر صوفی را پرسیدند گفت سر عاشق را پرسیدند گفت ستر عارف را پرسیدند گفت ستر فقس علی ھذا کلامنا اشارت کل حزب بما لدیھم فرحون ہم از حکایت ما اشارتے میکند قد علم کل اناس مشربھم ہم از بیان ما مشربے دارد۔

کوہ سیوم عرفات لائق باشد سبز کہ عشق از ان نشانے دہد وعشق نسبتے تمامے وبیانے درستے دارد وعرفات را عرفات چرا نامند حوا وآدم علیہما السلام بعد طول مدت فی الفراق کثرت ایام آنجا ملاقاتے شد کوہ عرفات نام یافت کہ ہر یکے عریف خود را شناخت وبآشنائی باہم نشست عرفات جمع چہ معنی دارد روے کہ بعد مدت مدید یکجا شوند تا آنکہ ہر یکے آشنائیہا کشند وآشنائیہا کنند علی ھذا عرفات باشد پس آنکہ شنیدۂ آدم حوا را چہ دوستیہا استقامت یافت وجدان الغائب الذی من کل لذیذ عرفات کوہیست کہ مواقف انبیا است میدانی عزت آنمقام را ابراہیم پسر را ذبح میکند واسمعیل برضا وخوشی تمنائی برد عرفات توجہیست اللہ ہست

یعنی اگر ما بیت اللہ را مجسم دادیم چہ میگوئی در عرب چنین ہم آمدہ است عجب
ابتلائیست اہل دل کعبہ را گویند بیت اللہ و دل را گویند عرش اللہ خداوند عرش اللہ
را فرمان شود کہ بیت اللہ را طواف کنند او ہرگز بیت اللہ را طواف نکند و نشاید کہ
کند او خدا را طواف میکند رفی ذلك المكان ہم ازین خبر میدہد نہ آنکہ بانی کعبہ
ہم انسانست این ہمہ سنگ و خشت است ہمان در و دیوار است کہ شکستہ
بود عبد المطلب برآوردہ است اما ہم اساس کعبہ با تقدم آنکہ اہل دل سنگ
و خشت را طواف میکنند این شین عشق است کلام در توسط سیر و د اہل دل را در
متخیل صورتے متنقش شدہ است آنرا در محضر خویش نظارہ کردہ اند گرد سر او
گردند و ہمہ فدائے او گشتند ہر آئینہ او آن جمال دارد کہ ہمہ را فدائے او باید
ساخت صفا و مروہ تصحیف صفا و مروہ اند و ہر دو در اطراف عرفات اند۔
شین عشق را بدندانہائے منشار[٥٧] ہم نسبت توان کرد کہ از وجود وی انتشار
یافتست می بینی ارہ را ابر سر چوب نہند چگونہ ذرہ ذرہ سازد و ہر ذرہ انا و لا
غیری دعوی کند و بخودی خود سرافراز و تکذیب را مساغ نیست و تصدیق
را محل نہ لا عین و لا غیر میباید گفت ای عند الصفات راست آید بر ذات
چہ خواہی گفت وَمَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ این
چہارم ازین سہ جدا نہ و عین ایشان نہ و اگر گوید و ما من احد الا هو معه
و به و منه درست آید اما الا هو ثانیه درست نیاید زیرا چہ احد
عدد ندارد فرد حقیقی است سخن کشادہ کنم اما غیرۃ اجازت نمیدہد قصور فہوم نقصان
عقول حجاب راہ شدہ است این سخن در دہان ایشان نگنجد در
غلبیت زبان دراز کنند و سر از شنیدن بیرون افتند ظہور نشود قطعہ

---

٥٧ منشار بمعنی ارہ ۔ ع ح

زمین و آسمان هر دو شرلفیند قلندر را درین هر دو مکان نیست
نظر در دید ها ناقص فتاد است وگرنه یار من از کس نهان نیست
سخن کوتاه کن محمود فخری چو میدانی که محرم در جهان نیست

عجیب این است ابوبکر رضی هل رایت ربک لیلة المعراج گوید نعم
از و چه جای نهایت است که او میگوید العجز عن المعرفة معرفة با عائشہ چونه
گوید که تحاور رین پرده در میان داشت عائشہ ورا پرده بود تحاور را نشنید
با آنکه جز یک پرده در میان نبود و گوید اکنون دانستم که هر جلی و خفی که باشد او تعالی
شنود چونه سر رویت با او بیان توان کرد او در مقابله و محاذات محاسه
افتد و الله تعالی عنه نباشد مصلحت کلامیکه بمفسدات کشد آنرا بیلنے توان
نهاد و اظهار سے توان کرد ابو الدرد او میگوید لو فسرت هذه الایة
لقطعت عنی هذه البلعوم میگوید اگر گویم سر اپر کاله پر کاله کنند دیگر
اگر گویم آنچه منم من نمانم ذره ذره گردم ابوهریره میگوید جننتمونی بالحجارة
کلام سبحانی جهان زندگانی بسطامی را بکار خامی برد خلاصش جز بخرقے
نبوده است خرق حرق باید کرد هر چیز چنانچه آنچیز است بدرستی خویش نماید
رسول الله میگوید ارنا الاشیاء کما هی پس آنکه اشیا بهی روے خود
نماید هر آئینه کما هی باشد ارنا الاشیاء کما هی درین باب بیلنے درست
نماید فردا امنا و صدقنا تجلی کشف شود یک لک بیست چهار هزار
پیغامبران نگارش کنند مگر چه که او محیط و جامع همه است حصر گوید نیست

تو از هر در که باز آئی بدین خوبی و زیبائی
درے باشد که از رحمت بروی خلق بکشائی

وما من موجود الا وله صورة و معنیٰ عالم ملک را ملک صورة

او ملکوت معنیش و کذلک جبروت معنی ملکوت را لاهوت خلاصه جبروت و صورت لاهوت اما لاهوت را نیز صورتے و معنی است مثالی و حکایت میکنیم از ان ذهنیے فهم خواهد کرد سرابے و هوائے سراب صورت هوا است و هوا معنی سراب سراب بے هوا وجود ندارد و هوا بے سراب صفت ظهور نه پذیرد و سراب قائم بهوا است و هوا ظاهر بسراب ای محمد مثنوی

کناسان را مبخش مشک و عنبر | بر خوک مبند زر و زیور
گاو و سگ و خر سخن چه داند | گوساله ز کن مکن چه داند
بر محرم خود چو صبح مسپار | وز خارج خود دریغ میدار
یک محرم راز را بچنگ آر | پس جمله جهان بزیر سنگ آر
آن محرم راز را که دید است | آن باغ وجود جان که چید است

اکنون سخن که داریم همه را در بادیه هویت انهم بسته فرد اینت کویے دهیم از اتحاد اتحادے و توحیدے و وحدتے بیان نمایم شلین عشق را لتیه بشنو است کار شعر بیست جز بر یک چیز دیگر ندارد فرد

عشق آمد و خانه کرد خالی | برداشته تیغ لا ابالی
بذل جاه و ترک مال و ننگ و نام | در طریق عشق اول منزل است

عشق نیست که جز وجود خود را هیچ وجودے را بصفت شهود آرد همه را نیست و نابود کند از اهل و ولد خویش و خویشاوند و زن و فرزند یکبار به برد هیچ چیز با عاشق نگزارد کار بجائے کشد عشق غیرت از معشوقه برد و رشک از شهود عاشق کند همبدین و هم گفته اند لاجرم عین اشیا شد و بحق شیخ لاجرم عین اشیا شد غلط محض عین عشق عین الاعیان اشیا را چه مساغ شد بیت

مجنون عشق را دگر امروز حالتست — اسلام و دین لیلی دگر ضلالتست
اجتناه واقتناه خوانده آنکه چه ماند با وے که از وے برید و او را از وے
جدا نکرد شفره قاطع مفاصلست و مفرق اعضائے مجتمعه از همه عشق قطره
قطره پر کاله پر کاله کرد و خود بصورت خصمے بیگانه وار استاد نه خلاصی دهد
تا هر دم امن و تسلی گیرد و نه قرارے گیرد تا کسے بوهم خود آنجا میباید عجائب
حرکتے نه از آمدن و ماندن و نه از رفتن می آید و می رود و مارا از ما رأساً
برائِ میبرد نه رفته گذارد نه آمده رها کند همارہ بین روح و نوح و بین غم
وطرب و بین طلب و ادب همارا عاشق مسکین مبتلا و غمگین گهے قرب
گهے بعد گهے قبض گهے بسط گهے صحو گهے محو گهے رد گهے قبول گهے فصل گهے
وصل و هیچ یکے را صورت استقامتے نه فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ
رسول الله را هم از ان دشوار آید و از هیبت آن چند موی سفید گردد
خود را با خصم ضعیف کن قوت نهنگ آشنا در یا شو هر آئینه آب و آبی
باشد تا از دریا خبرے نیابی اه حظ و غط رفع و ضع بیت

مجنون عشق را دگر امروز حالتست — اسلام دین لیلی و دیگر ضلالتست

اجتنا بیت

در مانده شدم که از عراقی — خود را بچه حیله وارهانم

او مرا چون گذارد و امانت وجود خویش را در من باید برائے امانت خود
همه وقت با من در حیفد و نتواند که بستاند چگونه میسر آید جز و بجزئیت
و کل بکلیت خویش در یک مقر و ماوی قرار دارد جز را از جزئیت چون
بدر برند و کل را از کلیت چگونه معزول کنند اِنَّ اللهَ لَا يُوْصَفُ بِالْمُحَالِ
شفره شلین عشق را دندانها افتاده است کندی ظاهر کرده است

ن از همه برید و از همه عشق

ن باقی

عاشق را بیگمان از و او را بیکبار گی بر دمیگذار د تا اندک بیبر د حکمت عشق را نظاره شو اگر بیک سطوت کار او بنهات بر د آنگه جلالت را چه عزت باشد ذوق وصلت که گیر دمن عاشق نمی شدم عشق آمد مرا عاشق کرد اسباب نزول و دخول او بسیار ے استکشاف کردم مرا همین گوید افعال من معلل باغراض نیست گفتمش اَنْتَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ گوید حکمت من همین است ترا از خود برم و بخود ره ندهم پادشاه مالکُ الرِّقاب سلطان معظم و مکرم قاهر الارباب در شبے تاریک در بدر گردد تا لقمہ میسر شود که گمان بر که پادشاہ بر در از هر یک لقمہ صد عجز و زاری میکند و از جبینے خیسے از هر نوع ایذا و ضرر میکشد قطب الاقطاب ید و ر بالابواب و یلعب بالکلاب کر کما ئش بر د انه اقرب من کل قریب عند خالق الاتراب والاصلاب پس از ین پر قدس ظاهر آید ندا برین تسبیح کن الکبریاء ردائی۔ اگر دندانہ شفرہ عشق کندی بر کندے این دوره ماندگی و دیر افتادگی درمیان نبودے، عمر حجر اسود را بوسید و پردہ احترام او را از میان درید علی فرمود آیا عمر انه یضر و ینفع عمر نظر بکندی شفره کرد و علی بتحقیقت کار اشارت فرمود و هم بدان ارادت داد شنیدی که اَحَد در حرب احد با احمد چه دست برد نمود و چه ناز بازی کرد سالها حقیقت بحقیقت خود از خود بخود دار د بر سینه و کنار گرفته بناز پرورد زمانا فرمانا از اعتناقے و التزامے و تقبیلے خالی نبود چه فرزند من زاده من پرورده من برآورده من هم از من بمن معشوق من محبوب من جان من روان من خاص من خلاص من من من من۔

تحفہ دگر شفقتے که نه هر دلے بفهم پردو نه هر جانے این سو لحظه کند و نه هر نفسے درود هم بردی بایست کرد همین تظمیعت یعقوب فرزندان را بیکرد

لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ ہمارہ شہد و شکر خوردن شاید طبیعتے را ملال
زاید اگر تلخی چشانید یا ترشی باید تا ہر یکے بکمال خود پیدا آید مزید رغبت شود
حُسن زیادت گردد و از طرفین عشق افزاید دندانہ کند ہر چند کند نہ بنیاد
کند ولیکن علی قدر الوسع چند تا چند رسول اللہ فرمود ہیچ منتہی را از توسط
چارہ نیست کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَا چہ معنی دارد اَرِحْنِیْ یَا بِلَال تا کجا
میرساند وقتے در سینہ دگاہے باشد ہمہ شب در طواف بود نہ این شیوۂ
توسط است با این ہمہ پیرے تدبیر نباشد الغرض خواست از جہانے
بجہانے برد و از نشانے بنشانے کشد و از بیانے بہ بیانے دہد جمال لطف را
دیدے برد ذوق وصلت چشیدے ہمہ وقت در شادی و راحت بودے
و ہمہ وقت خود را از خود برخوردے ولیکن خام مردے جز یک قدم و جز
از یک رہ رہے دگر نرفتے ہان وہان اینک درد و غم اینک ذلّ و الم
اینک اختلاف قدم اینک رد و سد از این شربت نیز قدحے بکام کن از نیجا
ہم شرط نظارہ است جمالے دیگر است کمالے دیگر است ہستی دیگر است
صورتے دیگر است امینی دیگر است درجتے دیگر است لِیَغْفِرَ لَکَ
اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ چون نہ درست می آید تا از
ہر دو قدح مسکرۃً مرتب نمی شنید صوفیان گفتہ اند تجلی قہر را تجلی
لطف بدل کند و جلال را بجمال ایشان گفتہ اند اما از ان گرفتار پرس
اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ علی مولاہ ہر مومنے ولی شد اینجا تحصیل است
ہمہ عبارات گفتیم توسط کار و بارے دارد و برخوردن ہمہ از وا است
تنہائی چہ لذت دارد یار من جمال مغربی کتابے بدستش بود دیر سیدمش
ایش ھذا قال کتاب الوحشۃ وکانت نسخۃ فی اثبات

ن تخصیص

الوحدة تنها کسے نماند جدا از این تقدیر افتاد من باشم و مخلوق من البتة البتة بلکه این هم خوشش آید یکے را با دوی مقابله کنند تا آهسته اشنا اخلقا این بازیچه بازد و لو کشف سرّ الربوبیة لبطلت النبوة بطلان نبوت از اثر وجدان ربوبیت آید چنین گویند مرید را با شیخ احتیاج نماند اگر مرید و شیخ است احتیاج بر صفت امتزاج باشد اگر وجدان بطلان تو امان شوند روم و حبش بیک نطفه در یک رحم چون نه جمع شوند اے محمد پیشوا سابقانی پیش رو مقربانی [ن پیشوای]
سرور انس و جانی اما جز یک علم دگر نداری از این جهان نشانی اگر هر دو را بیک رشته بسته باشی دوی عبث بود تحقیق این است بیت [ن باشند]
دارد دو سر این رشته یکے عجز و دگر ناز این سو همه عجز آمد و آن سو همه ناز
سالها نیاز پرورید ی سائے گرد غبار راه نیاز بودی بکس نه بنیاکے پدر را بپیشوائی تو مردود و مقبول را راه نمائی ترا بر هر دو اطلاعے باید مردی بے تحقیق اقتدارا نشاید عاشق زن رند سبا باید کرد و شربت ملامت میباید چشانید تا عذر چند گرفتاری و بشفا چند اسیری باشی بشارتے فرماید ان الله [ن باشد]
لا یاخذ بما یصدر عن العشاق تجربه دانست که عشاق ببلا [ن باشی]
گرفتار است که عذر او عند الله مقبول و مسموع است مشاهده کرد که او در مظهر زینت بجمال رغبت و طلب شهوت تجلی کرد و ندا الی الی از غیب الغیب بسرّ السرّ فرو خواند ولیکن تفرقه را یکے محجوب است و دیم مکشوف. اما عشق من حیث هو هو المذموم ولا ممدوح ذم کرا کنند چه بد کرد مدح کرا گویند که نیکی کرد از و چه حسن آمد بر کرا آمد از کجا تا کجا محمد را درین قلزم گاہے بر آرد گاہے فرو برد و وقتے گوید اهدی

مَنْ اَحْبَبْتَ وقتے فرماید اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ نحویٔ این سو
صرت وجہے میکرد واطیعوا الرّسول عطف تفسیری محمد آید ور رُو وازاجمال
بتفصیل شود واز تفصیل باجمال رود ۔ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ رانشان وہد
احتجاب واستکشاف بیان کند اگر توسط را اعتبار نبود ہمہ کاروبار یکبار خوار گردد۔
شاہین عشق دندان محمد شکست رخسار محمد شکست اورا برد در کوک انداختے
شاہین عشق ہر جاکہ شینے است از تست وہر جاکہ زینے است از تست
وہر جاکہ زینتے از تست وہر جاکہ رینے است از تست ای شاہین عشق
اگر شیطان راپنہ تو نبودے ہیچ تلبیسے از ان تلبیسی مستقیم نرفتے ۔ اے شاہین
عشق بلند ہمتان را تو پست کردی پس افتادگان را تو بر آوردی گفتند اخر الزمان
سفلہ برآید شاہین عشق چیکے را برروانداخت پس آنکار باخر رسید
تا چہ شاید تا چہ آید الہامن در وقت خویش ہزبانے میگویم نمیدانم کہ بدان
مطلع شود واللّٰہ یعلم ریاء العارفین خیر من اخلاص المریدین
اخلاص را با ریا برابر توان کرد خصوص تفضیل وتعظیم مصدر را انظارہ شو چشمہ
پاک است یا پلید اگر از اصل پاک بیرون آمد وخود روان است روندہ
وبرندہ است اگر این نجاست ریا در ہمہ آب اخلاص وعقاب افتد بقہر
سلطانیکہ آب دارد ہر آئینہ پاک وصاف برد آب را زیانے ندارد
بر صفا وجلا وطہارت خویش مستقیم بود این ریا کہ آموخت این تزویر کہ
تدبیر کرد عارف ہمہ را بیک رہ رو بیند نگہداشت مصالح چہ معنی دارد
این معنی ہم گویند عارف اخلاص وریا را بیک رو بیند وبیک وجہ
شناسد ومخلص شرک ریا را از خود بدر برد ہر آئینہ بدی گراید فشتان
بینھما ثبوت شرے داون است بدین ہر دو پرور یدن تا مطلع

لہ یعنی پناہ ن ابلیس

لہ بردوں

طریقین و نازل منزلین و سایر سلسبیلین و مار مریز بکمال و تمام باشد
هر دو شربت را بهر اد کشیده بود و دست گشته باشد آنکه مستحق دعوت
و لائق ختمیت انبیا بود آدم را ابدا نه از خانه بیرون کردند محمد را زن نید
بغیر ملامت و ملالت در برش سپردند۔ اما از تلوع طعنے و تشنیعے خالی نبوده
نرفت وَلَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ
أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ و اگر چه ترا پس این از ما بسوے خود برد
مار وا انداریم میدانی این چه دشنام است می شناسی این چه ملامت
است محمد داند و دوست محمد داند لکن تو چه دانیم رباعی

رو تا بخرابات خروشے بزنیم | در میکده در کشویم و نوشے بزنیم
دستار و کتاب را فرستیم گرو | در مدرسه بگذریم دوشے بزنیم

هر دو علم بدست محمد بایست داد علم سیاه الفقر سواد الوجه فی الدارین
کالنور فی السواد هم از اینجا اقتباسے می برد و علم ثانی سپید و منور و رفیع
و رضی اگر قدح صاف و درد بر نخورد لذت و اثر هر دو کما هی هی نه بیند
محبوبیت را نشاید اِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ
يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ازین خرابای کدام
پریشان و آواره تر خواهد بود بدبخت اباحتی تخصیص را التعمیم کرد و دوزخی لعنتی
طالب غیب را اعتبارے داد هواے نفس را عبادتے شمرد زهر را پازهر است
هر که قادر آن باشد او را استعمال شاید توانی بکودک دو سه روزه حلوه و
بریان بره دهی قاضی همدانی از سر نادانی گوید شر الناس من اکل وحده
او خود میداند طعام غذا هر طفلے نیست اسرار بر صحرا نهاد همه را آموخت
چه آموخت زندقه و الحاد بوسعید را اشعار او راق اشجار عبارت از تنوع

وتکرار کشوفات اسرار باشد طعن ابوالقاسم کہ بیچارہ ابوسعید در شمار برگ
درختان ماندہ است نیاید اما طعن دندان شین عشق بر ہر سینہ زخمے درست
زدہ است لو یعلم المشتغلون بذکری مافاتهم عن انسی لضحکوا قلیلا
ولبکوا کثیرا ولو یعلم المشتغلون بانسی مافاتهم عن قربی لبکوا
دما ولو یعلم المشتغلون بقربی مافاتهم عنی لتقطعت اوداجهم
تخلیہ و تجلیہ را اینجا استقامت دادہ است دندانہ شین عشق طعنہ بر سینہ
عارف تیز ندرہ خالی یافتہ گذارہ شدہ است مصرع

تو بکونین می شوی مغرور — رباعی

امروز درین شہر پریشان مائیم — ننگ ہمہ دوستان و خویشان مائیم
زندان مقام آن رسوا شدہ را — گر می طلبی بیا کہ ایشان مائیم

این ہمہ کار کہ کردہ است جز شین عشق کہ شہبازے
سرفراز نیست ابتدا را بر انتہا و انتہا را بر ابتدا می زند یوم تبدل
الارض غیر الارض والسماوات مطویات بیمینہ تقدیر
درستے میفرماید زمین آن نماند کہ بود تسویہ فرماید ہر جزوے را بجزو
او باز گرداند تا حشرے مرتب رو نماید ہیچ یکے با یکے مزاحم نہ شود
کل شی یرجع الی اصلہ پیدا گردد انا للہ وانا الیہ راجعون
دست موزہ تو باشد ختم انبیا ازان شد رہ سلوک منقطع شد فہم
ادراک از ورا، آن عاجز آمد از وراء ورا نشان داد بیشتر ازان رہ
نیست ہر آئینہ خاتم افتاد اگر جبروت باعتبار مجتمع لاہوت ملکوت
ملک است شین عشق است فرعون انا ربکم الاعلیٰ گفت خطا در
خطا کرد یکے گوید رب دویم گویا اعلیٰ بر سر آن انا را نشانہ کردہ جبروت

شین عشق یعنی کردہ

را باعتبار اجتماعے کہ در وست از لاہوت اعلیٰ نتوان گفتش ن ـ
دندانہ شین عشق از ورا الورا برنشود برتر خود چہ بود ہر آئینہ
مقعد زمن مانند سلاسلا و اغلالا در گردن شین عشق
کردہ اند کشادہ کردہ بطرف نقصان ہیبر ند بکوشش ہیچ نو کمالے
کہ حز مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ باشد اور اک نوان
کرد سید محمد باقر گوید رضی اللہ عنہ کُلُّ ما شغلک عن مطالعۃ
الحق فہو طاغوتک تفسیر این آیت فرمود فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ
وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ تشکل محمدی کہ شمائل احدی است صورت موسوی و عیسوی
را کہ عین واحدیت ثنوی داشت ابلیسے شمرد زیرا چہ از تلبیس
خالی نیست سبحان الخالق این شین عشق چہ ازلست ابدست
دائم است و سرمد است لاحول ولا قوۃ الا باللہ ای محمد ہمہ اعتبار
اشین عشق را نقطہ موہوم کہ قابل تجزیہ و تقسیم نباشد نتوانی
گفت الواحد لا یصدر منہ الا الواحد صدور از کدام رہ
مرد کند گو بند عیسیٰ را بالا بردند یک سوزنے باوے بود ہمان سوزن
خار راہ پاے او شد پایش ہمان جا ایستادہ ماند ہمانجا مقر شد بیشتر
رہ میرو چہ چیز از دنیا برابر آوردی نسبت منقطع نشد رابطہ نگہ میدار
بد و نزدیک میباش و سرانجام کہ ہم بدان باز گردی محمد را شفقت
امت در بلا میدارد ورنہ امتی امتی چہ معنی باشد اللہ نیست کسے گزید
شین عشق بسلامتی گذرد ہمہ را اینجا اسیر گرفتار می بینم چہ کنند
نفس نصیب خویش میباید طبع حظ خویش میگیرد دل در ذوق خود مستغرق
میشود عقل بفہم متعلق میشود با دراک می آویزد روح بحسن و احسان

ن نفخان
ن سلاسل و اغلال
ن شمائل
ن موسوی و عیسوی
ن بیکبارگی
ن زراہ بہ

بجمال وکمال نظارہ میکند شراب محبت و معرفت را ساعۃً فساعۃ
کأسا فکأسا پر و پیمان آشامد و خوش بطیب و فراغ می باشد اکنون
ہر یک رابدرے ور پا افتادہ است بشر بتمام خویش در بند ماند گذشت
ازین قدم کراوست سید انبیاء و اولیاء عرفاء اصفیاء کبار و صغار
گرفتار اند گرفتار ابتلاء صوفیان بحالت سماع ہم موجب این سر مکشوف
است صوفی گفتہ است در عین سماع بود لو زاحمنی العرش لاحرقتہ
حادثہ مباہات میکند کأنّی انظر الی عرش ربّی بارزًا یا مرئی بارز
است یا رائی و ہر دو در یک بیکے اندیر و زو کمون از صور اشکال
افلاک پرس کہ چہ بو قلمون است و بچہ نوع بوزنہ بازی میکند و چہ
عمل دست کاو میداند چنین گویند ہیچ عصرے نیست کہ موسی
و فرعونے نیست محمدے و بوجہلے نیست آدمی و ابلیسے نیست۔
حسینے و یزیدے نیست یکے را در مغرب اتلاف کرد ترا از مشرق
چہ خبر کہ در مغرب چہ ساخت گفتہ اند الاعراض لا یبقیٰ زمانین
اما تجدد امثال دفع این محال کرد اکنون تو از خود شعورے نداری
کہ روزے چند ہزار بار تا ئی و باز میروی و می آئی و رخت می پالاید
و چیز لیست میکا ہد ہیچ یکے میان این محسوس تو ہست از رفتن و
آمدن خویش ہمین پا قیاس کن۔
دندانہائے شین را مرخطاط و بیر پیشہ مخلب الاسد نامد
آنکہ مخلب اسد چہ باز در وشے کہ او را بر تو نظر شفقت افتد ترا چہ
سازد قوت خود کند در معدہ او ہضم گردی شیرے قوی درندہ
دلاورے منتجے باشی تو چہ می گوئی سمندر کہ در آتش سوزندہ استا

با نہ رابطہ حبل المتین است ورابطہ جز نسبت جنسیت نباشد اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہر کہ راہ جنس او بازگرداند چون نہ مستقیم نباشد بیت

در شیشۂ خلقتم اگر تیرہ گیست
مارا چہ گنہ کہ شیشہ گر صاف نریخت

مرد عارف مرد طالب قوت شیر عشق شد و از صورتے نظر نداشت او را می جست اکنون تخم است تا بکدام زمین افتاد بر جست آن برخوردار ی شد مارا چہ گناہ کہ شیشہ گر صاف نریخت جواب این شیشہ مر شیشہ است پروانہ قوت شمع شد نور نورانی سوزندہ بر آرندہ گشت ہر تاریکی و کدورتے کہ بود از ورفت حسن است وحزن است ہر دو توامان اند یکے از دیگری جدا نہ باشد اگر حسن است طلب دنبال اوست حزن نقد وقتش باشد نبود کہ حسنے بینی وطلبش نہ شوی دست دہد یا نہ دہد از حزن خالی نباشد پس حسن وحزن توامان اند محبت ومحنت را در یک گہوارہ پرورند شیر یک مادر خوردہ اند پروردۂ یک دایہ اند یک شیوہ ویک ہنر آموختہ شدہ اند - ہر جا کہ محبت پا بہا بہلید تا فرود آید محنت پیش از ان گوی ہما نجا آشیان داشت چراغے در خانہ نہی تمام خانہ بدان روشن باشد ہوائے تمام خانہ نور این چراغ گرفتہ باشد چراغے دیگر بنہی نور این چراغ را در نور آن چراغ مکانیست کہ گنجایش او بدان جا است از بس کہ ہر دو لطیف اند محبت ومحنت را اینچنین تصور باید کرد عشق وفسق در یک مکتب تعلیم یافتہ اند این ہر دو ذہین وفہیم نجیب رہیب را ہنرہا آموخت این معلم با عدل وانصاف اگر گویم گوش ہر کسے تحمل نکند بابو بکر سخن

جواب این
این شیشہ است
ان است بر رفت

گفتے عمر نشنیدے و نہ فہم کردے محمد را دیدند و نشناختند خدا را نہ دیدند
و لیشناختند انت منی و انا منک انت منی بمنزلة هارون
من موسى ولكن لا نبي بعدی اخص مقامات انبیا را با اولیا شرکت داد
محمد افضل ہمہ علی نازل منزل و قاعد مقعد او فتلی ہذا ولی باشد با فضل
مقامات انبیا فائز باشد اعتقاد را ترجیح نمیدہم اما صورت این لفظ
کسوت این معنی پوشیده است من تو تو من بمنزله او بمنزله من ہمین
شئین عشق است که در تردد اختلاف میدارد اتحاد را امثالے داریم
اگر سایه را به آفتاب اتحاد نباشد این روشنی ندہد اگر آفتاب نباشد
سایه نباشد سایه را بے آفتاب وجود نہ این صفت اتحاد است و آنچه
متکلمان گویند بر بسته اند در خیال صوفی نگذشته است دو یکے
ن نقل نگردد و یکے دو نشود عقلے مستقیم ماند رباعی

گر عاقلی حدیث تو کم کنمے — وانگه ره گفت و گوے محکم کنمے
دل سوخته چند فراہم کنمے — بر رفته بگریے و ماتم کنمے

کدام ماتم است این فلسفے نیست طلب مفقودے نیست اما ہوائے
و ہوسے در سر است که ہرگز بسر شدنی نیست الطریق سدّ علیہم
من المنزل بل لا ینفع هزل و لا جدّ فما الحیلة عجب کارے
ہیچ کسے را ازین توسط اتفاق گذشت نیست محکم پلے بسته اند روند
از سر ہوا خواست و در فضاء الوہیت طیرانے کرد بوہم گمان او خیلے
پر و بال ریخته و بازش یافت از آفتابے ذره و از دریاے قطره در
جلنبه خود نیافت پیدان ماند کوه شوره با دریا چه قدر دعوی کند قعرش
گیرم و بالاترش شوم بدین گمان افتاد در میان ہر چند بیشتر رفت گذشت تر

ترشد تا پایانش گیرد اثرش هیچ نمانده بود طائر در طیران جز حیران نماند یکدام
نقد باز گردد بچه باز آید هیولش جز بصورت و هیئت نشد محی الدین را این
غلط افتاد معتزلی علیه ما علیه حکایت از ورا ، ورا کرده شیٔ آنچه در حیز امکان
است آنرا خبر داد صابیه و قیصریه علیؑ را پرستیدند این شین عشق دعوی خدائی
داد عجب احمد حنبل میگوید رأیت ربی فی المنام الف الف هرچ حنابله
که تعلق بدو کنند چنین گویند له وجهٌ لا کالوجوه وله یدٌ لا کالایادی
همچنین صورت جمله اعضا را اثبات کنند تا آنکه گویند له دم لا کدمائنا
ولحم لا کلحومنا این بلا را همین تعبیر کرده است کاستوائی هذا
معنی دگر احتمال دارد اما چون مرد حنبلی هر آئینه خبر از مذهب ندارد این
قدم سالک را پا در گوشهٔ زاویه قرار نگیرد مردرا خلوتخانه محبس و بندی
خانه شود کوچه و بازار هنگامه و تماشاے بیت المقدس و کعبه باشد بلکه آن
ظالم چنین گوید همه جهان یک زاویه تنگیست اگر درین مضیق در گوشهٔ
چشمی طرفے لحظهٔ کنیم معذور باشم چه کند هوا را ساخته میباید بر زن نید
نظر چه معنے دارد نکاح او چه وهم میزند ان ربك یسارع فی هواك
عائشه چرا می نالد غارت اتك این چه بهانه جوئیست ابلام برای
چه باید کردن پیش از سی گذشتن چه ناصبوری بود تا آنکه جمله عورات
همه او بودند از نه چه غم این شین عشق است گفته ام جهانرا پابند است
اولیا و انبیا را گرفتار داشته است تعین اولی آخر شد فی نیست دوی
درمیان افتاد فراق استقامت یافت بعد قرب گرفت روز متصل شد
الکلام فی الحرمان والشفع والوتر شفع زاهد و عابد باشد مثالے و نظیر
دارد . عارف بے نظیر کسے است هر آئینه وترش گویند شفع مرد متجلی

ن مجوب کشف

ن بیجب جواب نعیم

تشکلات و تمثلات و الوترمر د صاحب ہمت ہمتش برین نگذارد کہ تشکل
و تمثل قرار گیرد بیشتر رہ نیابد ہر آیینہ تنہا ماند مسکین بسیار خواست دندانہ
شین عشق را از پا طلب و ثرہ کند اما چہ کند خلاص میسر نیست بیت

نمیر فتم بلا شد بوے زلفش خراب اندر پے آن بوے رفتم

بیچارہ عاشق مبتلا یکبار کہ جہد پاکشان دید بر جا ایستاد پاے رفتنش
نماند آوارہ و پریشان شد خانمان را خراب کردہ سیاہ روی را برگزید
ہمہ شب در خیال غرق بوہے ماندہ اکنون کجاش فرصت کہ از قامتش
و از کمرش و از رفتارش خبرے یابد نظرے تواند کرد خد و خال لب و عارض
جبہ و چشمان سینہ و شکم خندہ و گفتار چہ گویم برین مثال من قیاسے بر ظاہر
کسے بچہ گفتار و اماند کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ اشارتے باعبارتیست
اللّٰھم اھد قومی فانہم لایعلمون ہوا خواہی ہر دو طائفہ
ہست یکے را میگوید رہ رستنش نما کہ او از شین عشق خبرے
ندارد دیگر را میگوید تردد و گمان از سینہ ایشان بدر کن کہ از شین
عشق غفلت درزیدند مشکل کارے دشوار راہے است اگر بر خط
مانی نقصان باشد بیشتر رہ روی نیابی و گرنہ طعنہ و تشنیعے وَمَا
قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ
الْاَبْصَارَ پس بارے بر سر آن نہادہ اند ۔
تحفہ دگر لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ و شنامے علحدہ
عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى چہ شد اگر او اعمی است
نہ آنکہ فیض ما با او پیدا است و بامر دمیکہ توی توجہ خواہی کرد فیض
از ایشان بیزار و ایشان از فیض انکار نقد را غنیمت شمرند

فردا تا آید دگر نباید شاید لولاک لما خلقت الافلاک این همه
تشریف شین عشق است لولا المربی ما عرفت ربی همین شین عشق
ترتیب میکند و پیراهن را دست موزه می سازد مرید خواب دید دو
خواهر را در یک نکاح می آرد گفتند دو خواهر در یک نکاح در
دین احمد درست نباشد یکے را بگذارد و دومی را بجو اه پیر تعبیر
فرمود دو خواهر دنیا و آخرت اند هر دو بیک نکاح بهم نه پیوندند هر دو
خواهر اند ولے امتناع یکدیگر اند تن انبیا را زمین نخورد و آتش نه سوزد
ولے در زمین دفن کنند خدا داند تا حزقیل چند مرده را زنده کرده
و او را چند بار کشتند باز خود زنده شده چه معنی دارد گاوے را از
مس کنند حزقیل را در شکم او آرند گرم کنند همانجا میرد ای شین عشق
جهان سوخته تست جهان هستی نابود کرده تست کرا به آوردی که
فرو نه بردی بیت

خدایا این بلا و فتنه از تست ولیکن کس نمی آرد چخیدن

مصرع ـ دست بدامان دوست نیست بیازوے کس ـ
جوانے پیچے آئینہ را نظارہ کرد جمال خود را مشاهده کرد خود عاشق
خود گشت وصال چون متصور نشد تحصیل حاصل چه معنی دارد تقدیم
ماتقدم را که اعتبار کنند اینجا درست آید اگر گویند فصل وصل است
وصل فصل قرب بعد بعد قرب وصل وصل فصل فصل است قرب قرب
بعد بعد است نهنگان مراحل نرسیده وصول چه معنی دارد گفتم شعور
خاصے است آنرا وصول نامند وگرنه در حقیقت گره است وصل
وجز زے ندارد و خلف و قرار که لذا کسان وصل بجز درست وصل شد

اگر بایزید کلاغ شود در شهر آن شرک نبرد بسم اللہ الرحمن الرحیم
بایزید این است شقیق کلمۂ شہادت میگوید و جان بخدا میسپارد
از کرانہ بمیانہ آورد از میانہ بقعر بردی ہیہم عبادت ہشتاد سالہ
بتار موے بربستہ بادے از حضرت بے نیازی حی وزد بمیدانم باد
رو ہست یا قبول این ہمہ شعبدہ گری شئین عشق است چیز دگر نماید
بصفتے دگر برآید ہمیدان برآید و ہمیدان فرو د اندازد سیم
لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہمین تجدید شئین عشق است تشکل تمثل
جز شعبدہ گری دگر چیست ابتدا و انتہا جہان جحیم و جہان تعذیب
و رضوان حور و قصور و غلمان ہیچ الحق من حیث الحقیقۃ
جز شعبدہ گری چیزے دگر نیست یک نفس یک شخص در وراء حجب
و استار خود صورت بازی میکند و شعبدہ گری میکند ہمہ جہان
از و غافل او مدرک کسے نہ آنچنان میبازد ہیچکس حرکات و سکنات
او را ید و اضافت نکند معتزلی بندہ را خالق افعال خود گوید یونانی
ہو تعالیٰ غیر عالم بالجزئیات گویند اند رینہ اختفاء استتار
باشد چنان گم گشت کہ ہیچکس نشان ندہد این لعاب استاد چیرہ
دست ایستادہ ماہر خود پیدا و ہمہ بدو پیدا و ہمہ را او پیدا کند از بس پیدای پنہان
از بس یگانگی بیگانہ ۔ وَھُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ چہ معنی دارد عالم
شہادت ظل سایہ عالم غیب است کشف اصل لطیف است اگر
پنہان است از پس نہانی پنہانی گویم لطیف آید چہ گویم از بس پیدائی پنہان است
این را چہ گوئی کسے نور را در سواد و دید نقیضان لا یجتمعان این از
بس پیدائی چنان پنہان است کہ آن یک میان دیگرے ھل

أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا یک روزگار
درین عالم روے کار نماید همه را هنیئاً منثورا سازد وہمان باشد
اذا جاء نصر اللہ بطل نہر عیسیٰ جاے دگر ہم سخن ازین گفته ام این
بازیگران قدر شیوه ندارد که بر یک سخن قرار توانم گرفت۔
قیامت سه است صغریٰ وکبریٰ وعظمیٰ شطرنج بازی کشیده اند
شهسوارے درین میدان بیباز وددومی ندارد که رخ نماید عقل اینجا پیاده
ایستاده است جاے مهره بازی نیست۔ صغری وکبری وعظمی صغری
بعد هر صد سال از تحولے وتبدلے در رفعے و وضعے خالی نزددوم بعد
هزار سال طوفانے که اکثر جهانراگیرد چنانچه طوفان نوح قیامت عظمی که
کتاب اللہ ورسول اللہ بدان نشانے داده هیچ یکے را بدونگذارند
همه را از سر برآرند کار همه ساخته دارد مصرع

سوف تری اذا انجلی الغبار

هیچ معلوم نشد که براے چیست وچرا ست آنچه حکیم فقیه صوفی میگوید با او
نسبتے نمی برد تا جزا دہد تا خود را خود شناسد وچه مردی که گوید کارے
بطبیعت است حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا بیاید کار را ساخته
کند سر فراز یها فرو فتاده است آفتاب برآید فرو رود نماید وسر آید حقیقت
را چه معنی باشد هر چند همه با مهتاب نزدیک از نور وصفا دور هر چه از دور در
بجمال د بهار برآمده اگر خود را بدو دهم من خود نبود واگر از دمانم تا من من باشم
بود من با نابود خود در چه سود بود چراے نصرانی ایمان آورد واز خم نگذشت
همیران ادمان مستقیم مانده مادرش گفت چه کردی عیسی را رنجانیدی احمد
را خوش کردن نتوانستی مسکین را دو بند در پا آنکه چه کند امره بین القادرین

درین باشد کافر توان شد مشرک توان گشت احمد از همه تعلیم گرفت و همه را
تعلیم کرد پس همو آمد معاملات ایشان و قصص ایشان صحبت او باشد ۵ھم
لیثبت به فؤادک ازان حرکت کرد انا ارسلناک شاهدا
گواهم گشت علمنی ربی همین اسناد بود چون حقیقت بحقیقت
خویش فرو حقیقی باشد طی مکان و طی زمان و طی حروف در کلام دفتر
اثبات یابند در اتحاد و اتصاف امتزاج و اتصال صورت نبندد
شعورے مجردے فهے خالصے علمے خاصے آنرا اتحاد و اتصاف نام
نهند نمیدانم که ام تحقق بین اتصاف اتحاد در افترقه نهد تو گفته صفات
الله لیست عن ذات و هم طرفے از کلام در یچه سر برون کشید تو نمیدانی ۵ یز
این شین عشق فضرب بینهم بسور له باب باطنه فیه الرحمة و
ظاهره من قبله العذاب درین پرده عشق نهانی میبازد نمیدانی که
عشق بیهوده کاریست چون حق را بحقیقت بتوهم و تخیل عاشق و معشوق
عشق پیدا کنی نه آنکه بیهوده کارے باشد شنیده حکایت کرم پیله که
خود بر خود تند مثال عشق همین باشد بیت

چون کرم پیله عشق تنیدم بخویشتن — چون پرده راست گشت من اندر میان شدم

من بسیار گفتم بهر عبارتے و بهر معنی و هر چند که گفتم میان مقصود برا محتجب تر مستتر
تر دیدم یک پرده خواستم که از روئیش دور کنم گوئی صد قناع بر رخش افگندم.
خدا را خدائی هم با کشین عشق بود بعثت انبیا و دعوت ایشان انکار
و قبول حساب و عتاب و عذاب و همه را از چشمه کوه شین عشق سر برون کرده
است یونانی از سر حماقت و نادانی موجب بالذات گوید محتمل اکثر اہل
شرکت همبرین اند صانع گویند اما بدین صفت این صانعے نشد و نمایع

مانند وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۔ هباءً منثوراً
گشت چنین دانم شین عشق غمزہ زدنی نزا بدان ابصارے بودے
چشمک عارفان اہل نظر عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ فہمے شدے این
شین عشق روبہ بازیست شدید الروغان مع قرینہ لغت شیوہ
بازی اوست لا یتمکن احدٌ أن یؤتی من قبل ظہرہ ضرورت باشد
کار علی با علی علیین است کہ علم بتمامہ تحت قدم اوست چہ باشد اگر این
معنی نبود لولا قالت الناس فی حق عیسی ابن مریم لقلت فیک
شیئاً صابئی وقصیری را ہمیں غلط افتاد شہرے در وہمہ کوران خواستند
کہ پیل را احساس کنند عاقلے دست بر پایش نہاد گفت ستونے مانند
و آنکہ دست بگوش برد گفت بشکل ترسے و آنکہ خرطوم را القبضہ کشید گفت
عمود یست و آنکہ پشت را سود گفت تختے است عجب کارے نیست
پیل نہ این است و نہ غیر این پیل ہمین است و نہ این الانسان سری
وصل بلی اگر وصل پی محقق است بہشت کجا سر بر کرد ۔ دوزخ
از کدام سوراخ رو نمود سلام جبریل چہ معنی دارد و جبریل کدامے است
مسکین کلیب چہ نالیدہ است اِسْمِی کُلَیْب جِسْمِی مُجَدَّرٌ وَمُدَ
رسمی هذه فاقة این جبریل ومن المبار زاین ہمہ دلیر یہا کہ شیر
شین عشق است کہ او را اسد اللہ و اسد رسول اللہ نامند مسکین
نفس جنّی والنسی از حضرت عین عشق استراقے خواست کرد شہاب
شین عشق از قلعہ زرزدہ آن کوہ رفیع بر دوشش انداخت اگر گردن و
مہرہ اش شکستہ ہم کاریست مگر این گردن مہرہ شکستہ است کہ بدینہا شکنند
طرفہ دگر با اینہمہ دگر زدہ و اختلاف را نگذارد و ہر بار رہ و دگر شکستہ باز گرد

تا ہر خانۂ کودکے فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ بآواز بلند ندا برآرد
فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا چہ چہ مجاہ است باکیست این

غزل

مجنون چہ کس است کیست لیلی — گل چیست کجاست زخم خارے
خسرو کہ بود کدام فرہاد — شیرین بچہ گشت خوش گوارے
از چہ سبب اسب ہان گرفتار — یعقوب کہ بود رستگارے
از بہر چہ زن عزیز مصر است — از کردۂ یک غلام خوارے
خود چاکر بندۂ چرا شد — محمود کہ بود شہریارے
زین حال کسے خبر ندارد — جز بیخبرے شرابخوارے
در صافی مے نظارہ باشد — بین عکس جمال روئے یارے
بر لوح وجود نیست نقشے — جز نسخۂ صورت نگارے

شین عشق را دائم نام کردند لاد حامل ارواح جملہ احباب ساختند
از روح آدم پرسید کُنْتَ فِی الدُّنْیَا مَنْ اَحْبَبْتَ گفت خدا را
اگر این سخن صدقے داشت ابتلا با دانہ گندم چہ معنی دارد و از شرمندگی
این ابد الآباد آدم سر فرو افگندہ ماند نوح ہمین جواب داد گفت
اگر چنین بودہ است غم پسر خوردن از کدام رہ درآمد خلیل نیز ہم ازین
جنس قال و قیل شد موجب شرمندگی رغبت سارا بود او را نیز ابد الآباد
ہم ہمچنان بشرمساری می بایست ماند اقحام موسیٰ باستعانۂ ہارون
وخوف تکذیب فرعون اثبات یافت عیسیٰ را ہم ازین جنس
مکالمتے بود احیا و اماتتش بر چہرۂ دوستی او دو داغے سپید و سیہ
افتاد ہر آئینہ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ بہمہ

عجز وانکسار گفت محمدؐ که از همه دعوی دعاوی فرد واحد است
خوش مهره غلطانید خدا را دوستے باشد دوست دارم همه عمر رویش
یکبارے ببینم دیدی این افضل انبیا این سرور اصفیا این رہبر اولیاء و
رہنمای اتقیا کلامے بانتظارے تمامے نفعے خاصے و عامے دایم
راہدان الزامے و قابل را احترامے۔ امین الدین عاشق ترسا بچہ
شد آن شطحیات حکایت هم ازین بود۔ داود با اینهمہ واقف
اسرار محرم حضرت ہیچ از قدسی و لاہوتی و از ملکی و جبروتی نسبتے نداد تا
سلیمان می بایست زاد رسول اللہ باذن زید چه کرد گفتند
هوت نفسه ایاها این همه رنگ آمیزی شلین عشق است
بایزید می پرسیدے الی کم تسبیحی جواب گفت اذا کثر مکث
الماء تغیر سلطان العارفین گفت صر بحراً لا تتغیر فرمود
دریا چو نه شوند بدریا پیوند دریا باشد یحیی کم بود آنکه چه چه باشد
سگے فریاد میکند شبلی می گوید لبیک یارب لبیک یارب موذنے
بانگ نماز گوید حسین فرماید کذبت یا ملعون خوبروے شیوه نا کے
عشوه باز سر فرازے چشمکے زند هر طرف بهر لحظه هر کسے گمان برد گوید مرا وعده
کرده است سیکون کذا دیگرے گمان برد مرا گفت خموش دم
مزن دیگرے گوید من از ان تو تو از ان من و دیگرے در میان نگنجد
چهارمی میگوید مرا اشارت کرده مرا نظاره مکن رقیبان در تجسس اند
فعلی هذا با هر یکے کارے و بارے بیت
تا ظن نبری که هست این رشته دو تو   یک تو ست ز اصل و فرع بنگر تو نکو
مسئله توفیق و استطاعت شنیده که تحریک الخاتم فی الاصبع همین مثال است

ن جنید

ن خیالے

ن [illegible]

هفت فلک ہر یکے را گردشے دگر و ہر کوکبے را سیرے علاحدہ سرے
جدا گانہ یک کرہ یک بند ہر گردشے از طرفے مو صنعے دگر نظم

سبحان خالقی کہ صفاتش ز کبریا — در خاک عجز می فگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات — فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کے آلہ — دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

اما فاہا ثم اہا مسکین بایزید علیہ الرحمہ ماقدر والله حق قدرہ
شنید سر بر دیوار زد گفت میدانستی رہ بمعرفت تو مسدود است در
دل مسکینے چہ موجب طلب انداختی چہ گویم وما الله بظلام للعبید
آرے بایزید بگمان خود خود را طالب و او را مطلوب تصور کرد آرے
نقیضان لا یفترقان ولا یجتمعان مصراع

بر دوست مبارکم و بر دشمن ہم

دندانہائے شیں عشق بد ندانہائے کلید مانند کلیدے
کہ او را سہ دندانہا باشد ہر قفلے کہ او را سہ پردہ بود این سہ دندانہ
بران سہ پردہ شنید فتحیابی شود سہ پردہ را ملکوت جبروت لاہوت
عنایت کرد بنی الاسلام علی خمس برای این قفل کہ پنج پردہ داشت
کلیدے با پنج دندانہ می بایست کلمہ شہادت و صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ
و حج کشاد عبارت از چہ شد صوم اثر خود نمود و صلوٰۃ پردہ از جمال خود
کشود عثمانؓ در حجکمہ مشغول با تمام و امضا امور خلافت و امارت
بودہ است مؤذن فریاد برآورد الصلوٰۃ الصلوٰۃ عثمان بن عفانؓ
رضی اللہ عنہ بر آمد و مود لحن فی الصلوٰۃ مردچون بکمال رسد اختلاف
حالات صورت اتحاد در اکثار گیرد و با ہمہ آشتی سازد بیت

آنجا که منم خصم منم با کس نیست ‌‌‌ زیرا که همه یکیست کس با کس نیست

خطرهٔ دنیا موجب وضو آید و خطرهٔ آخرت موجب غسل کفارت باندازهٔ جرمست فانی یا باقی برابر نشود همنشین باقی با فانی بو فا نرسد شنیدهٔ نفس منفوفست محوقست در و نقش خالیست او را ایشان دان بیت

هیچ نه در کاسه و چندین مگس ‌‌‌ هیچ نه در محمل و چندین جرس

چه شور انگیزی است که شبلی دیوانه میکند میگوید أنا اقول و أنا أسمع وهل فی الدارین غیری اگر این صورت تحقیق است انا اقول و انا اسمع وهل فی الدارین غیری چه معنی دارد تو بانصاف اندیشه کن۔

شین عشق حدے کشیده است دائره کرده است ازان گذشت صورت ندارد دل را هفت طور گویند هر هفت را یک ره و یکجا بدان پیاز را چون دیدی اطوار دل را همچنین تصور کن آن ره و آنجا بدان تنگی و لطافت است جز یک چیز نگنجد نمیدانم شفقت در کدام زاویه قرار دارد که او جزو لا یتجزی است زاویه و مقر را با او چه نسبت یا گویم شفقت را جداگانه طبیعت باشد و آن جداگانه است و مسکن حب سویداء قلب است نکو سخنے است این حکایت ابراهیم ادهم که نام دوستی ما بازده که بار دگر بدوستی زن و فرزند مشغول شدی هم ازین قصه حکایت میکند و در طرق عشق اگر صد فرسنگ شین عشق در ورش نبوده طالب را احتیاج بمرشد نشدے نور پایزاد و قطب الاقطاب سید الاوتاد است در کرانهٔ نیل نشسته نظارهٔ آب و آبی میکرد ماهی دید بد و سر پرسیدش در دو کم سر چه گفت سه سر است و درین سه سر چه سر است آن قدر حیوان که در رود نیل باشند بدان عددے که هستند من امین

نج عمق

مطلب یعنی نورالدین ابرار

بچہ اکتساب شد۔ ذوالنون را شدید رحم اندامش من خوردم این اثر کرد۔
نورالدین پا یزاد خندنی زد بیچارہ این را اسرار میدگفت صلہ چہ گفت
محبت خدا۔ گفت عظیم درد در سینہ افزود و سخت طلبے از دل خاست
آنقدر اندوہ و غم رخ نمودہ باشد کہ بطریقہ قسمتے بما ہم رسد گفت این
قسمت آدمی رفت مگر تو غذائیش گردی گفت غذا گردم من نباشم آدمی
باشد مرا بادمن باشم و از ان برخورم دہن را دہانہ آبے ساخت در روہ
را گرد ابے عظیمے ماہی گرا یا برخی بحری از آب در شکم آورد ماہی در ان آب
جست جوی آشنائی میکرد ناگہانش گذر در امواج دل افتاد نورے
از انجا ساطع شد چشمہا با و داد مبتلا گشت و را با زبرو ذیل اد استکشاف
حالش کرد گفت دو چیز شد چشم جہان بین را بباد دادم بدرد دل
مبتلا شدم در غرقابی این دو بلا غرقم نماند تدبیرے جز آنکہ دست و پائے
بیہزنم و جانے میکنم فرمود مبارک باد بیت

کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ درد دل عطار را

گفت دعا کنیم چشم تو بینا شود دل تسلی گیرد گفت ایہا الشیخ صد ہزار
این چنین چشم فدا ے پرتو آن شعاع باد چشم بستہ ام خیالش بدل
گرفتہ جہان را نظر میکنم۔ چہ دانم ترا از ان شعورے ہست یا نہ اگر در رہ
عشق این جملہ شنیدن عشق نبودے شیطان را مساغ و مدخل در آمد
و برون شد نشدے خصم کمین گیرد بشیوہ و مکر غالب آید امّا در بر ہر کہ
تصحیف قبا کردند بر سر ہر کہ مقلوب کلاہ بنہادند شرف سلطنت درد
عشق بدو مسلّم شد شیطان را رہ نماند بادشاہے است حراس و حفاظ
انصار و اعوان جوانب و طوارف را گرفتہ اند دشمن را راہ در آمد نماندہ

است دست ایذائش کوتاه کرده اند پے عداوتش برید تند وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ۔

شین را سه دندانه است یکے در میانه میانه است وسط وست یکے نسبت باول دارد دوم بآخر دیدی وسط را چند مرتبه است جنید میگوید بایزید باہمہ علو مرتبت و رفعت شانے داشت اشارتش از حد ابتدا در نگذشت شبلی دیوانه بین بچه حد فرزانه است شعر

لو کان ابو یزید فی زماننا لاسلم علی ید صبیاننا

این ہمہ سرافرازی دندانه شین عشق است زہے دندانه شین عشق جہانے را خائیده است در کلا او ہیچ کسے بر نیامد ہمہ را فالتقمه الحوت ساخته و آنکه گوید یکے ماہم سر برآورده ایم دیگرے سرزنش کندلے کاشکے می بود بما نیست و نابود تا از تو ہمین سخن بر نیامدے که منم برآمده شنیده صنایع شمس تبریز و صنایع آن خدا انگیز جلال را از خانمان و از جان و جہان و از دین و دنیا و از کفر و ایمان و از جحیم و جنان یکبار بدر برد چنانچه که با ہم دو دم یکے گشته او را از روے پرده خود بخود در آمده ہر چه خوش آمد کند بہانه بر جلال نہاد و کمال جمال خود را در ان مظہر دران صورت پیدا تر و آشکارا تر نمود قصۀ آن بادشاہے که عاشق کنیزکے شد این بنده خدا شمس تبریز چه تدبیرے پر تزویرے کاز حکیمے و وزیرے نیامده است و نیاید کرد خضر ہر چه کرد بصدق کرد بصدق و اخلاص کرد لیکن شمس مامور تزویر شد مامور شد ولے نقش مزوّر آمد علیٰ وجود در خانه شہود با بود نابود آرامیده بود آنجا که کان اللّٰه ولم یکن معه شیٔ نغمه کُن درگوش وجود او رسید رقص کنان بر در میخانه عشق دوید قطره از ان چشید دعوی

ان ہم ہر ایں
ن دو قائع ملاز ہیں

أنا ولا غیری بقر یادبرآورد مجاز دو معنی احتمال کند یکے مجوز باشد مفعل
بمعنے جواز گذشتن دوم مجاز بمعنے جواز روا داشتن یعنے میان اسد و مرد دلاور
علاقہ تصور کردی دلاوری اورا اسد نام کردی از شکن عشق گذشت نیست
واگر گذرند بازگشت ہم بدان باشد ۔

شکن عشق حال مجاز و حقیقت نماینده بدایت و نہایت نشان دہنده
اول و آخر است از عشق شکایتے نیست از آنچہ شکایت او منافی شکر
افتد و انتفاء شکر اعدام مزید گردد لئن شکرتم لأزیدنکم بگوش دل
باید شنید حکما گویند ہر فلکے مقرر و حے بازگشت ہر یکے ہمبدان منہ بدء
والیہ یعود ہمین سفر باید حجت الاسلام گوید مرجع مرد غیر مبدا باید ورنہ
آمدن و رفتن عبث آید محمد حسینی گوید بازگشت ہمبدان خانہ کہ مسافرانہ
اینجا آمده بود ہما نجا شو دورا الورا چنانچہ امروز کسے در زاویہ حجره تکیہ
کرده وا ز وراے فضاء عرش در طیر و سیر است این مثال آن برہان آست
براے داختلاف آن سخنان است معقول بحق و قوع موصول شد تا فہمے باید
وما نفعنا الأرکعتان فی السحر از چہ چپ الدار ناہمواری راه شکن عشق
است ہر چند قدم استوار است مرد ہوشیار است با اینہمہ کثری و کوتہی
راه درکار است کہ محدث بالباطل با حجام نگر کہ خونے فاسدے
سیاہی در سینہ منجمد گشتہ استاد راه جیره دست ہر آینہ یک نشترے کہ
بران علت زد مریض شفا یافت آرے الشفاء فی شرطۃ الحجام نماز
گذارنده صحرا باشد سترہ پیش کند آرے از اطلاق تقیید ے بباید آمد
راه پر خار سنگ خاره و گرگ بسیار ہر آینہ وقفہ لابدی باشد دست زیر
سنگ و نداند شکن عشق آمده است دم زدن مجال نیست مظفر قریشی

میگوید ما نال الاکابر فی المفاوز والخلوات نلناه فی الصدور والمحافل هرچه گویند از تحصیل حاصل فرمایند شعور را وجدان نام کردند اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تکون او در علوی و سفلی چه مثال باشد کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ چراغے در شیشه بینه شیشه را در طاق بدار زجاجه مراد کما لها برنگ نور بر آمد صفا در صفا افزود کوزه روشن تر گشت آنکه چه شد چه آید همانکه نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ آید دل و روح و نفس لغو را الله در مشکوٰة دل طالع شد روح الله بدان مستفید و مستنیر بدان مثال آید یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ شعر

رق الزجاج ورقت الخمر ... فتشابها وتشاکل الامر
فکانما خمر ولا قدح ... فکانما قدح ولا خمر

کانما بیان مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ شد این همه تمثیلات و تخییلات توهمات و تحقیقات از بوزنه بازی شین عشق است فرید عطار مسکین هم ازین روزگار نزار زار پراگندگی نالد رباعی

از صفای مے و لطافت جام ... درهم آمیخت رنگ جام و مدام
همه جام است نیست گوئی مے ... همه مے هست نیست گوئی جام

کانما زجاجها و مزاجها اشیاء خارجة عن الاشیاء آه فعل بازگونه میباز د شیطان همین شیوه میکند بحق الحق از ره انصاف و صدق تا طے بحق الحق با پدآن صورتے که درین پرده مستتر و محتجب گشت بیچاره طالب مسکین متوسط مبتلا و گرفتار منتهی بچه تدبیر حیله این برقعه را از رو برافگند و یکدام شده وهنجار این مقنعه را از رخ برتوان کرد کرمانی حکیم چهره زرین بر رخ گرفت عیب بشری پوشید صورت

نور الٰہی ساخت نہ آنکہ این ہمان مثال است وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ
لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ این لولاشک بانفی امتزاج گرفتہ یکے را از
دیگرے جدا شدن متعسر شد البتہ ہدایت بمعرفت ذات با حاطت
وادراک میسر نیامد لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عدم الہام با وجود
ملہی تا وقتے چنین گاہے چنان ہر یکے را از دیگرے مزاحمتے نہ القید
قید الاسلام۔
شین عشق تحت بندے محکم شد در پائے رونده مثالش پرنده بود
بپا لیش ریسمانے دراز بستہ و بخیال آزادگے در فضا ہوا طیرانے کرد خود را
مرتبط و مربوط دید بانتہائے ریسمان رسید یک طیرانے دگر خواست میسرش
نیامد فرو نظارہ کرد پائے خود را چنانچہ بستہ دید ہمچنان یافت بضرورت
سر بہ بندگی نہاد سرافرازی از سرش فرود افتاد ہر چہ در سر بود افتاد و ہر چہ
بدست بود بینداخت خود را برہنہ از ہمہ چیز یافت ہیچ چیز با وے
نہ دید تشش نہ تحقیق نکرد أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ عبودیت فقر ذاتیت
احتیاج اصلی است نرفتہ است و نرود و نخواہد رفتن۔ لو تسأل
انت هل يقدر الرب ان يخرج العبد من عبوديته فلتقل
ان المحال الى الله لا يحال فمن شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ
فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَّبِّهِ بپیغامبر فرمود نوری يقذف فی القلب
نشانش چہ التجافی عن دار الغرور والانابة الى دار الخلود
والاستعداد للموت قبل نزوله شیخ ما استاد طائفہ نور را بیانے
فرمود کار بجائے رسید از ظہور ذات وصفات صمدیت اشارتے
فرمود اینہمہ گرفتاری خمگاہ شین عشق صمدیت انشاء اللہ رو بکمال

خود کشد چہ کنم وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ
وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا در گوش جان تو آوازے ہر چہ عفیف
تر و لطیف تر اند مید اشت و این ہم اضافت بشر و بشریت دارد اگر چنین
اتفاق افتد بشر و بشریت قدم بہ بادیۂ ہلاکت نہند ہر آئینہ خدا با خدا
سخن گوید و آنرا کہ تو گوئی مخاطبے تصور کنی بوہم و گمان خویش اور اشنائی
وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ
در شان او درست بنشیند سجادۂ ذوالاوتاد در جامع کوفہ بگوشہ
مسجد نماز میکرد شقی از مسجد طرفے افتاد بود در کوفہ کسے کہ از ان خبر نیافت
اما ذوالاوتاد در قدم خویش از ان افتاد درست تر ایستاد ۔
وسط دندانۂ ثقیل عشق گران تیغے است ہر کہ بران تکیہ بست از
زللے و خللے اور اخطائے و غلطے نیفتد اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
دو نور را یکے ساخت گفت ہر دو را یک مثال تصور کن كَمِشْكٰوةٍ
فِيْهَا مِصْبَاحٌ نفس ارض باشد کہ بدو نسبت تام تر بر دو سموات
لطف و لطافت علو ایشان ہم از ین حکایت میکند و نور ہر دو جا یک
مثال یعنے ترا در خاطر چہ می آید عورتے کہ ذوالنون مصری را در تیہ
بنی اسرائیل دو چہار کرد گفت یکے گوی با من چہ باشد این دنواز
کجا بکجا عورتے گوید از مردی کہ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ الی
من رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کیست
این عورت ممثل قدوسی تشکل سبوحی است کسے را گمان میرفت
جبرئیل بر صورت دحیہ کلبی است یا جبرئیل از صورت خود گشتہ
بصورت دحیہ کلبی شدہ جبرئیل چنانچہ بود ہمچنان بصورت خود است

وحیہ کلی بصورت خود ہم چنان اما این نمائشہا شئین عشق است
واللہ علیمٌ حکیمٌ القابضُ الباسطُ نماید اطلاع ندہد یعنی را
رمزے گوید صورت بنماید بسط کند حقیقت ندہد قبض کند بسط کند
قبض او در بسط او باشد بسط او در قبض او بود یَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اعتبارات مختلف گہے معنی ابتداء اجمال خود می نماید
گہی سر آنہا رمزے میکشد شئین عشق ہر عبارتے کہ میخواہد خود را از پردۂ
غیب امید کشادے کند لاقابلست نمی بینی از صفحہ وجود عشق
چون سر بر آوردہ وچگونہ خود نمائی میکند مصراع
عبارا تنا شتّٰی وحسنک واحد
و ہر روندہ نشانے دگر میدہد و ہر گویندہ بیانے دگر میکند و ہر بینندہ
صورت دگری بیند فیأتیہم اللہ بصورتہ الّتی یعرفونہا
جز این معنے دگر چہ احتمال دارد دو وا ازدہ چشمہ از یک سنگے روان
شود ہر سبطے آب خود را شناسد قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَہُمْ
چہ شناختست این فرعون اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی گوید دیوانہ مردمان
یکدیگر چشمکے زنند کہ نگرید کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی چہ غمزہ میزند و چہ اشارت
می نماید این قدر باید دانست ہیچ یکے من و تو دست دیگرے خالی
از سرے بیرون از مصلحتے و غرضے نباشد بیچارہ فرعون ای مولانا
ففتیہ گوش این طرف دار انّ اللہ خالقُ افعالِ العباد کما ھو خالق
لاعیانہم ۔ ھذا مذھب ابی حنیفۃ واعوانہم فقول
فرعون اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ما خلقہ الّا الرّب تعالٰی الیس ھو
ادّعی الربوبیّۃ بنفسہ الی نفسہ خلق موسیٰ وارسل

الیہ بتلک الآیات الکبریٰ ففعل بینهما ما فعل ممّا ارادو شلہ
ایشوانت مافی بیاننا ھذا ای فقیہ تبنیہ شو بر مذہب تو سخن صریح گفتم
صاحب القمیصین لایجد حلاوۃ الایمان آنکہ او در میان دو
دندانہ شین عشق فرو افتادہ است او را حلاوت ایمان چہ قسمت آنراکہ
اوی دمنی برابر شد او را با ایمان چہ کار و رب دمن اللہ الی اللہ وانتھیٰ
عقل العقلاء الی الحیرۃ والحیرۃ ای شیئ فیما ھو الحیرۃ سخن شنیدن
نمیکنیم شفقت خلق خدا دامن گیر وقت ما میشود طفلک بکر وزہ را حلوا در زیان
دادن زہر قاتل باشد و ہم نتوان از خود یکسے نشان دادن صفت مذموم
است در کل امور الا فی حق المحبوب بذل آنجا مذموم باشد و این کہ
درویشان نشانے گفتن خصوصیت خود را البتہ در پردہ صنعت در نقاب
غیرت محتجب مستتر داشتہ اند البتہ البتہ این ہمہ دو بینہما این خود نمائیہا از
مآثر و مناقب شین عشق باشد مرد در رہ افتادہ است از طرفے گم گشتہ
است صورت کار بخلوصیت و ثمرہ نمی شود حیران و حرمان بودن ضرورت
وقت شنیدہ اخر ما یخرج من رؤس الصدیقین حب الجاہ
اینچہ بزرگی در سر افتاد آنکہ چہ شد قطب الاقطاب گشتی ہنوز از دائرہ ننگ و
نام قدم برون ننہادی در بادیہ کمین کم گم نگشتی افسوس ای ابراہیم خواص
ضیعت عمرک فی عمران الباطن فاین الفناء فی اللہ حسین منصور
رضی اللہ عنہ انزھک عما یوحدک الموحدون الکنون بایزید را باید
از سر سبحانی ما اعظم شانی توبہ و استغفارے ایمانے و از سر کار
این شین عشق است بسیار کسان لغزیدہ اند زمین او لخشان است
کمی و گمرہی در میان است خار بسیار پیدا و پنہان است تو ہشیار باش

اینجا خطر ایمان است۔ المخلصین علی خطر عظیم بیان این جہان
است یعنی راوزن کنی حرفے و حرکتے و سکنتے بطرحے یا زیادتے موزون و
ناموزون خوانی میزان چوبے نہادہ اند تا ازان چہ زر کو وزیر چیدکو نقصان نا نقرہ
فرماید مر وارید نام دو پلہ در ہر دو گوشہ آن چوب این پلہ را نیز بروزن فرو آر
چوب شمار کذلک شگافت ریسمان در ہر دو پلہ بہر گوشہ چوب آویختہ بین
این میزان اعمال چنانچہ در میزان عروض نقصان و زیادت بیان شد
فکذلک درین میزان ہرچہ تر اللہ فی اللہ است زان تو ہمانست ترا ازان
خبر انشاء اللہ شود اگر بر کوہ شین عشق برآمدہ باشی و تمام کار را در زیر پا
کردہ باواز ہرچہ بلند تر و فصیح تر خوانی شعر

وکم من جبال قد علا شرفاتھا ذو الجہل جہل بزالو والجبال جبال

ہمین آفتاب است ہر روز بصورتے دیگر می نماید ہر روز برنگ دیگر بر می آید
النفقر سواد الوجہ فی الدارین کرا روشن نشدہ است والشفع و
الوتر رہ کار او را بر بستہ است تا آنجا کہ سیر مسلک بود بسیر قدم خود بدست
آورد پیشتر رہ نیست ہر آینہ و تر ماند باز گشتن را ہمت نگذارد بیشتر رہ
نہ ہر آینہ متردد بین قادرین ماند مصراع

از طرفے تو بیکشی و از طرفے سلاسلم

گہے رہ بعین عشق میبرد و زمانے بقاف اگرچہ خیر الامور
اوسطھا اما کار بیک رویہ نیست طرفین بحفاظ ضروریست فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی من سیدالکم ہمہ اعضا بچیزے پوشیدہ در پا ہم چیزے
پوشیدہ ہمہ را ابیر کنند کہ ادب است و این را بدر کنند کہ بے ادبیست نعلین
را عنایت از ھمک علی غمک و زوجک دار ند نعلی ہذا دنیاک و آخرتک

هم درست آید وکذلک اوی ومنی هم این معنی دارد دع نفسک و تعال
نه آنکه شرطی محالی هست **بیت**

مرا گوئی بیا زمن ولی بگذار خود خود را | اطاعت اهم کردن ولی شرطی محالی است

زرنی غبا تزدد حبا حجابی اهم اعتباری وکاری شد گذاری دیگری
آئی و روی بیهوشی وکشائی این همه از عالم خودنمائی است ذوق وشوق
رد وقبول حجاب وصول هم ازین فضول شمار ابراهیم خواص یکی از مسترشدان
یوسف حسین شبی خدا در خواب با وی گفت که یوسف حسین
را بگو رنج زیادت مبر تو مردود حضرتی ابراهیم دلیری نتوانست کرد شب
دویم همان دید باز گستاخی نتوانست کرد سیوم بار همچنین گفت بگو ورنه
ترا باوی در یک سلک کشیم از گفتار چاره ندید بدین عزم در مسجد یوسف آمد
فلما دخل یوسف فرمود چیزی یاد داری بخوان خواص بیتی عجمی
خواند وقت بر یوسف غالب کرد تا کار بجای کشید گریه از آب گذشت
بخون رسید پس آنکه بخود آمد گفت ابراهیم یکی باز نشسته ام از حال
مختلف آیات کتاب الله قرآن خواندند هیچ ازین آثار بر صفت
اظهار پیدا نیامد تو بیتی عجمی خواندی دیدی که به ما چه کرد اکنون هر خلق
گوید که یوسف زندیق و اباحتی و ملحد است و رسید خدا گوید مردود
حضرت ماست ابراهیم را اعتقاد فاسد شد از ملالت بادیه گرفت
حضرت باری با وی گفت نه بشمار سوء اعتقاد را بر یوسف راه ندارد
که زخم خورده غیرت است کیرا غیرت است این بیدرائی مجنون
از لیلی هجرن وصالی کند خوشتر از شرا الغراب و رب الارباب
این الماء والطین من حصل بیشار ما الفاضل فمنزلت باره

باشد عزت او آن تقاضا کرد هر رہے و فرجے و ہر درے و ہر دریچہ محکم کردہ اند ہر آینہ شیطان بر معتزلی وسوسہ کند سوگند عزت را در میان نہد کلام رہ تسویل ضلال گرفتہ است خبر از زور را الورا دمید بہ معتزلی مسکین چکنند کہ انکار نکند فبعزتک با مصاحبت باشد ہم بفیض قہر تو موید و مستدام کسے را راہ ندہم و دیگر یرا مانع باشم ہمین عزت او بود کہ ابلیس را مانع سجود آمد در ظاہر گفت اسجد لادم نہانہ فرمود لا تسجد لغیری می بینی بر آب روان معانی نویسد از حیہ کہ بر تابہ است قرار و آرام مجوید آب از غرقاب آرد کف پا را از تر شدن نگاہ دارد رب ارنی کیف تحیی الموتی او کیفیت احیا طلبید شہود وقوع نماید او لم تؤمن گفتن چہ حاجت بود بلی و نعم چہ معنی داشت کونی بردا و سلاما علی ہذا حرارت نار الطبیعت نباشد فبعزتک بای قسم باشد این با قسم محبت نشان دہد معشوق بر عاشق غضبی و تعزری نماید موجب یکے و سبب کسے او گوید بجان سر تو بعزت وجلال تو و بجمال تو و بہاء تو و بعزت و عظمت تو اگر از من نقابہ بر رخ کشی ہر گز نخواہم کہ جز من ترا دیگرے بیند مرا در دل ندہ است یعنی انہ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ اسلام این کہ جز ترا نخواہم و دیگر یرا بوجہ من الوجوہ روا ندارم کہ بوہمے و خیالے روے ترا بیند ۔

دندانہ شین عشق دیدی چہ خسارہ ابلیس را گزید تا کارش بحرمان کشید آہ ہمون می سوزد ہمین می سازد و اکنون بدان آتش آتش نیست آب آب نہ ایشان ہمہ بر باد ہوا ہباءً منثوراً انداے ذرہ خیالے بیش

نیست آفتاب راہبران قیاس نہ بجان سر خود یک کارے کن یا رکے چشم
بند آن خویلاتے کہ در نظر تو آید ای یار عزیز من او را نامے بنہ مخلوق گوئی یا
غیر مخلوق معدومست یا موجود نہ موست یا محمود دیوانہ وجودی را شہود
باید و آن در واقع وجود نیست کہ لاقابل شہود است آنگہ تو چہ میگوئی از
وجودات را کہ آفرید ہمان خلل او موجود او شد یا رب تعالیٰ اے نادان
نکو اندیشہ کن کہ من چہ میگویم با تو من بسیار پردہا از روے حقیقت کار بر
گرفتہ ام اما ترا دیدہ روشن تر و راست بین باشد شمس تبریز عاشق
ترسا بچہ شود و خود را امین الدین نام نہد تا چند بلا و فتنہ شود و غوغا در میان
نہد شمس تبریز کہ بود شیخ الغیب کرا گویند خضر کرا نامند مرد غیب کجا است
ابدال چہ کار دارند او تاد در کدام ریسمان بر بستہ اند قطب الاقطاب در کدام
کوک بر رو افتادہ است آنگہ خدا چہ محمدؐ کہ و من و تو کجا لاحول و لا قوۃ
الا باللہ. بس اقطع لسانك واقصر بیانك وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ
وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ. لولا این چوب و شاخہ
را میدانی لولا چہ میگفت اگر نکتی زہے و اگر یکی تہی یکے گوید لولا منصوب
وھم بہا است دیگرے گوید بر مجموع تعلق میکند معنی فرماید ھمت بہ
وھم بہا او خواست ہوس خویش را با تمام رساند یوسف ہم برین
اتفاق رفت تمام اہتمام ہر دو میسر استے اگر یوسف برہان رب تعالیٰ
ندیدے مردمان چنین گویند افضاح بر شرط افضاح آن در کار برین قدم   ن بود
شست و ہر یکے دست بکشاد گرہ شرعی کشادہ کردہ شد کہ عقد شکست
منعقد شود برہان اللہ دستگیر حالت لغزش قدم ہر چہ استوار تر و مستقیم
تر گردد القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمٰن یقلبہا کیف یشاء   ن سرید

در دل زلیخا این ہمّ را که متهم کرد یوسف را از قدم سلامت در تزلزل و خلل
که انداخت ہر دو را ہم شیطانے که ملقی کردشین عشق بود شین عشق بصورتے
ہرچه زیباتر و ملیح یوسف را در دل زلیخا آراست و زلیخا را با ہمه زیب و فریب
با ہمه فراز و نشیب بر یوسف که انداخت صغار و کبار الی یوم ینفخ
فی الصّور در مسجد و بازار ہر یک باواز ہرچه بلندتر و لطیف تر ندا دہند
وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا فضیحت دگر صاحب را اطلاع میدہند
کو وکے را قاضی الاحکام کرده اند بحق الحق و حق الصدق این شین عشق
بصورت پرداخت یکے را یوسف نامہید دوم را زلیخا سیوم را عزیز
مصر گشت دگرچه باخت ہمه با ہمه در ہمه خود خود را باعزاز و اکرام کرد
و خود خود را فضیحت ساخته ای شین عشق نیست دیگرے که
دندانہاے تو بشکند قدم ترا پے پر دست ترا مقطوع الیدین سازد
اے شین عشق بحرمت تو و بعزت تو اگر قدرتے و مکنتے بدست
من بودے ہم چنین کردمے اما چه کنم من درمیان نه ام و کسے دگر ہم
نه خود با خود بازی و با دیگرے نه پردازی موسی را با نواع بلیات
مبتلا ساخت ہوا مغیم و مظلم باد سرد و سخت بادیه مواحش گوسفندان
از دست رمیده تخفه دگر صفورا دختر شعیب حرم موسی را درد شکم وضع حمل
استقبال کرد شب تاریک گوسپندان رمید باد سخت سرد صفورا را قریب
وضع حمل موسی متحیر گوسپندان از دست رفته ره گم کرده زن بدرد زه گرفتار
شده درین بلا افتاد چکند کجا رود چه حیلها سازد فجاءةً بغتةً آتشے مشاہده
کرد بضرورت تا آنجا می بایست رفت انواع اعراض را بکفایت میباید
رسانید خسے و خاشاکے جمع میکند پرکاله آتش درمیان می نہد بمدد لقمه

(حاشیہ:) لا نفخ · نفخ

بیخواہد آتش را افروزے شود گرمی احساس نمیشود آتش در نمیگیرد و موسیٰ
در حیرت ماند کہ چہ کند این آتش سوزندہ نیست این سازندہ است بہار بیا
تعلق و تردد تا مل و تفکر اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا بجان جان و جان
جانان اشارتے بہ بشارتے می شود عصا مار شدہ مار بازمیان پا چوب
در آمد موسیٰ تو خود را خود بدانی آتش را آتش نہ بینی مار را چوب کشتی چوب
را عین مار بینی نہ آنکہ این ہمہ یکبار خلاف کار و ضد روزگار تو اند چند
مثال و چند نظیر و چند مقال و چند بیان خطیر بر ہر صغیر و کبیر درمیان
نہیم ہست کسے کہ این را فہم بر و جاء موسیٰ بلا موسیٰ و لم یبق
شيء من موسیٰ لموسیٰ اگر موسے بلا موسیٰ است جا موسیٰ چہ معنی
دارد فہم میکنی کہ این مغالطہ است این سہ دندانہ شین عشق یکے
موسیٰ شد دویم محی شد سویم موسیٰ بلا موسیٰ اے شین عشق اگر سہ
چیز ستی قابلے والایقے و فاعلے ترا وجود نبودے لو ھلکت ھذہ
العصابۃ لم تعبد فی الارض این بازیگری کہ تو در بازار حقیقت
کشادہ می بازی اگر در پیچے بازی دگر کہ مطلوب نشت وَمَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ازان حکایت میکنند در صحرائے کائنات
وجود این وجودات محو صفات و ذات باشد شنیدہ قصہ سامری چہ
سحر افسانہ است صورتے منحرف راسنگے را کہ سنگے ندارد در نظر کردن
مرد سبکتر از خاکسترے غبارے باشد در کشمکش انداز د آن جامد حامد شود
و آن صامت ناطق گردد آن گوید کہ و مع تجمل سماوات و ارضین و ما
فیہما نباشد شنیدی کہ آن ساحر چہ عذر خواہی کرد فَقَبَضْتُ قَبْضَةً
مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا آنکہ او جبرئیل بود آنکہ این نشان آن

ن دارد

ن بی

سبب نبود این خاک آن خاک نیست۔

بیت

بر نقش خود است فتنۂ نقاش　　کس نیست درین میان تو خوش باش

خصوصاً تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا احد و ثنا دگر چہ تُوبُوا اِلٰی بَارِئِکُمۡ فَاقۡتُلُوا اَنۡفُسَکُمۡ اکنون اینجا آید خود آنجا بازدو آخر بدینہا پرداز د مرد محقق را ذبولے دنحو ملے
ملازم حال اوست این ہمہ قیل و قال از درماندگی وقت است اشکال
اسرار خالق ذوالجلال از حد وہم و خیال بدیل ذہول و انتقار القصال
کردہ است عجیب این است موسی با ہارون درچند اضافت فعل بد و
کند مگر این چنین بود در حال جمع الجمع مقام استوار دارد چنانچہ
شین عشق و قتے آتش شود گہے عصا گردد زمانے موسی باشد ساعتے
فرعون و فرعونی کند ای یار عزیز وقت مباحثہ سحرہ دیدہ قصہ موسیٰ
علیہ السلام و فرعون و سحرہ شنوچہ نرد و شطرنج بازی بود موسیٰ از ہمہ
پیادہ رخ بہیچ شہودے وجودے نکردہ عصا کہ تکیہ روزگار بود آن
نیز زدست انداختہ اسپ سوار بر بساط وحدانیت با ہمہ مہرہ بازی
ایستادہ نگر کہ آن سلطان ملک الرقاب را چون شہ مات کرد کدام
پیل بدین زور و بدین قوت ایستد نہ آنکہ آن موسی است باللہ
ستادہ وست باللہ گفتار اوست باللہ دیدار اوست باللہ
رفتار اوست باللہ موسی در میان نیست ہیہات ہیہات ؎

صیاد ہمو صید ہمو دانہ ہمو　　ساقی ہمو مے حریف پیمانہ ہمو

شیخ امام احمد غزالی در سوانح کہ دست مونہ ہر روندہ و رسیدہ است
و ایم اللہ خوش عشقبازی کہ دران مختصر او باختہ است میگوید تیغ او

ن ملک

صمصام او نیام او صید او دام او کلام او ہم برین کہ گفتیم باشرحے درستے کردہ است ۔ مجنون را پرسیدند اگر تو در بستر لیلے باشی و لیلے بمراد تو نبود چہ کنی تا کار بجاے رسید بوسے و خیالے بسندہ شد معلوم شد ہمہ خیال در خیال است تعبیر و تفسیر بلا تعبیر است تقدیر گذاشتہ تدبیر دامن ہمیگیر در ہر دو الف دال خواندہ اند اجتماع بینہما چونہ طلیسر آید معلم ازل تعلیمش داد لَقَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ اگر فتنہ از تو بود اسناد اضلال بسامری چہ تناسب کرد در باغے ہیرم بیا یداو بجستے من عشق را دیدم ہر سہ عضو را بریدہ برسم شرط کار آہ کند حرکتے استادہ این ہنر برین دیدہ یا من دو چہار خور دو خندنی زد کہ مردگان زندہ شوند چشمکے نمود کہ اہل دل لفتنہ افتند گفت زاہدے عابدے حضورے ناصحے نصوحے این دم بدام من افتاد بجان تو سر تو کہ پر و بال زہدش را بریدم بال عقلش را کندیدم پر و بال گستہ فرو افگندیدم یکے فاسقے بدبختے مدمنے لوطے کردہ ہیں دم بیرون آوردم او کسے بود کہ خاک پایش را خلق بہ تبرک خواستند در دیدہ بجاے سرمہ کشند کارش بجاے رسید بہر کوچہ و بازارے کہ گذرد مردمان اراذل و اسافل سنگسارش کنند خود را مشاب و بنگر دو متعصب دین دانند اینک شین عشق اگر برآید ہمان کند کہ با موسی و فرعون کرد ہمان بازد کہ با سامری و گاو باخت و اگر فرو زند چہ گفتمت بدین کشد ۔

شین عشق ردا کبریا را بردوش گرفتہ است ازار عظمت را بر خود پیچیدہ است قمیص حرمت را گرد خود کردہ است چنیں دائم بر سران نقابے و چادرے برہنہ پیدا است ہر چہ بخواہد بکند اگر مراد

ترا ان بنمود کہ شے مستحسنے است خدا توفیق داد خدا اکرم کرد شکر مر خدای
را و اگر بصورتے دیگر پیدا شد شیطان چنین کرد ابلیس ره زد اِنَّ النَّفْسَ
لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ شد رسول اللہ ماریہ را احرام کرد کفارت سوگند بر
واجب نشد زیرا چہ ابتدا از ضیمت تو چہ بنود ذمہ کجا تو اندیشہ بار او ی
الجمال بہ پشت گیرد بسیار بارے چند سے بران بر شنیند بدان ماند حَتّٰی
يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ہمین شاعر گفتہ است بیت
ولو كان ما بي من هوى وصبابة　　على جمل لم يبق في النار كافر
ن صبابة
آرے زیرا چہ محالیست بتقدیر محال گلخن تابے مبتلا جمال بادشاہے اتفاق
حمام آن سوختہ گلخن تاب ہم بر سر رہ گذر بادشاہ بود ہر بار کہ او با جمال
و جلالت خویش گذشتے گلخن تاب یک نظرے آنکہ ضررے بمنظور رسد
برخورداری گرفتے بادشاہ را از ان ابتلا خبر دادند غیرتش فرمود
سیاست باید شورت با وزیر پیوست وزیر زیرک بود گفت کار او
باختیار او نیست و ترا در ان مضرتے نہ اگر بادشاہ را گذارے باشد
در عظمت و بہا و جلال او زیان ندارد و از نور آفتاب اگر کسے فیض روشنی
گیرد آفتاب را چہ زیان دہ بادشاہ از غیرت بعدلت رخ آورد
روزے چنین اتفاق افتاد بادشاہ را در ان کو گذرے شد گلخن
تاب بجائے بدر رفتہ بجائے گرفتار ماند بادشاہ برسم قدیم کرشمہ ناز را
با حسن پیوند داد این شیوه را نظارۀ عاشق می بایست تیر بہدف
نیافت خالی رفت فسردگی در بشرۀ بادشاہ ظاہر شده بود وزیر
ن رخساره
بشرط خدمت رفتہ رفتہ بر زمین [illegible] سوده گفت بادشاہ را گلہ ئی
باید و از سود او ترا [illegible] در کدام اشکال در کدام

آداب در کدام احتساب گرفتار مبتلا باد هوای بیهوده کاری آنکه اگر به تثلیث مبارک آمد چه شد و اگر تربیع شود آنکه فلکیان توکیستی و کجایی در چه مولانا حکیم زیارت خانه کعبه آمد فتوحش این بود زمین را مساحت بیهوده چشمی را اسنگ شده را اینک جز اینک ثواب در ره کعبه بوادی مهالک بسیار گفته از این چه بدتر باشد و سخت تر زیان کار تر باشد سیری و سلوکی کنند هم به آفات و هوای نفس مبتلا گردند ای مرد نادان سگ را ای رای این فریب مکن تا ترا خورد اسپ را مپرور که ترا بر زمین زند فرمان بر این جمله است آب از سیاه غرقاب آرد و کف پارا اثر شدن نه ای بدنی شسته باش و در هنری از همه پیشتر رس ۔

اگر شین عشق نبودی ظلمی و فسادی کفری و عنادی مثل خاری و خسی زستی اگر شین عشق نبودی مهری و شفقتی و رحمی و رحمتی یاری و دلداری نبودی بهشت و دوزخ صراط و صراط گفته آمد ام ن انبیا دارد انبیا همه در ره شین عشق رسته اند خلق آدم علی صورته همین نقش شین عشق است رأیت ربی فی صورت امرد شاب قطط همین معنی را اثبات کرده است اگر این امرد شاب لاحول ولا قوة الا بالله سخن میخواستم نشست نازک بود خدا منع کرد چو در گفتار منع خالق اعیان و آثار آمد ۔

ن نظم اکنون زبان از بیان دندانهای شین عشق از رشحم کرسیست ن

فصاحی نوشته وانی قلم انجار سید رسیده شکست

اللّٰهم وفقنا بیان اسرار عشق و حقیقتها و ماهیتها

وھذا ابتدھا ونھایتھا خارجا عن لغت الافکار بارزاً بوصف الاظھار۔

ق

قاف عنایت از و قوت ہم کنند و آن عبارت از قیف باشد قاف قربت بود قاف قیامت قاف قربت من اللہ قاف قلہ قاف قشر قاف قارون قاف قاب قوسین باید دانست ابتدائے و توسطے و انتہائے کہ ما گفتیم نہ نسبت عشق است او منزہ از اول و آخر و از دوام است و آن صورت کہ عجب است محسن متوہمہ رو نماید آن تصویر است نہ شئے بحقیقت موجود اینہمہ از طرف ما است اخفیٰ من دبیب النمل ہم ازین رہ نشان دادہ است قربۃ من اللہ باشد شعر

الغائب ماسواہ والحاضر ھو   القائل والسامع والباصر ھو

الاول والدائم والآخر ھو   العالم بالباطن والظاہر ھو

مرجع ھو ذات باشد و اصل ھو نقطہ بود کہ او را موہومہ گویند تجزیہ و تقسیم احتمال نکند جہات را رہ گذر نبود لیکن مصراع

عشق گوید ہست راہے رفتہ ام من بارہا

آن عاشق کہ ما عنایت کردہ ایم این عشق آن است کہ نے بہار اسے و از قطرہ بدریائے نسبت برند قربۃ من اللہ بعبارت و صورت حکایت از شرکت کند چون خود را و مارا با وے قربت دہی ہر آینہ مشرکے باشی عشق آتشے است ہمہ را بسوزد خود تنہا خود خود ماند کار بجائے کشد از حقیقتش این استعارت کند اکل البعض بعضاً بیت

قلندر را نوازشہا خدای را گدازشہا ‌‌ ‌ خدا اندر قلندر دان قلندر را خدا خود بین

وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ۔ دکعتان فی السّحر چہ سود کند دیوانہ ہوی عاشقانہ بر می کند با یکے زاہدے کہنہ دیرینہ در زہد و تقوی افسانہ می کند میگفت ای فلانی ہمہ تو بدین ندہم متشابہات بسیار است اما فاحشا منکرات از حد شمار بیرون وبے انحصار است اندک بردرد کمر باشد لذۃ بسیار این اہتمام وبرائے چہ این تعلیم است وبرائے چیست این گفتار حتی تسہد وتغتسل بیان حقیقت می شود واہ واہ جملہ حیوانات آبی ہم از آب رستہ اند خوک با ہمہ کہ در آب و آبی است اما از تشنگی در فریاد و بیتابی است۔

مرا در خاطر می آمد کہ ترا گمان خواہد رفت کہ میان شین عشق وقاف چہ تفاوت است آنقدر تفاوت باشد کہ ادراک باصرہ عاجز بود بلکہ بصیرت اگر در بیان شروع کنیم اکنون وقت را درین گفتار چند ضایع خواہیم کرد درونده وراء الوراء بقدر سمع وہمت بپر ہمت طیرانے کرد پروبال گسستہ افتادہ ماندہا و بہ ہویت قرارگہ کسے نیست فضاء الوہیت مستقر جائے نیست دلش بجان بجوف شد صورتے درمیان آمد بازگشت را رہنمونی کرد اے موسی عشق از صفور آموز بسیاران خواستہ اند مگر مقادمتے میسر آید این خواست جز از غفلت و نادانی نبود بیت

حریفی میکنم با ہفت دریا ‌‌ ‌ اگرچہ تر در یک شبنم ندارم
چگونہ ہم نمی این شبنم بجائے ‌‌ ‌ نہم ہم اندر یاد و کم ندارم

این نم او را با وے چہ مقاومت فمن الامام ومن المؤتم انا للّٰہ و

ن ابیہ

إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مرجع همه است اما چه دانم کرا مقر و کرا محض عجائب
گوید وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ فرماید وَأَنْتُمْ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ نه دست
آویزند پاے گریز یقدم رجلاً ویؤخر اخری تو تنها دومی را دیدن
نتوانی دگر این چه شیوه است توهم بوجود خود بشهود خود با بود و آسود خود
بوجود خود آسوده نباشی آسمان و زمین چه عرش و کرسی چه ساختی دنیا
و آخرت کجا آمد بهشت و دوزخ چه شد جبرئیل و میکائیل کجا پیدا آمدند
چنین می بینم از کوزهٔ عشق شررے برزند همه را بیکبار سوزد جز نقطهٔ موهوم
جز وهم و خیال نتوان برد باقی ماند الاعجب الذنب از ان فیض گرفته
است عشق یک حرف اول عین است نقطه ندارد و شین وسط است
سه و ندا نه دارد و قاف آخر دو نقطه عین حکایت از چه کرد انتهای و یگانگی
ن زق از طرف صفات تجلی از وحدت صرف و از توحد خالص و اتحاد خاصه
خبر کرد هر چه بران افتاد عین غین شد پس آنخواه تثلیث کن خواه تثنیه کار
از یکے بدو سه آمد مسیح و ترسا جهود و نصرانی همه زین سه و یزدان دو اسیر اند
از عین عیان فرو افتادند چون میان احمد و احد میم فارق شد قاب
قوسین خطے که در میان تصویر شد انتفا آن بیسر نیامد هر آینه در انتها
ن خط از دوی چاره نمانده گفته بودم خط اگرچه طرح افتاد اما اثرش باقی ماند عجب
کرد عشق را سه حرفی کردی بینی نقطه که او در وهم و خیال در نیاید او بجهتے
و سمتے شود و هیأتے و صورتے سازد و چشمه و گرده کند حرکتے و قوتے پیدا
آرد هر آینه خود نمائی کرد حرکت را با شباع گفتمت و اوی پیدا آمد اکنون چه
شد جز و اسے دگر نباشد از ین صورت تقلبے دگر باخت بران صفت
باخت که هود باخت براهمن سیاه راهبے تناسخ گویند این حرف کجا آمد کجا

لفظ عشق کجا هو هو گوی صورت انسان گذاشت شیرے شد پیدا آمد عین با ها برابر شد شین با واو نسبت برادری کردند قاف با شین یکے شد با او آمیزشے نمودند این تحقیق میدانم این بیان از فهم تو بسیارے دور است انتهاء کار است آخر سر رشته بر بسته است **بیت**

تا ظن نبری که هست این رشته دو تو   یکتوست ز اصل و فرع بنگر تو نکو

دو تو چه باشد یعنی رشته دوم با او منضم نیست دو تو چه باشد یعنی راست است کثرے و خمے ندارد جمله عشق همان شین عشق بود که گفتیم امّا اینجا راستی است که از کثری بدر برون دشواری دارد و رائے چیزے بفهم نزدیک شود نتوان گفت که عیان است که نه عیان و بیان است و رای ورا برون است هنا خرسٌ وطمسٌ ودمسٌ وفناءٌ ومحوٌ ونفیٌ وعدمٌ فعلیك بالکون علی مقتضی ذلك الحال یتیسّر لکلّ احد بل یقرب بالاستحالة یوسف پیغامبر پس هفته یکبار علی العموم تجلّی کردے و عامه از وے حظّے میگرفت تا یک هفته احتیاج بغذاے نبود وجه آن ایام قحط بوده است یوسف و این جمال لا حول ولا قوة الا بالله از کجا فیض او چگویم او بدو ظهورے و تجلّی نمود هر آینه موجب خوشی و سیری بود در برنج و گندم خاصیت شبع که نهاد فقسّوا علیه ایها الأفعال چنین دانم که این بیان مارا کلامے که با شین عشق در صحرا ظهور آورده ام ترا تساوی نماید من با تو میگویم نیست تساوی امّا خدا ترا فهمے بخشد هنالك الولایة لله **بیت**

در پرده دل همیزن در پرده همی گوے   کین پرده چه پرده است درین پرده چه راز ست

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ نه اینچنین است این سخن وقتے

نگفت و نمی گوید آنروز خواہد گفتن بل ھو متکلم ازلاً و ابداً و دائماً
فھو القائل بھذا الکلام فی وقت نحن بصدد شرح بیانہ و کلامہ
فقوله لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ثابت فی زماننا ھذا
فمن انت و من انا و ما فی البین و ھو یقول لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ اسقط الاضافات و ازاح النسب فاین شرکائی و این
الملحدون و المتکبرون یکے در یکے چہ باشد جز ہمان یکے کثرت
از کجا خواست بتکرار واحد یکے بود یکے ہست یکے را آوردی دوئم را
نہادی دو شد سیوم را نہادی سہ شد علی ھذا الی ما تیین و الوف بیت

گر صد است و ہزار جملہ یکیست | در نیاید بجز یکے بہ حساب

پس ہمان یکیست او را تو گوی عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آنکہ قدرت چہ باشد
در این چنین محل مضیق ظہور اظہار بر صفت اختلاف باز پدید میگوید آنچہ
تو ی اگر بگویم ترا کسے نیست تا زیانہ رد بر رویش زدند اگر آنچہ مائیم تو گوئی
ترا در ہر کوچہ و بازار سنگسار کنند خاتم از انگشت سلیمان سلب شد دست
بہ گدایہ نہاد بر ہر درے کہ پا مزدی میکند و می گوید سلیمانم خاک بر سرش
می اندازند و دشنامش می دہند یعنی الکبریاء ردائی و العظمۃ

ازاری این جملہ ترا شمہ یاد بود

قاف عشق عبارت از قریب من الله ہم باشد مرتضی رضی الله عنہ
اشارتے کشادہ شد و بیانے لائق تر فرمود انہ قریب من کل شیء لا
بمقارنۃ و بعید من کل شیء لا بمزایلۃ آرے نتوان گفت
نور چشم کہ بدو شد و پاست یعنی متصل یا از دور رو آن نادانے کہ گوید
قریب بالاشیاء بالصفات ای بالعلم و القدرۃ لا بالذات

تو گوشمالش ده گو اصفای بدل کن فرمای این قرب اعتباریست
و معنوی یا حسی صوری ضرورتست که یاول گراید بگو چون اعتباریست
و معنوی فلیقل بالذات او بالصفات حجابه النور لو کشفه
لاحرقت سبحات وجهه ما انتهی الیه بصره من خلقه
حاصل معنی حدیث را بیک جمله تمام کن مبدا و معاد را جمع آر هیولا و
صورت را اتحاد ده یکے را بیکے بشمار آرے هر آینه همه هویدا شود
او تنهائی خویش متحد و متوحد ماند او را نیز خوش نمی آید که تنهائی و
بیگانگی آساید مگر تا بود چنین بود و تا باشد چنین باشد دریا هم ازان
باران باران هم ازان دریا بجو به دیگر گویم این را چنین نماید و هو
هو کما هو و من ثناه جزاه و من جزاه اشرک فیه بلال لالی
تری موالی یکدیگر برادرانند عمر در میان رخطے میکند ضرب بر سینه عمر
چه سود کرد آخر کار رهبان شد که مراد او بود اگر این حیات و ممات
نبودے و این آمدن و رفتن نشدے عروس وحدت پرده غیب نکشیدے
و اگر ترا درسر است بقدر حوصله خود و اندازه استعداد خود بجیب
و هم تو نصیب یابی شو زهے که تو بی مرا میگوید در کنار تو شبنم یا آنکه
نه گذر مردم است مسلمانان این چه شوخ دیدگیست خوش تکلیف میکند
غایت ما فی الباب چه شود یار او ترا در بند نگاه کشته رہے ذوق چرا ازین
نعمت گریزانی ترا بمقابله این شکر است باید همه پیمانه و همه به
گر یدا وست همه چشمهائی ببیند اوست همه گوشهائی بشنود اوست همه
زبانها میگوید اوست همه دستها بگیرد اوست همه پاسے یا برود همین رفتن
و آمدن حجاب آئینه ده بر ده شده رفتن و آمدن کجا کو رفت که آمد

کجا رفت کدام جا رسید ہمانچہ گفتہ ام الحقیقۃ کالکرۃ فلمّا ادرکہ
الغرق پس آنکہ موسی نجح وبراہین وسبحات آیات وجود جان وجہان فرعو
را در قعر عدم می برد چہ سود مندش آید اٰمنت انّہ لآ الٰہ الّا الذی
اٰمنت بہ بنوا اسرائیل خلف وقدام فوق وتحت جنوب وشمال ہر جہتے
کہ سیر کنی پس آنکہ ازین وجودات بدر شوی آنکہ چیست چہ بینی چنین باشد
خردی کہ در صحرائے کہ بعد مشرق ومغرب بجنب فراخی آن صحرا القدر ربع
گزے شمرند آنکہ این سخن درست آید کہ مثال وجودات بجنب وجود قدیم
بدان ماند رقعہ خرقہ غرق بحر خضم نہ ہمچنین گویم اوست چنانچہ اوست
ہمان اوست نہ خرقہ است نہ غرقے سوارکان آبی را وجمع آن لشکر را
بدان صورتیکہ نماید بر آید فرود رود تصورے فرما شعر

قلاش بزی بکوے قلاش   او باش بباش لیک او باش
آرے قلاش بمعنیست قلاش   او باش بصورتست او باش

چند بار مکرر میگویم کہ درمیان دوی لابدیست وآنکہ گوئی ہمہ اوست
واہم اللہ جملگی نادرست است بیندیش کہ چہ میگویم سی سال آنچہ خدا
فرمود مسعود بندہ ہمان کرد سالہا باشد ہرچہ مسعود بندہ گوید او تعالی
ہمان کند تو چہ می گوئی فعلہ فعلہ شد فعلہ فعلہ چون شود تا ذات ذات
نباشد رباعی

دوست آمد وگفت کرامی طلبی   پس ہرچہ نہ آن منم چرامی طلبی
در خود نگر از برون ز خود آمدہ   پس من تو ام وتو من کرامی طلبی

شخصے انکار معراج کرد غرقہ اش کردند چہانیش نمودند خود را عورتے یافت
دغدغہ شہوت افزود کرد شوخواست بچگان زاد سر بر آورد یاران منتظر

که بیاید نماز بجماعت گذارند زن منتظر طعام پیش کرده نشسته که چرا بیگاه کردی بیا طعام بخور یم مرد عقدهٔ عقیده بست محکم ترکرد الله یقدر محمد را بالا بر داز عرش و کرسی واز هفت آسمان گذرانده و هزار در هزار حجب و استار گذار د آب ابریق هنوز در جنبش و بستر عائشه هنوز گرم در قدرت او از قبیل محال نشمردند این اهانتی که مرا شد بچندین دوری و درازی سالها بران گذشت اگر دیگرے را تعظیم و حرمت و احترام و حشمت همین قیاس بود چه محال فرد حقیقی تعریف کند جز به عدمی باشد من نمیدانم یکے خود از خود دیگرے شود با وے حکایات معاملات خطابات موافقات اختلافات مناجات مناعات چه مقصود مطلوب الله یعلم قبیل افعال الله لا یتعلق بالاعراض ولا یتعلل بالعلل همین تعلیم در وهم انداخته سبقت رحمتی علی غضبی یعنے عاقبت برین باشد بعد ازین که وصل پے شد نماند چیزے نقطهٔ مائی بود وجود مائی تصور توان کرد همان سبقت باشد همان نسبت عارف شجاع بود چرا نه بکجا رود از کجا آمده است کے آمده است که آورده است

نظم

آنجا که منم خصوم تم باکس نیست　　زیرا چه همه یکے است کس با کس نیست
شیخ من بسیار گفتے الله و لا سواه میفرمود

مثنویات

گفتم که پیمبری تو یا پیر　　گفتار دوی ز راه برگیر
چون نیک بدیدم این نکو بود　　من واو و پیر هر سه او بود

صاحب سیر را همین غلط بود آنا ربکم الاعلیٰ هم ازین باب هذیان است بیخ کثرت بدان ضعف ولینت باشد بیک تحریک از بیخ بر آرد شجرهٔ وحدت را برین مثل تصور کن اصلها ثابت و فرعها فی السماء بیخ از

تحت الثری گذشت و سر با علی علیین رسیده و صورت زوال و سقوط را
بیکبار محو کرده و اطراف و جوانب همه جهان را فرو گرفته الا کل شیء ما خلق الله
باطل یکی چیکی باشد ما سواه کجا باشد باطل چه باشد باشد نباشد بهر
مثالی برای اثبات وحدت گویم هم در بیان جز شرکتی محض نبود لابد عالم
با عالم جزئیت و بعضیت عالم کثرت بهر چه شد بصورت تمثیل محسوس کردن
نمود جز از عالم اجزا و ابعاض نباشد نطفةً علقةً لحماً عظاماً
هر یکی بدیگری در میرود همه عبارت از یکی چو فنا پذیرد هم بدان باز گردد
الواحد لا یصدر منه الا الواحد صادر و مصدر یک رنگ اند یک رنگ آمیزی
دارند زلیخا میگوید حجام را که رگ یوسف بکشا حجام یوسف را ندید
زلیخا دست خود داد گفت این دست یوسف است هر قطره افتاد یوسف
بنبشته . برآمد تو بزن تا من بخندم پس آن جامه پاره کند از دیوار فرود
افتاد ای ظالم نازنین یار را چند رنجانی شکر را بردی کشته زهری در
مجلس همیشه ما بر کندی از تلبیس ملابس معارف را وصول ساخته نتایج را فروغ
هر بلایی که افتاد درین راه هم ازین افتاد من ترا می گویم بترس از کسی که
از خدا نترسد مردی در صحرای هوای خود نمائی میکند و کسی نظاره
شود لابدی مقام راه هوس بر قمار حریف نه که باز دو خود شیشه تصویری انگیزد
الرحم شجنة من الرحمن مشتقة منه بعض عنه اشتقاق صوری را
و معنوی حسی را در تمثیل صورت وجودی بست کیف یحی الارض بعد موتها
وکذلک تخرجون آنکه از درخت برگ ریخت اکنون چه همان باز بر آمد یکی
نازک تر و لطیف تر تنها صیتی دیگر بر آمد کسی ابا وی چه کار رو هو فارغ من
الشاره المضادین عجیب المذهب مثال تخم در تخم باشد که از وی

بلا الذی

نرگس و سوسن بروید ترا آن نرگس دیده شده است چشم تو وقتی نظاره اش کرده
است همه هیچ است هرچه برآید بهبا باز رود همان بخشش مستغنی بجا و استغنا باشد ای
یونانی از حماقت و نادانی چرا در ضلال و گمراهی مانی هیچ وجود را بی ماده قدیم و صورت
حادث ندانی مواد را قدیم و ازلی خوانی بحق استادان خود زمانی این آیات
را بخوانی در فکری و اندیشه بمانی بحمل الله بفضل و کرم خویش ترا از حقیقت
خویش شعوری با خداوند حضوری بخشد قولی و فعلی را اعتبار کردی آدم نابوده
و رحم بحقوی الرحمن متعلق و آسوده نبودم و اذهان را از فهم حقیقت ربوده تو
میگوئی من چه تو هیچ داریم لبثت یوما او بعض یوم از این مقال بعد
گذشت هفت صد سال این هفتصد سال در شمار بود آفتاب برآمد
فرو شد ماهتاب نمود بود بعضی یوم چون شد ندای دوست من

ن بعض

ایشان بعض یوم آنکه گفتند محسوس معتاد شان بود ورنه ورای این وجود را
سیری کن بین ترا مشاهده شود لیس هنا صباح ولا مساء ولا ظلمة
ولا ضیاء یک مهره پیش تو غلطانیدند او را سندی و تکیه میگردد و میگوید العالم
متغیر و تغیر صفت حدوث این گویند و بینی از قبل چشم احول فتاده است
غلطش این مهره صورت مختلف و متضاد بخواص و آثار مختلف پیدا شد تو چه
میگوی آنکه احول دو می بیند آن دو می را وجودی هست حول چه
باشد از چه شد یک بی چشم را اگر نهادی یکی دو صورت نمود چنانچه جمال
مغربی یار عزیز ما از این ثنائی نشست شعر

یامن یری الواحد اثنین | من حول فی عصب العین
دع نفسک لتری واحدا | فترا بلا شک ولا بین

فعلی هذا چنانچه بی چشمی را بعضی ساخت هر یکی را دو دید و اگر در بعضیت

و فہم دیگرے و در حسن و عقل کسے وصفے نہاد پردہ پیش داشت آن
یکے را صد ہزار بلکہ بیشتر و بے شمار دید آنکہ نزا چہ صورت استحالتے
پیش افتادن مصراع (ن اثبات ہ)

در چشم من آید بد و در نگرید

محمد شو تا از توی بو طبعی و بو جہلی بدر شود ای خواجہ عاقل لے مرد قابل حکیم
ای امیر المومنین برائے تراوضع ضرب مثلے کنیم احولے را شخصے فرمود کہ
در فلان طاق قرابہ نہادہ اند بیار رفت احول یکے را دو دید گفت
خواجہ دو اند کرا آرم مرد نادان ندانست بمطایبہ گفت یکے را بشکن
دویم را بیار آمد در است بین و درست دان خوشی ہا نرا بشکست
و مطلوب کہ بود دست انداخت ہیچ ید دویم کجا ہر آیینہ چنین احولے را یک وجود
شہود است او مکابرہ کند چند بن محسوسات معقول را در کدام حساب
آریم تو مرا جواب گوی چنانچہ احولے حجتے داشت میگفت در منزلہ یک
مرغ ہیچ و خلق را بتحقیق حجت قوی و برہان محکم الزام میداد کہ شما میگوئید
احول یکے را دو می بیند اینکہ می بینم این دو مرغ ہیچ ند ہیچ چہار نمی
نماید العزیزان ای عالمان اہل درس حدیث و تفسیر فقہ و اصول
و ایم اللہ کہ سخن اہل تحقیق بیت

چہ بگوئیم کی می شوی مغرور ہر دو عالم ید و مبادلہ کن

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا مقصود و ایقاع فہوم در تکثر اوہام
وجودات آدم را فضل میدہد باشد اگر اسم با مسمی تعلیم بودہ اسم را با مسمی
برابر کنند توحید با وحدت یکجا تجلی کند محمد حسینی او در بد و خلقت
تعلیم کثرت کند و تو در ازاحت کثرت قدم زنی و دو دست در بیان و

نجج وراہیں نہی ترار دے آں ہست و میسرنت خواہد شد آنچہ او خواستہ است
تو عکس نقیض کنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ **نظم**

سبحان خالقے کہ صفاتش زکبریا | در خاک عجز می فگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات | فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کاے الہٰ | دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

محمد ہماچہ دیدی و دانستی گفتی و شنیدی ہمیراں باش مد دحلیلک
علیٰ قدر کسائک ابسط یدیک علیٰ قدر عنائک نکو پند بیست

ایں لطیف پندے در پائی نہد تا معذور ہم داری بستہ را خود کشاید کشادہ را
خود بندد و در ایں بستن و کشادن کونین ار بستہ است بلیغم یا عور را ابراے چہ
اسم اعظم می بایست داد پس آں انسلاخ براے چہ بایست کرد آرے تا ہم
بسلخ نرسد جمال ہلال صورت بروز ننماید و عالم ظہور نکشاید شبے معشوق و عاشق دریک
بستر غلطیدند و عاشق را ازاں آگاہی نہ آخر الامر ازاں حضور شعور یافت آنکہ چہ
سود چز واویلا و مصیبتا **بیت**

شب با تو غنودہ ام ندیدا نستم | ہر روز بدوست بودہ ام ندانستم

بعد ما صادت المعارف ضرورت قدم بدم چہ سود مند آید قدم عدم یکدم
فقد تم العلم کلمۃ بل حرف بل نقطۃ نقطہ بچہ صفت بر صورتیکہ
تجزیہ و تقسیم پذیرد حرف چوں شود ہو گرد خود گردد ہر آئینہ صورت ظاہر شود
میخواہد بلباسے و التباسے پیدا تر آرد آنکہ چہ شود یکے نابود یکے تا سود مجانے
مضادے انضمام بایستے کرد۔

ہو انیکہ ایں آمد پس ایں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ تمامت بخواں ببیں قاف عشق

نسبتے بقل ھو اللہ ہم دارد میگویند ھو اللہ احد محل منصوب است آرے باشد نہ بدین معنی کہ قل در وے عمل کردہ است رفعیت فاعل حقیقی ہمو است و اوہم برائے این نصب است رفعیت فاعل از علو درجت او ست اگر او را فضلہ کلام سازی
جرے بر و کردہ باشی و کسر قوا ئیون اعتبار شود اکنون بجزم و قوے کن اگر سکتے ترا بہر صورت کثرت پیدا شود بدانیش کہ در بصیرت باصرہ تو مرضے و عرضے نہادہ است ہر چیز را چنانچہ او ست نمیدانی و نمی بینی رسول اللہ ہم ازین بلا التجا بحضرت باری تعالیٰ میکند اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ
بسیار معما و خودی سازد اگر معشوقہ بحضرت عاشق بصفت تواضع و تخاضع بذلول و ذبول تجلی کند نہ آنکہ او شیوہ سازی کردہ است آنچہ او ست آنچنان نمودہ
است اکنون ہان تو و انی ابتدا و انتہا مصلحت و حکمت ہر چہ خواہیش نام نہ و ہر چہ خواہیش گو قاف عشق بقل ھو اللہ نسبتے در سے بردہ است قل بگو ھو او کہ او الصمد کہ صمد لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ترکیب کلام ذاتی از ھو بہ اللہ آمد و از اللہ بہ احد و از احد بصمد و از صمد بہ لم یلد و لم یولد و از لم یکن لہ کفوا احد عجب قطرہ کہ بصورت دریا برآمد و عجب دریائے کہ عاقبتش بقطرہ باز آید بیت

از قطرۂ لاہوتیم در ہر طرف بحرے ببین ... و ز چشمۂ ناسوتیم ہر سو روان نہرے ببین

قاف عشق انتہائے کار است و انتہائے کار را عجب روزگار است دو مثالے موافق گفتار است وجودے را فرض کن از لبس لطافت و صفا
و صفتی خفا ہیچ جہتے و سمتے تصور نتوان کرد و ر نہ لطافت بصفت خود نباشد دگر وجودے تصور کن ہر چند وہم تو سیر کند از فوق و تحت و خلف و قدام و جنوب و شمال آن قدر کہ سیر کند آن وجود را بیشتر پیشتر بیند تحفہ دگر قایل آن فی

اتحاد و توحید یکے ہمچنین میگوید این لطیف آن لطیف است کہ ہمہ را محیط است
او میگوید بلے بلے نغم نغم ہکڑا دیگرے میفرماید با تصور آن عظم بدان لطافت
وصفا ست کہ تجزیہ و تقسیم پذیر د و وہم نتواند درست بدان شنید العزیز
سخنان نازک است اینجا ہرزہ زبان دراز کردن و دست و پای زدن
مصلحت نباشد انفذ بر سالک حتی تنزل بساحتہم ۔

نہ بر سالک

وقر و وقار عز و قرار رسم سادات و احرار است ان اللہ قد بعث
لکم طالوت ملکا او چہ لائق ملک است و ملک و مالے بدستش نیست
ملک نہ این است علمے و از قدرت ظاہر باید علی میان چند ہزار
تیغ زدہ و ہمارہ چشم بستہ بحضور دل با خدا بود آنجا کہ خدا از دے علی
موافقت آن کردے کتحریک الخاتم فی الاصبع نمودار این سخن باشد
از کجا است بکجا است بدست راست گرفتہ بصورت استغنا و استنکاف
می نماید ثانی حال چہ رحمت و شفقت است بلب و زبانش میجوشد فہم
کردی نقیضین در حیز ارتفاع اندیعہ تصویر بر صورت خیالی پیش نہ باید
میخواستم سوگند خورم کہ این سرتا پا باشم در جہان بر کسے نگویم و اہم اللہ تا تا
بر کسی نگفتہ ام ادکاد اخفیہا گفتار ما ترجمہ این سخن باشد شہری بر سر
او یک سید اجل تحقیر بر سر او جفا کند گفت میمانی پا ترا از سید اجلی معزول کنم
چہ کسی اندازہ تو چون باشد کہ دادہ پادشاہ است گفت من بر خیزم بروم
تو سید اجلی بر کنی ہم خود معزول شدی ۔ لو ہلکت ہذہ العصابۃ
لم تعبد فی الارض ہمین لطیفہ را بیانے خوشے کردہ است بیت
العارف جانباز اگر مرد رہی آنجا کہ ہنم خدا نگنجد کو چیست
مغز این نغز در تقریر وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

تحریر کردہ است ابوالقاسم گرگانی از سرِ ہوا چند گامے بالا شود پا بر منبر زند چہ این قدم من بر گردن ہمہ مشائخ تقبل و اتقیا احمد کبیر نگر کہ اول بر گردن من است ہیہات غلط در غلط بایزید بسطامی از سرِ غفلت و نادانی گوید سبحانی ما اعظم شانی ہیہات ہیہات لما توعدون استغفروا اللہ توبوا الی اللہ جمیعاً اضافتین بالتعجب ترجمہ تسبیح شود حسین منصور این فرمود انزھک عما یوحدک الموحدون ترا درین بیان چہ گمان میرود۔

گفتہ بودم کہ قاف عشق نسبتے بہ قل ھو اللہ دارد در چند سخنے گفتہ ام باز ہم بدان باز میگردم از حد بیشتر رہ نباشد ورا سے سر اوقات احتراق نبود حکایت معراج کنند بدانجا رسید مکان نبود در مکان لا مکان محمد الستاد محمد با محمد نماند محمد از محمد رفت محل خطاب گذشت بعد ما غیبة فاحضرہ الانشاء ثانیاً منشاء آخر محمد باز آمد بان باز آمد کہ رفتہ بود آن گم شدہ کجا شد ہمان باز آمد یا او را بر دند و دیگرے بتمثیل اندیشہ نمی افتد مردمان را نمی دانم پیش از اطلاع حقیقت آرام و قرار از کدام راہ است واز ہم کار است اگر غفلت را جزے و بعضے در تعریف و تجدید او ذکرے کنی عجب نباشد فضلے و جنسے قریب افتد نہ آنکہ آن رفتن و آن بودن و آن باز آمدن و آن باصل خویش باز گشتن نمودارے در نمودارے تشکلے در تشکلے اطوار الصل را نظارہ شو ہمہ اوست در پوست بینی مغز ہیچ جا نیست ہکذا بیان الحقیقت او از ہمہ ستر بدان حکمتے و مصلحتے کہ او را باشد کشف آن پردہ آنکہ لن تستطیع معی صبراً تازیانہ بر سر موسی میزند او را خایب و خاسر و ملوم راجعت میفرماید تو مرد این راہ

خواجہ این کار نیستی اگر یک دو پوستے از گرہے کشود آنکہ تراچہ گمان رفت کہ
حقیقت رخ نمود او در غلاف این پردہا نیست او از ہمہ جداگانہ است
ہمہ درین پردہا چنان نہان است کالنور فی السواد ازان عین العیات
و قد اشار الکبار ہمہ قسمت اخص اللہ نصیب خاص و آنکہ ہنوز در طرف اخصوصیت
بنام و لقب ثبتے نشدہ است و لیکن بر چون ان یکون باقی کلام لائق
خطاب دل و جان شان باشد حمد را بیانے و نشانے نیست کلمہ ایست
مفہومش این است او در اکش و احاطتش از علم بصر بیرون است و از اشرف
معارف منزہ چون عقل را او قوفے نہ شد فہم را شنواے نماند راستی و واسطی از
عالم حقیقت بدرستی و راستی خوش بیانے فرمود خدا داناست مردم چنین متوہم
در صفات و نعوت او و در اسماء حسنایش تجاوزے و الحادے کنند قل ہو اللہ
اگر ایشان در معانی او چیزے میگویند حقیقی کہ بعرفان تست جز آنکہ ہو کو
از و کنایت کن تو اشارت بذاتش کردی ملحد را در گرداب خویلات انداز
و تو بسلامت گذر کہ ذات تو بذات اوست صفات از میان رخت
بربستہ است گفت و شنود در اچشم و زبان کور و گنگ است حلاج را بصورت
احتجاج یکے پرسید اہو ہو خوش جوابے فرمود ہو ورائے کل ہو و اگر گوئی
لیس ہو ہو و لیس ہو دون ہو چنین در سنت تر گفتہ باشد جنید میگوید حمد انست
کہ اعداد را بسوے او رہ نیست سبحان اللہ محمد حسینی میگوید اخص
خواص را بدو رہ نیست و لکنہ اعتبارات او لیست للاعتبارات جہۃ متحدۃ
عند السادات و الاختلاف فی الاجتہادات لاختلاف النسب
و الاعتبارات اکثر صور را بنام او تسمیہ شدہ مگر اخلاص از انچہ از شرکت
وہمی و خیالی و وجودی منزہ است ہر آئینہ اخلاص نام آمد جعفر صادق

اخلاص را بیانے خاصہ فرمود گفت ھو اللہ احد فہم تو جز تا اینجا نرسد و اگر
نہ او ازین گفتار بیرون است ہو اشارت غایب کرد سامع را کنایت این
غایب از خود بغیبت برد گفت اللہ غیبۃ نا حضرہ گفت الصّمد
عذر احدیت خواست آنرا کہ اینجا فہمے داد را کے نرسد بر ساحل دریا ایست
نظارہ با مواجش کن بگو لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ باز اصل وحدت ناصیہ مرد
عارف متحد متوحد گرفتہ ہمان سو می کشد وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ وَمَنْ
دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا احد احد اندازہ ندارد در حد در نمی آید تا محدود محدود چون
نمی شود نا محدود را چہ دانستند و نا متناہی کرا گفتند لو دہست و باشد
ازین عبارت است یا بدان عظم کلیت کل و کل الکل ست ہمہ اشیاء
را بشئے واحد باز آوردہ معلومات حسّی ذوقات طبعی از معلومات الٰہیت
است یعنے عالم جزء بحس او رہ اک آن نتوانند کرد نمی خوری آنکہ تلخ دانی نبات
جیشی شیرنیش دانی و ھو تعالی عن الحسّ و ادراکہ نبض او را با ہر جزء لا
یتجزی معیت و ہیکے از جزء لا یتجزی کہ در بدن انسانست آن حاسہ
است کہ ذوقات را احساس میکند نبض با وی زندہ بود و حساس
بود نہ آنکہ ہموار بود و علم شد الخلق معقول و الحق محسوس محی الدین را گو کہ چنین فرمایہ
الخلق محسوس و الحق حق اگر ترا یکے بپرسد گوش چپ تو کیست تو دست
بر سر بر دست را بلقارہ نرسہ گوش بگیر و بگو این دانشمندان معتقد صلحای
سلیم و نیک گمان سخنان بایزید و حسین منصور و غیر ایشان بتاویل
گرایند بر حسب کہ مولانا فقیہ دان با شخصے کہ در مکتب نشستہ کودکان چہار
سالہ را تعلیم میکند و البتہ ہر کارے کہ کند بے مشورت نکند تو از و بپرسی او
تاویل کند نہایت بنظیر انکہ عزت کلام مشائخ ہمیدان ضرب المثلے کہ کردم

همچنان مانند کالشقیقه موجب امن و امان باشد وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ آمِنًا
همدرون آن حرم که مردها از غفلت دستارش ربودند بضرورت فریاد
برآورد وای دریغا این امن و این امان حسین منصور را بکشتند چرا او
را کشتند حقیقت است شبیه این هارون بپای خود قدم در بستر مرگ
نهاد موسی سنگساری شود ترا این شیخ بود الکه کوی چینی داشت زبان بکام
دادن چه رحمت است نکو گفته والله میگوید کسی را در وصال او راحت
نیست و کسی را در فراق او درد نه هم ازین حکایت است لیس بصادق
فی دعواه من لم یتلذذ بضرب مولاه چنین باشد هم از عضوے
بعضوے و از جزوے بجزوے انحظوظ لذتے صورت بندد لیتمنین
اقوام ان یتکثروا من السیئات تبدل سیئات بحسنات موجب
استکثار سیئات شد علی هذا باعتبار سیئات هم اعتبار (فتنه) یا بیت
تا شنیدم لب تو میگوید　　　من از آن تو بها پشیمانم
اگر از هوا خدا شود اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ مستمسک مرد
گردد چه گوی

شعر

تجلّی المحبوب من کل وجهة　　　فشاهدته فی کل معنی وصورة

چه باشد شبلی گوید چین حارثه نظرش از عرش در نگذشت چه معنی دارد
چنید و چند او دیگر تا دل کلاش کنند ای عرفت طریقة السلوک
فالزم حتی تصل الی المقصود ندانند حارثه اشارت بظهور
ذات نمود گویند پیش تخت این و صدا شنید گذشت بندگی تحسین
فرمود و را یا ست اعلی بازگشت و آمد این همه عبارت تجلی و حجاب
و احتجاب از ذات خالق الالباب باشد اما معلّم ادب این چنین

تعلیمے کردہ است حارثہ ہمبرین تعلیمے رفت۔ رسول اللہ ہمیں را استقامت فرمود۔ عجبے دیگر بشنو سالکے در رہ سلوک قدمے زند معاملتے مداراتے در حال او کند جوابے خوبے سخنے امیدواری أرأیت لوزی و نادی علیٰ ہذا اگر نویسم شاید جلدے تمام شود پس آن شاید تا ظہور ذات شود مرد پشیمان شدہ از گفت و شنید و دیدہ بود را بہزل و ہوا باز دادہ میگوید دیوانہ بودہ ام سالہا خود را خود جستم این نور و نار چہ بود این گفت و شنید چہ شد وعدہ کرد فردا بر تو فلان جا آیم ہر شکلے و صورتے کہ کنم غافل مشوی بدانی کہ منم ہذو قم مردم بدکارہ شیوہ نکے بے ہنجارے و بے باکے بمصلحتے و کارے دعوت میکند کہ مردمان را از ان حکایت مہر کردہ است ابھموا ما ابھم اللہ بیت

خود میگویند زان خود می شنوند بر ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ فنا محقق و مقر ہم از ان ربیت تقدم یافت قطرہ در دریا چہ اعتبار یابد رشحہ در تصادم امواج بحار چہ قوت تواند نمود بکدام مکنت و زور ایستاد تواند کرد التجافی عن دار الغرور والانابت الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ ہمیں دیار اقلیم تعبیر کردہ است نور یقذف فی القلب لوائح لوامع طوالع بوارق ثم و ثم چہ بیانے کردہ است از تجلی صفات گذشت بظہور ذات رسید ثم للصمدیت زہے کار ظہور ذات بیشتر ہم ثم للصمدیت رسید شرح کردہ لا قرب ولا بعد ولا فقد ولا وجد ولا فصل ولا وصل افمن

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ هازم جازم
غافل سر سه بند بیر روزگار خود صیاد دامے گمنامے انداخته است وهو
العالم بالجزئیات والکلیات اگر ازین علم وجود شهود ظهور مراد داری
یصح ویجوز واگر کیست پرسی پس آنکه انفاس مطاعم ملاذ آخر روئیت یار را
با این حاضر و منضم شود جواب این سوال پرسند ومحال جز این نبود
المحال الی الله لا یحال استغفر الله من خود را خود اطاعت نمیتوانم
کرد ولیکن اگر مساوقه خلاف آن کردن میسر نه تحفه دیگر گوی خود را خود
بدام خود انداز د وازان خود بخود جستن میسر نه شود ترا میگویم زبان ببر
چشم ببند بنه بگوش نه هنوز صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ نشده
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ هنوز این پرده رحمت بر دل تو فرو نهشته است
تو خود هنوز بخود بازنگشته منافقان با محمد خداع کنند وآن خداع
محمد باشد خدا با ایشان خداع کند کشتی با حریف گیرند دست بنجه
با قوی دست گیرند ترا هم حریف است فعلی هذا انا اغنی الشرکاء
من الشرك این را نجا زی اعتبارے کردیم شرک خفی چیست ابدالی
صورت کمال نمود چند مردم که عدد آن از حین احصا متعسر باشد
بحلقه ستاده هر یک بصورتے پیہنے برنگے دگر ببند هر یکے نشانے دیگر
دهد وچیزے دیگر داند خفیه این است ـ بیت

نظاره گیان روے خوبت	چون در نگرند از کرانها
در روے تو روے خویش بینند	زانجاست تفاوت نشانها

حد متحد انسان حیوان ناطق اصنافت را نهایتے نه حقیقت متحد هو هو
ازان اشارت میکند اما هو دوم را هو اول در هاویه هوا انداخته است

هباءً منثورا شد انگشتری رسول اللہ از انگشت عثمانؓ در چہ افتاد
بسیار جستند البتہ بدست نیامد معلوم شان نشد از دست نقش خلافت رہ بودہ اند
ففعل بہ رضی اللہ عنہ ما فعل میگوئیم ترا با ابوذر غفاری میگوید (نیم گرم)
آنچہ در ایام مصطفی بود بران نتواند رفت اللہ جز در رہ مصطفی ہست دگر راہ
ناسخ الادیان والنحل ناسخ الرسوم والملل در خلل شد نبیئے دگر
مبعوث باید۔ لکم دینکم ولی دین معمول آمدا ما و ما من نبی الا ولہ
نظیر فی امتہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فعلی ھذا نبیئے
و عبرتے اگر زبانی وکلی کنند عہدہ جواب قیامت باشند تیرے پیکان
بر تن بود نہ زدند گمان برد پیکان در تنش ماند چندان خود را خود
کند یدکہ بہر دو شرم آید کہ چند گاہے بہوا النفس زخم مردن پیش آمد شرم نرفت
وحدت ثبوت یافت شرکت بجا ست بیت

مسلمانان مسلمانان مسلمانی مسلمانی ازین آئین بے دینان پشیمانی پشیمانی

اے بیچارہ اینجا در ہر گاہے کا ہست و در ہر گاہے استسلامے و در ہر استسلامے
بانگے و ناسے کلام ما را بر سخنان او برابر باید کرد گہے از کثرت بوحدت آید
و گہے از وحدت بکثرت آید ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر فاتحہ پرسید
مرتضی رضی اللہ عنہ از فتوحات دل خود چیزے بفتح یائی نسبت برواز اول
شب تا السحر در بیان گرشت تفسیر بسم اللہ با تمام نہ پیوست
چہ تفسیر بود این متعلقے را اسمیہ و فعلیہ مقدم و مؤخر تقدیر کردی نزدیک من
و لو تفسیر با تمام رسید این گفت و شنود از کدام عالم بود نحو و صرف معانی
و بیان با ہمہ صور رفتہ بارہ خویش پس باز گشتہ قلم اللہ را بین چہ تراشیدہ
اند فرشتہ است اللہ کاتم را نقش کند۔ بدان این نام باید ندا نشد با ہست

واحد را بصور مختلف باشد و باشکال متصل منماید سراو باکس ندارد آنکه صهی

صهی نشد حیثیت بوسعید را که از بوعلی پرسید تحفه جوابی که او گوید الدخول

فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی وان لاتلتفت

الاما کان وراء الشخوص الثلاثه بوسعید زبان مدح این کلمات

کشاده است اوصلتنی هذه الکلمات الی مالم یوصله عبادة

اربع الاف سنة زهے حکیم بوعلی سینا که سخن او مشرق بواطن است از

عبادت چهار هزار ساله بیشتر برد نکو میگو همدانی ما چنین دانم بوسعید

این کلمات را نچشیده بود بلے بچشیده بود اگر چنین بودے مدح

این کلمات بر زبان او نرفتے قاضی چنین میگوید اگر چشیده بودے

همچون او سنگسار آمدی شخوص ثلثه کرا گویند ملکوت جبروت لاهوت

یا ناسوت ملکوت و جبروت یا همین جبروت یا هر یکے شخوص را با

خود برابر دارد سخنے نیک باز گشت در فهم هر کس دشوار باشد کفر حقیقی

چه معنی دارد و اسلام مجازی از کدام در بچه سر بر دان کشیده است فکرے

کن همان سخن است یا تو گفته بودیم طلسم عالم جسمی توهم عالم جانی بو حنیفه گفت

چوبے خود ز خود برید تخته‌ها سے خود تراشید خود با هم بر بست رخت

و اشیا هر چیز خود با هم برکرد خود دره و جله گرفت بخودی خود بره استقامت

آشنای میکرد و هری گفت استغفر الله سخنے هز لے و هر زیست بقدم

خود تنیه الترام فرو رفت قارون وار مصنعے آبادان میگفت مرغ تر

اختیار را افتاد بخود را خو و نقوان ساخته اما خود بخود توان شده

توان بود و توان دید لا بلکس شهود و جود است را اسبابے تراست

بپا و دادی دست و بیاسته و خود پا است را یکی لیث با کمر سوخته است

ن متضاد

ن نادر ست

ن تبحر

عدم را چہ دم و قدم آنکہ کفر حقیقی ہم اسلام مجازی شد و اسلام حقیقی کفر مجازی بیت
سودائی سودائی سودائی بہ ای از ہمہ چیز در ہمہ چیز بر ہمہ چیز
سبحان اللہ ذبیب بتکلم او من برانا و ابوبکر و عمر و ماہما ثم بیت
رونے کہ جز من شبان نباشد گوسپند از رمہ کہ باز دارد
کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا۔ غیرہا عدم تثلیث
کرد مقصود ہمان بازگشت است تناسخی زبان دراز می کند عدم خانہ
جنسیت اگر مخلوق است و اگرنہ ندم با عدم است اِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي
اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فوقیت و تحتیت باعتبار
من و تو آید و این بہودے استحیا دامنگیر شدے زبان ہندی محکم کردے
بقہ با فیل سر برابری بر آوردہ است گاہ گاہے عاجز ش ہم کند
عیسیٰ گوید قال انی امرانی ربی و امرانی میگوید اِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ
اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا اہل امانت جز موسیٰ و عیسیٰ نتواند
بود الے چہ باشد فیض اثر موثر حی بر دجز بکل می سپارد طائر علم از فضاء
لاہوت نظارہ را ہبوطے خواست کر دلایق حال مقرے و مستقرے
می بایست عرش اجدائی بخشید او از مادر و پدر جداگانہ ماند کدام عرش
قلب المومن عرش اللہ این ولید حلال زادہ از ازدواج روح و نفس
ولدے زاد علم از ان طرف منفصل شد نسبت خود این سو یافت ہمان
جا قرار گرفت دل با نفس یکے نشود کہ روح طرف خود کشان است
و نفس بتمام فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ نکند فیض روح برابر او ست دل از ین
دو پاک مصالح داد ہر یکے نسبتے با نصال و انفصال داشت بدین ن زاد
جنسیت اعتناق و امتزاج آمد فَامَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ جزا کبیف

یحیی ہمین باشد در ضمن آن اطلاع ہم شد بر بسیار اسرار چنین گویند این عالم کون
و فساد است این مردان نیستی است دیگر من صورة الی صورة و من هیئة
الی هیئة محقق ترمی شود علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہمین حکم کند
حدیث حسن رواه الحسن عن ابی الحسن عن جد الحسن
ان احسن الحسن الخلق الحسن حسن و سی احسن اسوی امور اضافیت
این سخن بسیار بار گفته شده است بااین سخن بسیار کار است بو سعید
را می نوازند و ابوالحسن را می گدازند تفرقه چه آمد یکے را سرگردان کعبه کرده اند
و دیگرے را کعبه سرگردانست ولیکن چنین گفته شده است بیت

من مسکین من اینجا و جان آنجا که جانانم　　کسے سیحان سخن گوید من آن گویا بیجانم
اگر صوفی شوی یار البیاس پشم در پوشم　　و گر زنار بر بندی من آن قسیس رہبانم
اگر در کعبه بنشینی مجاور کعبه من باشم　　و گر در میکده آئی غلام میفروشانم

بیت

نیست را کعبه و کنشت یکیست　　سایه را دوزخ و بهشت یکیست

سنائی میگوید یکے در یکیست بهشت و دوزخ چه چیز است و اگر مثال
خواهم گفتن تجزیه و تقسیم جزو کل بحسب من و تست و اگر نمی گویم خود در من
حقه بر بسته است یعلم ما فی الارحام یکے مغلوب شد دیگر مثبوت نالے
و خاصیتے و مزاجے دگر انه مع کل شئ لا بمقارنة و غیره کل شئ
لا بمزایلة الواحد لیس العشرة ولا الخارج عن العشرة
صفات الله لیست عین ذات ولا غیر سبیت اشیا را بادے
ہمچنین اندیشه کن تشکر از کیے نمو و نما یافت بتدریج بر میرفت
تا قصب السکر لقب او رشد بشلید ند بخشند غلیظش ساختند تا بمرتبه

نبات رسید از آغاز تا انجام حلاوتے کہ دران کہ بود ہند رسیج درین مرتبہ قدم نہادمعیت اور اسبحانہ باشیا ہمچون حلاوت آن کہ در مراتب بر میرفت ہمچنین تصور کن زنہار اتصال و انفصال و انتقال را گمان نبری این فیض اوست این را لاعینہ و لاغیرہ نامند بیت

نیست کن ہر چہ راہ وراے بود تا ست دل خانۂ خداے بود

مسکین حلولی از سر نادانی و فضولی گمان در حق اولیاء خدا برد حلول کرا ادراک درجہ آن کجا کہ او در حلول کند بود ہم یکے باخود در خود حال شود این معقول این منقول ای عزیز با این طائفہ صحبتے باید از الکتے باید بشرط تصفیہ و تزکیہ تحصیل نیک بختے بود چیزے از نقد ایشان نصیبے گیرد مغالیط این راہ این قصص این حکایات و این عالم و این آدم و این آسمان و این زمین است این صور و اشکال بدین صور و بدین میانی اندیشہ تو چون بر گیرم اما یکے باید کرد مصرع

در چشم من آیند و بدو در نگرند

قاف عشق با قدیم ہم آشنائی دیرینہ دارد کہ خود را او ہم تو امانت است ہر یکے شئے با صطلاح زبان خویش بلفظے خوانند اللہ را یکے خدا گوید و دیگر تنگری شخصے دیگر گسایین علی ہذا اگر کسے چیزے را عشق نامند باعتبارے و نزاہتے کہ لائق باشد آن دیوانہ متجاوز را از خود در رفتہ یاد ے پیوستہ باخود عذرے باشد خانہ موسی مہمان می آید موسی را ہم حکمت میرود ساختگی بر حسب آن کرد تا حکمت با حکمت برابر شنید از و را از او را او را خبر دادہ بصورتے ہر چہ مشکل تر دست کشادہ چو لست کہ موسی در غلط بیفتد من آمدہ بودم تو ندانستی من چہ دانم

ن آیند
ن نگرید

باصد عزت و لطافت چنین شیوه بازی هم باشد ان الله وهب
لابن آدم مالا بدله منه بدین حد هم جوانمردی نشاید خزانه خالی
خواهد شد کناره آبے ام از دور آن برآب فریاد شنوم خدایا من چنین و
چنین و چنین گرفتارم سیل آن می گوید من این گفتم تو شنیدی اگر شنیدی
مرا چرا جواب نمیدهی و اگر میدهی من چرا نمی شنوم جواب دادن تو مرا چه
سود مند این و این مثل ماند این در مانده با خود عاجز شده مینالد
گفتم بیچاره این حالت این چیزے بحالت محمد حسینی ماند هر دم
غم بر غم درد بر درد و اندوه بر اندوه میگردد اینجا نه دست آویزه پاے
گریز مفر نه زمین لخشانست و بازگشت ممکن نه تنوع اسباب بیت
افگند دلم رخت بنز لگاہے کانجا نرود هر دیلے راہے
هو العزیز ارض عز از ذالم تستقر علیه الاقدام
عشق مجاز هم درین ره جوانے کرده است تلاقے در سستے پیدا آورده
است عشق من حیث هو هو واحد است هو البعض البغض
گفتمش قاف عشق با قدیم گوی توامان میبازد قاف قلم بر کوه
اندوه بر رفته است درد و غم را تحت الثری انداخته است آلات
اسباب سفر را در گوشه خانه نهاده است آرام و قرار پیش گرفته است
خوشی و خرمی را قرین و یار خود ساخته است دستک و خنده را پیش
گرفته است چه بیت

معشوقه بسامان شد تا باد چنین باد
کفرش همه ایمان شد تا باد چنین باد
دو دوست بهم نشستند غم و شادی یکدیگر گفتند سینه بسینه سود نام هر یکے

ن البعض

بدیگرے بذوق ولطافت پیوستند فلہ الامانی و ذرالمثانی این حال را لقب کردند و راو آن قضاء مطلق باشد بستره چون تقید می شود باشارت چون معین میگردد ان اللہ خلق الخلق فی ظلمۃ چہ باشد ظلمت مادہ و ہیئتے وصورتے وعلتے وسببے روے نمی نماید عبث نتوان گفت او را باعبث چہ نسبت اما الٰہیات وحکمیات در فہم من وتو نگنجد عاشق خواست با معشوقہ یکے شود معشوقہ گفت ازین طرف مجالے نیست اما تو از لذت اختلاف وتردد داز وجدان درد و درمان محروم مانی عجب کارے ودی وہمی پیش آرم داو را بوہم وخیال چیزے سازم وآنگہے بادے عشقہا بازم تو درازی این قصہ ہا میدانی آخر ازل وابد است این دو لفظ چیزے ابتدائے وانتہائے دارند این چیزے را تو یک جزو لایتجزے می سازی ومراد خود را بدان دعوت میکنی وسرفرازی ہیہات ہیہات این متاع کاسد وظن فاسد العجز عن درك الادراك ادراك اینجا رہ نمونی کردہ است تا اینجا فہم رسید کہ ہمہ ادراک را غلط در غلط دید این معرفت حاصل شد این نقد بدست افتاد این سرمایہ روزگار آمد فلہ کوہ عشق تا اینجا برآورد ہمہ را تحت قدم دید وخود را با قدم نیست و نابود یافت۔

قاف حرفے از قف ہم باشد عاشق با معشوق یکے مردیگرے را قاف گویند ودویم ہم ہمان گویا اشارت بدین باشد کہ تو بایست او گویا ایستادم قف وقفت سیر سلوک تا اینجا تمام شد بیشتر مساغ طیر وسیر نماند یکے دریکے انیستی در نیستی قضا در قضا چہ سیر و چہ سلوک را رہ دہد ہمتش دامن گیر اوست بازگشتن نمیگذارد او قف فرمودہ است محل درآمد نماند سلوک رخصت مراجعت بربست دائرہ نفس بازہ تا بمنزل رسانید مرکارش

بازمیگردانند ہمہ را آن ہمت کجا کہ بپائے ہمت الیتد این خواری بازگشت برخود روا ندارد ہیہات ہیہات سر بر در نہادیم و جان ہمان جا دادیم پیشتر رہ نیست بازگشتی ماندہ ایم۔

قاف عشق از دائرۂ قاب قوسین حلقہ کشیدہ است کسی را از آن گذر بصورت نہ بندد ہودجے عروسے سرپوشے چہ دانم چہ بود چہ شد چہ گذشت ہر یکے لا حول و لا قوۃ الا باللہ فرو خواند ہَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا شد و عروس ہودج و حجاب بیک حالہ در یک خطرہ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ طفرا دہ نیستی بنام وجود خود ثبت فرمودند بر نام من و تو این جہان و آن جہان خطے دراز کشیدہ اند و درازی خط را تو میدانی از ازل تا ابد در کشیدہ چیزے ساختہ کالحلقۃ المفرغۃ لا یدری این طرفہا نمل در حلقہ جاری چہ تدبیرش جز کہ در وسط الیتد اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ ہم برای این مصلحت است ہمہ درہا بربندند ہمہ راہ ہا تنگ گیرند ہمان کوچہا مسدود شود گریختہ چہ کند جز کہ بجائے الیتد بضرورت ہمان شود ترجیح بلا مرجح ازین افسانہ قصہ خواند شریعت عبارت از گفت انسان کامل است طریقت عبارت از کردہ حقیقت الحق بیانہائے خارج عن حد الامکان سہ جملہ آب جلی و خیالی اصلے و ظلے اما این سہ دیگر اندر درون حجرہ غیرت اند ہرے درون و بیرون کردہ کار بجائیست او خود میگوید اَکَادُ اُخْفِیْہَا فرد حقیقی از چنین چیز باشد بیا نیکہ ما میکنیم مثال قوت و فعل قابل باشد و این عین شرکت بود ہر چند بر سمٰوات روے یک یک را غرق طلب حق بینی ہیچ یکے گامے بکام دل نرسیدہ ہمہ از من و تو مشتاق تر اند افلاک ہم بدین خیال میگردند

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ قارعہ درشتے بر سینۂ جان شان میزند در اثنائے
آن طرف رعایتے ہم می نماید فَثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ نومید شدن نمیدہد
فرد حقیقی از حقیقت چہ معنی دارد حقیقۃ الحق وجودہ ذات ذاتہ ماہیت حقیقت
چہ عبارت باشد حقیقت حق حق حق از ہر سہ عبارت روی گردانیدہ است
اشارۂ بکلی کردہ است شریعت عبارت از گفت است طریقت عبارت
از کرد حقیقت از دید حق الحقیقت از بود حقیقت حق از بود نابود حق حق
بود را بود ای ترا گویم اینجا کس تا سود اے ولذتے وراحتے مشقتے جز
در تصور دوی واعتبار شرکت نیست بیان شان ہمانجاست از یک چہ
گوی مگر بیک گفت را اہل ولد مالغ باشد کرد را گفت پیش پائے
زند لولا السنتان لهلك زفر ہم ازین باب مسئلہ ایراد کردہ است
پیش دیدہ گرد عارض بشود پس چہ میگوید بیچارہ بو سعید را از کجا
بکجا می آرند مہرہ دگر از حجاب استار بیرون است با غلطش او کسے را قرار
قایل نیست از آتش بدو نصیبہ گیرند آنکہ نفسے اندرو در آئین تا چہ خطست
و تا چہ تمامی کار است ظلمت در ظلمت است نمیگویم این تاریکی کہ تو شناختۂ
اما گمیت کسے را رہ روی پیدا نیست چہ گفتار بایزید است اینہمہ را
بیا مرزد غفران غفار را من قبل این گفتار چند ہزار سال مقدم دید
ابلیس را بیامرزد او آتشی است تاب آتش دارد تو خاکی غم خود بخور بایزید
با خود این خیال پخت کہ کار بدست من است و او را خود میگوید تو
غم خود بخور اگر راہ گم نبودے و توشہ کم نبودے و ہادی را بر ہیچ اختلاف
مذاہب را متصور نبودے مذہبے در ایام مصطفی او رفت زمام ہمہ بدست
ہر کس افتاد آن سو کہ خواست با جتہاد کرد ثواب آن دید و ہر یکے را اجتہاد

لہ وجودہ ذاتہ ماہیت حقیقۃ حقیقۃ الحقیقۃ

لہ پے

لہ بدور

ورای روی نمود نتوان در حق ایشان گفت اجتهاد هر کسی بحسب
هوای او شد والعیاذ باللہ سعید می‌گوید سر میکوبد خاک
بر سر می اندازد و می نالد هر چه شد شد بلا این بود که یک نمازے
از مسجد مصطفی فوت شد این دینداری اجتهاد این هر دو بحسب هوا چون
توانم گفت قیامت را با قاف عشق گوی برادر خواندگی باشد آخر
همه کار بقیامت رسد و آخر کار عشق همیدان رسد در قیامت جوهر
هر یکی پیدا آید در عشق همین کار است مصرع

خالصی باید که از آتش برون آید

سلیم قلب میکند لا تتهموا فان الناقد بصیر فلله الحجة البالغة
نقد قلب و سره را کی تمیز کرد درین بازار و لیکن نیست خریدار نمانده است
خرنده و فروشنده هر دو بیکار گشته اند نمانده است هیچ تدبیرے
جز این که عجب کارے افتاده آنرا لب جوشد لیلی الکبریاء هر دائی
همی گفت مجنون در رویت عظمت گم بوده ره روی نمی یافت از کجا
بکجا از علا تا ثری هیهات آمد اید دورتر باشد مرا تو خبر نداری یا چندین
دوستی و محبت تنبیه نکردی من گفتم تو نه انتی حملای چه شد طالوت
کجا رفت فلان و فلان دگر چه شد نه مردمان همه در کارها خود دنیا
کسی در اکلی و کسی در شربی و کسی در کارے فجاءتهم بغتة قیامت
قائم شود عشق را همین پیشه است بیچاره نداند با همه فقر و عزت و قرار
خود و جاه و مریدان عاشق بیکاره شد چه نه بیند سوا فضیحت اینک
قیامت اینک بلا آمد اینک بغتة فرو گرفت بیت

عشق آمد و خانه کرد خالی　　　برداشته تیغ لاابالی

قیامت چہار باشد عشق یکے ہر چہار عبارت از تحول و تزلزل و
انقلاب و تقلب باشد ایمردن زیستنی است دیگر من مات فقد
قامت قیامته از کون بفساد رفت و ازان فساد کونے دیگر
شد پس آن کونے دگر شود بعد آن چہ پیش آید این عرفا و اولیا خوف
عاقبت کنند ہم ازین و لا ادری ما یفعل بی و لا بکم گفته اند
در بہشت اطمینانے و قرارے خوف جلال چہ معنی دارد که از قہر سخت
تر است آنکه محی الدین ابن عربی گوید ما الکل مفتقر
و ما الکل مستغنی او را ہم ازین جا غلط افتاد لو هلکت
هذه العصابة لم تعبد فی الارض پس آن ہر صد سالے
اختلافے و اختلالے تبدلے و تحولے رسوم و عادات بگردد آنچه
مرد میدان نماید بدان وصف نباشد یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ
غَیْرَ الْاَرْضِ ازان نشانے دہد بعد ہر ہزارے دورے دگر
دائره دگر سائر سلطانے عظیمے و قہرے قوی که از مشرق تا بمغرب
و از مغرب تا بمشرق و جنوب و شمال ہمه را بیک رنگ کرد برا
ابقاے تخم چندین را نگاہبان شود آن سه قیامتے که گفتم علامت
و نشان قیامت باشد و مثال او نمو داری بود ہفت دور گشت
دگر بحکم خدا باز گشت علما گویند رویت بالاترین ہمه نعمتها فعلی ہذا
باید که جز در بہترین امکنه نباشد در کرسی قضا جلوس فرماید مومن
و کافر مطیع و فاسق را در محضر کشند اکنون او را ببینند و طاقت رؤیت
کرده باید نقشے و نگارے باید چار روزه باید تا بہترین امکنه شود
جلوه نشستنی خانتی ہمان شد منزه کجا رفت تجسیم بہمه جہاتی شود

دل مرا آئینہ ساز یک لحظہ آن سو روشن تر بین کہ چہ مکان لامکان
است و چہ انوار لامکان دران مکان بہمہ ضیاء و لمعان بانو گوید
اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فاعبدون صحرائیت وجودات کونین
از حبہ خردے خرد تر بین و مقصود را بہمہ محیط دوراء و را شد ۔
تحفہ دیگر یکے را دران قضا در طلب و جست و جو حیرت اندر
حیرت سپس آن ہمو باز آرد و ترسم در مزاج خلل افتد اگر پیر دستگیر شود
ببازی و تو نیازی ناز بازی او را باز آرد و ہم دشوار باشد
اِنَّمَا العلاج بالاضداد او دران صحرائے گم نشدہ است کہ
مضیقے و فضائے را با وے جدائی توان نہاد کلہم جمیعون
با عالم قیامت شد کثرت با وحدت صورت اظہار کرد ہر یکے را
نماند جز رہ اقرار و عجب با این اقرار و با این تجلی وحدت بظہور خود
پیدا او انسفتی اینجا نیز یکے باشد با ہمہ تعلق و تکثر تعین صرف وحدت
غرق بود علی ہذا التجلی بر ہمہ شد و آنکہ تو گوی بعضے و بعضے فلیکن ہر چہ
شد شد بارے او شد وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ عکس
با عین ظل با شخص چون یگانگی کرد شخص او در آفتاب ایستادہ کن
و ظل را جلدے و ضربے زن بے ایلامے کہ آن شخص را خواہد شد زنہار
نگذاری تا تو بہ نکند امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہم ازین
صورت بہ ریع نمو و گفت اقدہ الشمس واضرب الظلال
چہ میگوی ظل را با شخص برابر کنی عین ضلال باشد یا نہ از ہر آسمانے
گذشتم فرشتگان رحمت اعلی بر من گریستند مسکین از کجا بکجا می برند ظل را
با شخص چہ عین بود سنائی از رہ خود کامی و خود رائی ازین جہان نشانہ

(۱) انہلت

و نقش خود نمائے کردہ است بیت

نیست را کعبہ و کنشت نکیست　　سایہ را دوزخ و بہشت نکیست

السلطان ظل اللہ فی الارض اے عدو بدبخت الطالب
سلطنت مملکت پادشاہ با ہمہ دولت و عزت بر تخت بر آمدہ است
و سایہ اش پیش تو افتادہ کارش تمام نکنی ہمبرین مزبلہ کہ ایستادہ تخت
سازی و بازشاہی بران شنیدہ حکایت جنید و مریدے کہ ازان
او علی کبنوری ہمین شیوہ می بازد من میان بازیگران ہم بودم دگر
نماید چیز دیگر باشد عیسی مردہ را زندہ کند از گلے جانورے سازد پف
زند پیر اندیشں اعجوبہ این میخواہد بکشند او میگریزد تو مردہ را زندہ میکنی
تو چرا خود را زندہ نمیداری چرا گریزی وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ جواب
دہ ہمہ شدہ است وَلٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ عذر من و تو خواستہ است
من این را دیدہ بشناسم تا بودہ ام ازان این بودہ ام عیسی گفت
ہرچہ از باشندہ بازدہ شمار اشد نداو را شہ نداو را از میان ضایع
رفت برو گو علیک بحفظ القلب ہرچہ دل فرماید آن کن دل
را از پریشان شدن نگاہ دار عصا میزند اجیی باذن اللہ میگوید
عصا چون زندہ میکند آنکہ عصا گرفتہ خدا را عصی اللہ شد آنکہ بضرب عصا جزا تمت
نباشد برو تنش تا بردار الباہند عیسی لغیر پادر سی رسید او ہم بدان اصرار کہ جز یک
نان نانے دیگر نبود یکے گم شدہ است آن یکے متہم بود تحقیقے نداشت ورنہ کجا
رفت آخر دل نیستی است دیگر یک سخن را ہشں وار از ابتدا و وسط و
انتہا جز بر یک حرف نہ ام و جز بر یک نقطہ نہ علی کرم اللہ وجہہ
میگوید العلم نقطة کثرها الجهل این جہل ما صورت اشکال

وامثال پدید آورد یکی بهمه رنگ ساخته بهمه شکل پرداخته در حجابی
در رفته ورا هر یکی سخنی گوید زبانی ورا از کن هر یکی بوهم خویش نشانی
دهد چند شیشه بیار اما شرط آن باشد که همه سپید باشند یا برنگهای
مختلف و آنچه فی بطن شیشه باشد بهر رنگی که بود شیشه همان نماید یا
آنچه درو لیست او برنگ شیشه نماید این آمیزی را تو خبر نداری بیت

نظاره گیان روی خوبت — چون در نگرند از کرانها
در روی تو روی خویش بینند — زانجاست تفاوت نشانها

واعجبا مجنون دران شیشه خود را می یابد لیلی گم گشته خبر آن نماید اکنون
شیشه شکنیم اکنون چه کنند مجنون عاشق که شد لیلی کجا شیشه شکستیم
ما فیه بذاب شد در دهم ازین دریچه سر برکشید هر چه کردیم کردیم در و صبر
ندیدیم هر دو دست خود را اصفر الیدین یافتیم پی بریده صُمٌّ بُکْمٌ
عُمْیٌ اُفلت وجود ما شده فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ
تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ
تُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ چون مبدا و معاد مرجع
و مآب الحاصل ما فی الباب هم ازین جا انحصار یافت شعر

انتم حقیقة کل موجود بدا — وسواکم فی العالمین توهم

نهایت کار رسا شدیم با این همه هیچ من در ان جمع بیگانه بودیم
و ما تو و او کجا ست بگو کار بقا و هم رسید علی هذا سا زد سوز در دود رو
بر فور آن غلبه باشد سود مند ما چه آنهایین که در دمند ما کرد وَقَضٰی
رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ترا چه حال

می آید قضی افعل ماضی است بر حکم ثبوت و مضی کرده است چه باشد سنگ و چوب
و خشت و درخت بر پرستیدن حکم کجا رفت گرد او هم بر بهانهٔ منشور امید هی
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا تا جواب این سوال کرده است بیت

بفراغ دل زمانے نظرے بماہروئے | بہ از آنکہ چتر شاہی ہمہ عمر ہاؤ ہوئے
چون ذوق تو کافر بتے بیاید | مسکین چه کند که بت پرستی نکند
بحق آن خدائے کان بعالم | ندیدم جز وجودش هیچ دیگر
مرا طعنه مکن در بت پرستی | که فرقے نه میان بت و بتگر

وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اگر تربیت کرد اندیشه کجا رفت
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ این رحمت که میکند ابو الحسن نوری
میگوید من در حمام باشم جامه من در و ملهیز نگاه دارو رأیت ربّي في صورة
اُمّي كما ربّياني صغيرًا۔ وجناح الذّلّ هم اینجا ها كالحلقة
المفرغة لا يدری ای طرفها کرده خوشی کشیده است در ندارد و
وره ندارد گرفت ندارد آید زود رود نتوانی نگاهداشت بسیار بار رفته ام
جز ندا دور باش نشنیده ام ایاك وبساط الملوك لهم ما يشاؤن
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ گردن بند هم شده
است القيد قيد الاسلام عمر را سیر کرده میدارد وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ
مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ دست را با کله ی دست باکله سازی دست
مرا هم در گردن من غل کردی و مرا فرمای لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ
عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ وسط الطريقين از کجا روے
نمود مشاغل سلسلے مقتدے سے زمینے اور اگوی بره راست دید رو در سمت
رو بیک سے نظیر آنکه آن چاره چه کند فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا نشنید

بحق تو بعزت تو بحرمت تو خیلے عمرے درین آرزو گذشت من با شم
و تو آه میسرم نیامد او تنهاست دومی را دیدن نتواند یا آدم اسکن
اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ چه ازدواج بود این حوا را هم از آدم کشید
خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا علیٰ هذا آدم را سکون با خود شد
فحن الیها حنین الکل الی الجزءِ هر دو با هم سر دیوار زنند باشد که بنوعے
هر دو یکجا گردیم این جدائی است هرگز دوری نپذیرد این بیگانگی است
که هرگز به یگانگی باز نیاید بیت

تا بحلقم همچو کشتی غرقهٔ گرداب غم | دست و پائے میزنم تا نگذرم آب از سرم

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ او مرا از خود ترساند و من مبتلاء او هیچ میدانی
کدام گرداب است لابد منه و لا سبیل الیه بیرون آمدنم میسر نه با و
بودن ره کارے نه راہے است که جز سایه بهره نه درد دلیست که جز درد
بر درد دو تو شدن درمانے نه منزلے که ره روی و ره بری و تعین منزلے
تحقق نه بیت

دلا تا کے درین زندان فریب این و آن باشی
یکے زین چاه ظلمانی برون شو تا جهان بینی
جهانے کاندرو هر دل که یابی پادشا یابے
جهانے کاندرو هر جان که بینی شادمان بینی

سنائی خودرائی و خودستائی میکند چنان بر هم بربسته است که مجال حرکت
نیست ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ درین تنگی و تاریکی پادشاهی و شادمانے
فضاے راحت هواے کامرانی از کدام دریچه سر برکرده است از کدام
فرجه فرصت برون شدن یافت و من فقه الرجل اذا اراد ان

ارکان | یتوضأ أن یبدأ بالخلاء نعم نخست تطہیر انجاس پس آن از زلالت وسواس
پس آن انتفاء حجاب شد و شد فتشم تا آنکہ پاکتر و لطیف ترنگردی الصلوٰۃ
معراج المؤمن چون توان قدم آنجا نہاد سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ
لَیۡلًا تا آنکہ دران حضرت بردتا برہ وقفل کہ رسانددورا سراوقات سراپچہ
کشیدہ دربانے بردر ایستادہ است چوبے بدست گرفتہ سراپچہ است نہ از زرونہ
از دیبا نہ از حریر نہ او را طولے نہ عرضے نہ او را از رعے و میخے اما سراپچہ اش نا منند
وآن دربانے کہ بردرش ایستادہ است نہ او ملک نہ او بشر نہ او جن نہ او بد
اما رونده چنین داند مردے چوب در دست گرفتہ بردر ایستادہ وآن چوب
کہ بدست گرفتہ است از زرے و نقرہ نیست از لعلے و زبرجدے نہ واز دُر واید
وگوہرے نہ طولے نہ عرضے نہ وا بنویہ نہ عقد کاربرین جملہ است گوئی چوب
دستے است و بدان دستے کہ او گرفتہ آندست را قبضہ و قبضے و راحتے
ویسطے اصبعے لحمے عظمے عصبے نہ اما دست گویند برندہ روندہ را
تا آنجا رساند مصرع

این رہ نتوان رفت بپاے

وگرآن روندہ بقدم رود برندہ رہ نمائی کند تا آن در رسانید پس آن از
ورای سراوقات عزت ندا الی الی برآید بدان نازکی بدان نرمی بدان
نداتوابہا | لطافت بدان خنکی لو سمعت اهل الدنیا تواطرهابرندہ روندہ
را درون فرستد ندائی کہ آن درون عرضے وصحنے کونے و مکانے دارد
واللہ اعلم تا درمیان باوے چہ رود بیننده نداند کہ دیدم نمائندہ نگوید
کہ چہ می بینی مصرع

اینجا نرسد نہ ورق ہر سودائی۔

آن پیر برنده که رونده را تا آنجا برده است او را نیز از آن شعورے نه نداند
که با او چه گذشت با هر یک شطرنج بازی دگری باز د تو چه دانی که بکدام مهره ترا رخ
نماید خانه ترا آن شه مات سازد بیچاره نیست و نابود مسکین نابود در اصل وجود
از چه شعور تا چه حضور در کدام نور با آن بود الی الی این آدم دور باش عزت با همه
رفعت و جلالت دور باش کبریا و سلطنت جز این نگوید هان وهان دور
و دور و دور آه آن نادان در خانه وصلت که بوهم و خیال خود او را
وصل نامیده است هم بعزت او هم بحرمت او هم بیگانگی او هم بفرزانگی
او هم چندانے بینها جدائی و بیرهی و گمراهی آن قدر تصور توان کرد که
بعد المشرقین دور تر باشد محمد تو در قبة النور برو بعد دق الباب از درون
قبه بشنو کیستی تو بر در منم محمد لا حول ولا قوة الا بالله باز گرد که اینجا منی و مائی
نگنجد مائی و منی در مضیق که اضیق الامکنه است محل در آمدے و برون
شدے ندارد یا رب چه گویم مسکینے بیچاره پرورده کافرے یتیم زاده
زنے بیوه قدید خوردی روزگار گذرانیدی هیچی نیستی نابودی هر آینه
چنین گوید شعر

حبذا وجهک المبارک فلا ‌ ‌ ‌ ‌ مرحبا مرحبا تعالا لا تعالا

آن آمدن سود مندے نبود ور نه دعوت دگر چه معنی داشت محمد را از خود بخود
ورائے خود در رفتن چه مصلحت باشد بتردد بین صحو و محو بین فنا و لقا بین
رمس و طمس و صفور و غیب و شعور و نکرة و جود و عدم و حقر و عظم الله
باز گشت راه نیست و آنجا که ستاده ام ایستادن را مجال نه پیشتر شدن میسر نه رباعی

مرا در دلیست در سینه که درمانش نمی بینم ‌ ‌ ‌ ‌ پریشان خاطرم هر دم که سامانش نمی بینم
زہے کفرے که من دارم که ایمانش نمی بینم ‌ ‌ ‌ ‌ زہے راہے که پیش آمد که پایانش نمی بینم

ن این دم

ن برو

ن بیان
ن تعال تعال

اضطراب محمدؐ چه معنی داشت دستارش از سر فتادن چه بیخودی و بیهوشی بود بکدام
زبان توان التحیات لله والصلوات والطیبات شعر

ای یار عزیز من کجائی | با اینهمه کبریا کرائی
آنجا که نه کون و نه مکانست | وانرا که شد از منی و مائی

صدیق اکبر میگوید العجز عن المعرفة معرفة چه دانیم تو این را
چه معنی با خود راست گیری ای عزیز خلاصهٔ رسالهٔ قشیری جز این سخن نیست
قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ العلم من الصفات الذاتیة والله
من ورائهم محیط دائره است که هیچ یکی را ورای آن گذشت نیست بیت

بسیار خواستم که شوم سوی باغ لیک | پروای آن نبود که از تو سفر کنم

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته قائل کیست
سامع کدام کلام چه السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین که می
تواند وکرا میسر آید آرے او خود را خود ستاید او خود بر خود بر آید او خود را بخود
نماید او با من و تو نیز دارد او خود با جمال خود سازد سالک مجذوب منذار
مسلوک از بر بر پرید بر بندد و از دریکارش غریبست مسکین محی الدین ابن عربی
و بیچاره قاضی همدانی چه کند که ولایت را بر نبوت ترجیح نه نهند چند و زیر
همنشین و مشیر و بشیر پیشوای اوست با اینهمه از بر پرید است و از در بکار
مستغرقست گویند لا یحجب الخلق عن الحق والحق عن الحق آری همچنین
است چه میگوئی معشوقه همه ره حاضر باشد و نفسے از تو جدا نه خواه در خلوت
خواه در جلوت اما این عاشق با معشوق خود در محضر و مجمع و در منظر و محشر چه
باشد با وے چه توان کرد بس آنکه در خلوت باشد نه آنکه همه مراد ها هر چه بوس
یکدیگر است بکام خود بر بندد و دیگر در بسته باید رقیب مرده باید سگ خفته شاید

ولالہ درون و برون رفتہ آید چراغ راہم باید کشت درین تنہائی و تاریکی چہ تماشا
چہ شود و تا چہ رو دو دو کار است یا در یا بر اگر در بر میسر نیست بارے بر در رو آنکہ
از در ہم گذری آنکہ ترا باوے صورت کارے نیست رقبہ عبودیت تو سر از
ربقہ اطاعت برون کشیدہ است بحقیقت و آن اگر در بر است کار درست
است چنانچہ باید تمام تراست و اگر درین قلب شود بر در افتد رباعی

با دل گفتم مرا مبر بر در او　　کو محتشم است من ندارم سر او
دل گفت کہ این حدیث بیہودہ مگو　　یا در بر او کشند یا بر در او

صوفی را جنید در بادیہ چشم بستہ دم درکشیدہ بے طعام و بے آب عمرے ماندہ
جزم الزام حال آیین و نفس صورت انکام او ہیچ مرادے نرسیدہ و ہمہ بلاہا
کشیدہ جنید خواست رحمے بران بیچارہ کند خواست تا سرش بزانوے
خود نہد آن شہباز آن سر فراز حقیقت و مجاز را در یک پلہ نہادہ بیک
سنگے وزنے کردہ ہمہ وجودات را چون چوبے مغز پوست در پوست
دیدہ فریاد برآوردہ کیست این فضول میان من و دوست من فرجہ مدخلے
میجوید برگذر از سر من بگذار مرا با دوست من یُقَلِّبُنِی کیف یشاء جنید
ازین نوید دست و پاے خویش را در تصرف و قدم سیر و سلوک بے بریدہ
دید آن سید الطائفہ آن رئیس القوم آن مرشد الصوفیہ آن مودب اہل سلوک
خود را از ہمہ ہمہ و اماندہ پس افتادہ تر دید اکنون چکنند کہ بگوید عبادت
ہفتاد ہشتاد سالہ را بتار موے بربستہ اند در فضاے بے نیازی آویختہ
صرصرے از فضاے کبریائی می برد ندانم یا ردداشت یا قبول خود را
دران پلہ نہاد در میزان الاعمال حالات او را در پلہ بجاے سنگے نہاد
دانست کہ ہمسنگ او نیم بلکہ بپاسنگے نرسم ہم سنگ او چون تو انم بود یا زید

چه گفت یک چشمے که بسته‌ام بخواهم گشود تا بابسطام فرو برم سلطان العارفین
از رعایا و چاکران این درگه میشود که آه بارگاهی یابد بسیاران خواستند جز بکوفته
رخ شکسته باز نگشتند اللّٰهم انی اعوذ بك من أن أشرك بك شيئا
وانا اعلم به واستغفرك لما لا اعلم کدام شرک است آنکه معلوم
نشود مخفی ماند عجیب ابهامیست این علیٰ هذا جمله مومنان خود را در شرک شرک گرفتار
بینند

شعر

انتم حقیقة کل موجود بدا　　وسواکم فی العالمین توهم

همین توهم نیست که او را شرک خفی نامند با خود از خود بخود در خود زخود همین را
شرک نامند آنکه گرد ما و شما و احوال و اعمال کذلک از بود وجود هم که آسود
همین شرک شد یعنی فرد حقیقی را انقلب انقلاب چه نسبت توحید شرک تصوف
شرک توحید شرک اتحاد شرک اتخاذ شرک وحدت شرک اے همه بے همه در همه
کم از همه همون گرگ بچه و رمه ان الله لا یهدی قوما ضل عن سبیل
الحق ابو سعید میگوید یا کل یا خالق الکل یا رب الکل یا کل الکل یا کلیة الکل یا
کلیة کلی ـ هیهات فهیهات کل الانس واضمحل
الکلام واتحد کل ذی رای برایه بلی ـ انّ المُلُوكَ اِذَا دَخَلُوا
قَرْيَةً اَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً قهر سلطنت همین
تقاضا کرد نعیم رضی الله عنه میگوید ای بنی هاشم عصبیت و نخوت
شما گم گشت که روا داشتید یکے از بنی تیم و دیگر از بنی عدی از شما تقدم
کرد قدم پیشتر نهاد او حاکم شما محکوم او امام شما موتم چه کنیم حکم قهار این بار
برگردن ما هر چند من اثقال ایسار است بقهر و غلبه نهاد و اعزه را اذله
ساخت چه تدبیر جز گردن نهادن بحکم تقدیر ـ

ذوالنون میگوید خدا خالق را آفرید دوزخ را عرضه کرد رہ آباد گرفتند نہ صد نود نہ جزو ہیبت زدہ ازان آتش طلب نجات و فرجہ خلاص جستند من قبل این بود کہ بر ایشان دنیا عرضہ کرد نہصد نود نہ جزو در دریا خلاش فرو تر رفتند آن یک جزو لبقیہ را ہزار جزو کرد نہصد نود نہ جزو ہمان کہ گفتہ بودم ہمانست آن یکجزو را ہزار جزو کرد بہشت بر روے ایشان جلوہ داد نہصد نود نہ جزو مبتلاے او شد آن یک جزو باقی خداوند سبحانہ و تعالیٰ فرمود بر شما دنیا عرضہ کردم رغبت نکردید دوزخ نمودم نترسیدید بہشت نمودم در محل اجابت قبول نبود اکنون در چہ طلبید واز من چہ می خواہید قالوا انت تعلم ما نرید یارب محل گستاخی نیست حالت علم ہم بدو ہم بدین مصلحت است این الماء والطین من حدیث رب العالمین واین الماء والتراب ورب الارباب شعر

تجلی الی المحبوب من کل وجھۃ فشاھدیہ فی کل معنی وصورۃ

فی ظرفی وسظروفی طلبید عجیب حالیست۔

این قاف عشق را گوئی کوہ قافیست ہمہ وجود آرا کفص الخاتم در قبضہ قدرت خویش آوردہ العشق باب الی الجنۃ العشق فرجۃ من النار العشق قصر فیہ الحور والانہار العشق کبیر من جملۃ الکبار العشق رشحہ من فیض اللہ الجبار العشق قہر من الواحد القہار عشق آن نعمت نیست کہ وصف او در زبان سرنبی و ولی و ہر فصیح بلیغے در بیان تواند آورد عشق آن بلا نیست کہ رطب و یابس را باتو گذارد عشق آن دوزخ نیست کہ انبیا و اولیا را نسوزد عشق آن قعر نیست کہ نہایتش کسے دریابد عشق آن سلطان نیست

کہ رعیت و اعوان محتاج باشد عشق آن حریف نیست کہ با من و تو بازد
عشق آن سوار نیست کہ در صحن دل تو گوے چوگان بازد عشق آن آشنا
نیست کہ با تو و فا کند پس برگذر ازین بیشتر مصلحت نیست امسک
لسانک واقطع بیانک والزم عذرک عشق را ہمچو مہ مدان
کہ گہے زیادہ شود و گہے کم شود عشق را آن کوکب مدان کہ بر آید و فرو رود
بود نفسے و زمانے نبود ساعتے و اوانے کہ محمد را در اعلی علیین نبردہ است
و او را ازان فرو تر زدہ است معراج چہ معنی داشت بازگشت چہ باشد
نہ آنکہ بر آوردن و فرو زدن است محمد چون گوید اللهم انی اعوذ
بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك
واعوذ بك منك خضاانت كما اثنيت على نفسك
میدانی یا محمد چہ طعنہ است این ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ
نذیرا انك لا تهدی من احببت عشق از مادرے و پدرے
نزادہ است عشق از تختے برون نیامدہ است و از علوے فرو نیفتادہ
است عشق کما ہو ہو کسی ندیدہ است عشق پردہ از رخ وقتے برنکردہ
است روے عشق وقتے کسے ندیدہ است عشق از صفورا بیاموز
موسی چنین گویا انا و غیری ہم ازان انا اعلم فرمود ہم ازانش
خضر گفت انك لن تستطیع معی صبرا آہ ماہی بریان زندہ در آب
آشنا کرد موسی را ازین نکتہ گر خبرے احتیاج بتعلیم خضر نبودے
و او را بجہالت و بلاہت نسبت نکردے موسی بشرف تکلیم تفضیل
یافت و اعجبا بیت

او با ہمہ در جمال چشم ہمہ کور   او با ہمہ در حدیث گوش ہمہ کر

لن ترانی گدائے از امت محمد چنین گوید بیت

حسن رخ تو ملک دو عالم فرو گرفت　　بیچارهٔ که از تو گریزد کجا رود

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ نصیب عیش کرده اند عجب ظهورے نیست تو چشم بندی اجلالاً و تعظیماً هیبتاً و رهبتاً او ورا هم درون حلقه بسته بینه عشق آن نور است کو را ظاهر و مظهر خوانند خواجه من میگوید اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا خیمه در دریا زده اندر ربع مسکون ابر آن مثال داشته وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ جمله وجودات در بطن عش است هیچ جزوے از اجزاء خیمه هیچ تارے از پود و از ان تسبیح حقیقت بیرون شدن نتوانست است اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ چه قوة نموده است از این باد ها ثمود و عاد را در قعر آن دریا فگند چون تو خواهی آن خیمه بر قرار باشد از عشق کسے نیاسوده است دیده عشق وقتے نغنوده است تو این سو لحظ کن نظرے با معان ببین تحقیق تو شود که عشق بازی نیست نکته مجازی نیست کار سازی نیست محل دلنوازی نیست مکان سرفرازی نیست عشق بیمهر است بر کسے نظر شفقتے نکرده است خبر از درد من و تو ندارد او خارج از جمله نسب اضافات است مسکینے بیچاره دردمند مستمند از چند تا چندانکه او را هیچ شفقتے می آید یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ برای چه میگوی دوستی این بود دندان ور خساره محمد شکسته و بادے چنین گوید اگر هیچ نبودے هیچ وجودے نشدے همین محبت است در آرند فرو زنند عشق دفانداز د عشق جز جفا نیاز دلفگار را انکار دارد صفا را باکدورت بهم آمیزد کفر و ایمان را در هم زند مرا گویا کعبه را چنین احترام حرم را چنین عظامه شتے سیاه رویان را

بعث کرده بهانه بر سر ایشان نهد و خود برنگ سیاه روے بر آید قطره قطره
اش کند نکو تسبیحے است فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ
تُصْبِحُوْنَ باین سیه روی این عشق از همه منزه فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ
تُمْسُوْنَ ازین سیه روی بنزاهت نماید وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ بدان
جمال و صباحت پرستیدن پیشه سازد يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ
يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ لطف قدرت بدان صورت نماید پس
آن خودش ستاید لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ
چه میگویم مرده مردار شد آن احسن تقویم اقبح الاشیا گشت لباسے بر تنش
عاریت کرده بود باز ستد بقولے کہ او بود پیدا آورد کون با فساد جمع کرد
آن احسن تقویم ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ رفت پس آن
شعبده گری اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ازین انشا او نعم
چهره بازی کرد هر آئینه بازی گر را جعلے شاید فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ
اگر منت نهد مقطوع شود محمول موضوع از مبتدا و منتهی خبرے ندارد صاحب
حالے باید تا این تمیز تواند وروی صرف از نحو تواند آورد اے مسکین ترا
اسمے بیش نیست تو از فعل و حرفے معلوم نداری این ترکیب اسنادی نیست
این مرکب امتزاجی نیست ای مسکین لبلبک بت اضافیست الیاس
از جمله حقائق و معارف روے یابس دید ازین تلبیس و الباس و ازین تعمیه
و التباس لباس نهانی در بر کرده بهواے فضاے الوهیت پروانے
نمود جز سوختن در سوختن كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ هیچ موجودے نه بتصور
صورت خیالی التعین اول را اثبات محو کرده چو همه محو گرفت وَيَبْقٰى وَجْهُ
رَبِّكَ وجودے محققے ماند عشق عاشق را مشلل شدن روا ندارد خود را کسی

بدخواست است و خود کسی پرداخت است عشق ملحد است عشق زندیق است
عشق کافر است عشق بیدین است اما خوش حرکتے دارد نهان شده چنان
که خواهد بازد و القاء حبل در غارت هر یکے کند تحفهٔ دگر بدین حساب محاسبه
فرماید نکو سریست صوفیان در مراقبه وهمے را بوهمے دهند تا وجود حقیقی
چنانکه اوست که هرگز خفا بر وے روا نیست حجاب نقاب از رخش بر آید من
چنین خواستم انتظام بیکار شد مجنون بهای لیلی زیبا بود ایام دولت جمال
لیلی پشت داد روی بگشت آورد ما آنهٔ و ما بیضه نسبتی را نسبتی برابر
کرد این هر دو نسبت یکرو به رخ بحقیقت کار نهاد همه مردم یکدست شدند
دامن عشق را هر چند گرفته تر داشتند او استوار قدم است لَاُغْوِیَنَّهُمْ
اَجْمَعِیْنَ آن بدبخت لعین با همه قوت و مکنت الیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ
پارسائی مریم از بے چادری نیست کلتا یدیه یمین دست گیر
من و تو شده است لطبیب القلب است مع الله بودن چه معنی بنشته
ای الصبر اشد الصبر عن الله من که او را از خود جدا نه بینم
و صورت دوی درمیان احساس شد صبر از و چون میسر است یکے
عمرے باشتیاقے بود معشوقه بود خلوتے فرمود دستورے و پرده درمیان
تنهائی و برهنه از همه اعراض و اغراض سینه بسینه شود معشوقه فرمود ها
وهان هش باید بود یا از خط ادب قدم از اندازه خود نباید کشود اشد الصبر
باشد یا نه جنید چه می گوید النهایة الرجوع الی البدایة عشق را
با بتدا و انتها چه نسبت او وسط او دوار افلاک فلک او اطوار شموس
و اقمار را ابتدا و انتها تا مند قمر کاسه است شمس منکشف است اِنَّا
لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ علی که سرور عرفان است رهنماے اصفیا

است ہم بدین نشان داده است امّا استغفرالله که او ابتدائے
و انتهائے در میان آرد و این صور خاکی را با سوار کان آبی ہم برزده است
حمد عشق حا ہمہ را صواب کرد میم ہمہ را سد نهاده است
عشق براستی و درستی تصحیف عشق است سه دندانه میانهٔ او راشکسته ان
قاف را با عین یکے کن ملکوت و جبروت و لاہوت را بفضاء صمدیت
و سپس آن ہمہ ترفع و استغفار بہمہ تعظیم و استعلاے بر کنگرهٔ عرش جوہر آئین
ندا فرما نحن الملوك امرابینهم جیشهم وذهبتهم و وهبتهم
لاحاجة لنا الیکم رباعی

آنم که ہمہ جهان بفرمان منست ... سلطان منم و عشق تو سلطان منست
تو جان منی و جهان جان منست ... من آن توام ہمہ جهان آن منست

ومن العصمات لاتحد یالیت رب محمد لم یخلق محمدا
عشق یا بود یا ہمہ آرام و قرار بخلوت خانهٔ فردایت خود لغمهٔ کن فیکون
ہاتف ریب المنون بگوش او رسانید رقص کنان بر در میخانه آن
فرزانه گوی دیوانه از ہمه بیگانه ہمان سو دوید نگرازان وحدت چه کثرت
افزود و ازین کثرت چه بلاها رخ نمود آنکه گوید حسبنا کتاب الله
او چرا در معنی آیے طلب کرد داؤد در زن اوریا چه دید و یاوے چه
کار و بار بود تا چندین ملامت می باید کشید یا انبیا چه افتاده است
این اگر ہمه با ہمه در یک پله نهیم بیکے زن سنجیم تا ہمه ہم ہم سنگ گردند بیت
آتش بیار خرمن آزادگان بسوز ... تا پادشاه خراج نخواهد خراب را
اگر تو تو نباشی و من من نباشم بدانی که این توی و منی من ہمین وہم جدائی
من و تست بیت

چو ملک بادشاهی دیده باشی ترا کردن گدائی مصلحت نیست
شما را بی شما میخواهد آن یار شما را از شمائی مصلحت نیست

مولا جلال رومی دیوانه است نامعلوم عاشقی است نامفهوم خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ وقتی بحقیقت معنی او خوانده جولان المشاهد مهری بی مهری است العلم حجاب الله الاعظم نظری بیفکنید صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ گم کردهٔ عشق است نظم

باز آمدم چون عید نو تا قفل زندان بشکنم وین چرخ مردم خواره را چنگال و دندان بشکنم
گر پاسبان گوید که هی بر روی بریزم جام می دستم اگر دربان کشد من دست دربان بشکنم
هر گه من بدستی آدر خانهٔ خود ره دهی پس می ندانی اینقدر این بشکنم آن بشکنم

آنکه دیدی آن دیوانه را جلال جز تخم ضلال و نهال وبال نکشته و جز ان خودکامی و تربیت بدنامی دگر نه نشسته است روزبهان چه گم کرده همدانی از که پس آمد از چنین غرقاب که هیچ ره روی پایاب در مآل و مآب پیدا نه عیسی را میگوید وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ چه باشد این محفلی مجمعی تا چند بیک زانو همه در تعین تشخص یکی را عاشق خوانند آن جمال ندارد که کسی از وی تواند که چشم بردارد و نه یارا از مدح و ثنای او باز دارد و دل را از لذت شهود او جان و جهان را نگذارد با اینهمه یکی را عاشق نامند و یوسف پس هفته آنگاه دو هفته جبهه خود را بر چشم مستی خود میان نموداری کردی بجای این مهد دو هفته تا هفته دیگر احتیاج از طعام و آب بردی با اینهمه توقیع عشقبازی جز بنام زلیخا نشست نیافت اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون

تو در بیان ما گمان نبری که من از کثرتے بوحدتے و یا از وحدتے بکثرتے
می آیم چنانچہ رسم اہل بیانست این غوک در قعر دریا افتادہ است
ہرچہ گوید از دریا گوید با دریا گوید دران قعر او ہمہ خود خود را صاف
تر و پاک تر شود ۔ انا اقول وانا اسمع وھل فی الدار غیری
کلامے نسبتے با عربدہ ہاے مادار در زال زنے با جنید کہ سرور مردان
دین است و پیشوائے اہل الیقین است چنانچہ رسم زنان و زنان و زمین
است چہ باشد کہ اسرار خدا با عوام بگوئی سید الطائفہ طاؤس العلما
بشرط تشطیح و ارتفاع برآمدہ میفرماید با اسرار خدا با خدا میگویم بیت
تا ظن نبری کہ ہست این رشتہ دو تو یک تو ست ز اصل و فروع بنگر تو نکو
گویندہ نمیداند کہ چہ میگویم اللہ اعلم تا شنوندہ ازین چہ فہم برد خواجہ
من این دو بیت را با چند صوفی دیگران از ان نصیر علوی دویم
زین دیو گیری بذوق تمام اشارتے میفرمود رباعی
او حد دل را ز خویش برکن و گردآر و این رخت بہر سوے میفگن گردآر
عمرے چون گل بباد دادی یکدم چون غنچہ فراہم شو و دامن گردآر
گفت این از قبیل انفاس است شیوخے بدعوے فہمے و رسوخے و مے
قدمے می زدند ہر یکے باد یگرے بحثے و تفحصے میکرد الحیّ القیوم ۔
الحیّ ای لہ الحیوٰۃ المطلق الحی ای ھو غیر الحیوٰۃ الحی یحی الذی
بہ کل شئ شعر
از قطرہ تا ستم ہر سو روان نہرے ببین ور زرشحہ لا ہوتیم در ہر طرف بحرے ببین
در دیدہ انسان ما صورت نہ بندد پیکرے جز عکس عین شخص ما در نور ما نورے ببین
خورشید ہر روز نبہ را ہر روز دیگر مطلعے این ماہتاب کے شبہ در ہر مہی بدرے ببین

معشوقۂ پارینہ را امسال بدیدم تازہ تر　　در شکل کبرائے منست مقصود ہر صغریٰ ببین
ای منکر محشر بیا بیہودہ تا ازاینجا مخا　　رفتی زمانے باز آمد نشرہ را آنشر ببین

ولدت امی اباھا شعر

دختر چو مادر شد مرا من مادر خود را پدر　　او زاد از خود این پسر بر سر سرے سر ببین

الطریق لائح والحق واضح فایھا الانسان الغفلۃ من الحرمان بواد الحقیقۃ لو نفخت لاحترقت کل طلب وارب وکل تعب وطرب بر محمدؐ عشق قوت کردہ است ہمہ را ایک چشم نمودہ است سر از گور برکردہ امتی امتی میگوید و آنکہ از خود بدر نشدہ و آنکہ ہمہ را بیک تار مو برلستہ ندیدہ و در یک ہاون جمیع بنا وردہ و بدستہ الا اللہ نکوفتہ را و ہمہ را بیک رنگ و بیک نوع و بیک شکل مزج ساختہ ہر آئینہ امتی امتی گوید بیت

انّی وان کنت ابن آدم صورۃ　　فلی فیہ معنی شاھد بابوّتی

نحن السابقون الاٰخرون نحن الاولون الاٰخرون نمود از من قبل بود ظہور بعد الکل نور فی النور شد و این ہمہ اطوار فلک بیک گشت باز آمدہ است روز و شب بہم آشتی کردہ اند ظلمت و ضیا بہم پیچیدہ اند آنکہ خود را آدم نام نہاد محمدؐ بود و آنکہ خود را خلیل اللہ خواند احمد بود و آنکہ خود را کلیم اللہ خطاب کرد محمود بود و آنکہ خود را روح اللہ با حیات و امانت شہرہ بود قطرہ از آب وضو محمدؐ چکید احیا ہم از ان بود امانت آن قطرہ بر زمین افتاد و خشک نمود یک کلمہ در ملتقات ماست لا الٰہ الا اللہ محمد عبد اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد صفی اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد نبی اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد خلیل اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد کلیم اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد روح اللہ لا الٰہ الا اللہ
محمد ولی اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد حبیب اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لا الٰہ الا اللہ محمد من اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد الی اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ
لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ
محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد ن اللہ۔

اَللّٰہ ہمزہ را حذف کن لِلّٰہ شد لام اول را فرو افگن ھو
باقی ماند و او از ہو سقط یافت ھ قدم ثبوت گرفت نقطہ مجوف شد چون
از میان خاست نقطہ جزو لا یتجزّٰے ثبت یافت حرکتے ندارد رفعے
و خفضے و نصبے بجزم آمد اکنون اینجا زبان ببر دست و پاگرد آر چشم را
فرو بند با ہمہ در ہم شو دہ مدہ ذاکر و مذکور و ذکر را ظہورے و کمونے شد ۵ بامم ۵۵۵
اتصالے پیدا آمد سوگند بروے وموے محمد خورد ند روے محمد ہمہ
جہانرا نور بخشید ضیا و جمال ہمیدان باشد موے محمد عالم را اختفا و کمون
نہد وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی اشارتے ہمبدین بشارت باشد
ہیچ میدانی اگر معشوق بروے و موے عاشق سوگند خورد چہ عزت
و چہ عظمت و چہ جمال و بہا و چہ تبختر و ارتقا و بہ خود بینی و خود ستائی کہ او را
ظاہر و روشن تر گردد ہان وہان برین روے سپید خالے سیاہ ہمچی با یست
نہاد اگرچہ موجب جمال و ازدیاد حسن و کمالست امانامش نقطہ سیاہ
است گفتہ اند شعر

الوجہ مثل الصبح مبیض والشعر مثل اللیل مسود
ضدان لما استجمعا حسنا والضد یظہر حسنہ الضد

گویند دوزخیانرا از دوزخ بروں کنند در نہر کوثر آرند دران غسلے دہند

سیاہی کہ از احتراق آتش بر جلوۂ جبۂ ایشان پیدا بود ہمہ شستہ گردد سپید
ولطیف وزیبا شود یک خالے ازان سیاہی بر رخسار ایشان باقی ماند
قیل روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلک زین الوجہ
ہر چند کہ آن خال سیاہ موجب مزید بہا وجمال شد آنکہ نشان آن سیاہ
روئی است سنائی میگوید رباعی

کو جمال طاعتے تا مر ترا رخصت بود | بہر دفع چشم بد خالے ز عصیان داشتند
کو کمال حیرتے تا مر ترا فتوی دہیم | صورت جانانہ کافر نہ مسلمان داشتند

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی آن اعزاز ولن
اکرام ہیں آن این طعن خفی بر مزے نہانی کہ ہمیں محمد یتیمے بودہ ما ترا بخود
جائے دادیم گمرہ بودی رہ نمودیم از محمد پس ازین غم چہ درہم شد اگرچہ محبوب
محب در ہر خطابے اگر مستطاب و اگر فصلے من ذلک الباب باشد آنرا کہ فرح
وطرب خوانند عاشق را و محب را ہمہ جز موجب التہاب و اقتراب نباشد
با این ہمہ طعن طعنت مدح مدحت قبح وحسن سیئہ وحسنہ در یک مقام
معین قدم نہ نہند لیکن بحسب تعین ومنعے واعتناقے والتصاقے تصور
شود رباعی

بر کنگرۂ عرش چہ خورشید چہ ماہ | رخسارۂ معشوق چہ روشن چہ سیاہ
در راہ یگانگی چہ ایمان وچہ کفر | در دین قلندری چہ طاعت چہ گناہ

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ گفتہ بودم زندہ دلان دانند بیان ما در کشف معنی حی
آن تازگی ونظارہ دارد حسب العرفا باشد اما قیوم القائم بذاتہ والقائم
بہ غیرہ قیام بغیر چہ معنی دارد یعنی کہ این این است او او ست نمود آرا
کہ این این است واو او ہمین قیام این بدو باشد القائم بذاتہ قائم لقیام

او قائم بقیامہ شخصے پیش مجنون صفت لیلی و جمال و غنج او را کہ بشیوہ و شکل است صفتے میکرد مجنون برسم غیرت برآمد قصد پیوست کہ صمصام برطارم قائل زند بیت

غیرتش غیر در جہان نگذاشت — لاجرم عین جملہ اشیا شد

مجنون صفت لیلے را با جمال خویش یگانگی یافت عشق از گریبان ہر یکے سر برکردہ دید گفت مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ ۔ انا غیور وعمر غیور واللہ أغیر منّا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ سابق کیست آنکہ برخود غالب شد غلبہ اوہام وخیلات را در کتم عدم اصلی برد عروس جمال معشوقے مقام خالی یافت ہر آئینہ منزل ساخت قلب المؤمن عرش اللہ عشق پردہ برریخ گرفتہ شیوہ ہائی سازد و آنکہ او را شناخت بانشناخت سلام از من بسوے من مواجہہ کردانت منی وانا منک چہ گویم یکیست کہ دوئی نماید تا احد الطرفین نسبتے را التزام شدہ است حاصل شرح صدر تو مرا شناختی بعد فراغ ازین کلاغ سیاہ روابداً غراب البین فینا ینعق در فضاے عدم پرید فافرح وترنم انبسط ولا تتحم بیت

معشوقہ بساماں شد تا باد چنیں باد — کفرش ہمہ ایمان شد تا باد چنین باد

سپس تعریف چنین حقیقت بجمال خود چون عروس بہر دریغے وقتے در برکہ مربع نشستہ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ نشاید طرفے دگر چشم را لحظہ و دیدہ را نظرے تا از دیدہ بیود آید اکنون یا او دنا بود کے شہود بود آتش عشق قاف وجود تراکہ سدے گرانے بپیش افتادہ بیک لقف بسوخت

با این همه قمامه باقی یافت آدم از عالم هستی دم زد آن دم آدم را هزار سال
نمود ابو الانبیا بر فرزندی شیث خوار فرود آورد و در شحۂ از ان هستی از راه شفقت
و دوستی و جوانمردان راهم و سنی کرد بست سال در ره ایثار نهاد اے عشق چه
گویم که تو چه چیزی و کدامی و کدام کسی این پدر شفیق و این نبی صفی این آن
کس است که وکان ادم یکلم الله شفاها خواند بخشید باز گردد
العاید فی هیبته کالعاید فی قیئه ازین تنگدلی ننگ نداشت
شهید انکار آورد گفت بخشنوه دام باو هم چندین هم دو هم بدین حد هم
و هم اولیا و انبیا بدین ستهم حرف کثر نوشته اند بیان الم ن والقلم
اختصاصے می نماید ستهم کهیعص یصلح بیستها آمد شدے
میکند قل هو الله احد وراے همه خنده قهقهه میزند قل هو الله
احد اهتناف وارتباط را اعمازے کرده است کو هہاے آتشین و
خندقهای پرخار بطریق سیر سلوک پیشتر نهاده است گذر ممکن نیست
این ربع سکون بمساحتے و زراعتے پیش من الملك الحی الذی
لا یموت الی الملك الحی الذی لا یموت مصرع

؛ کے بود دو باشہ اندر ولایتے ؛

لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا روبخرابی نهاده است
علی چشم بستہ تیغ میزند میگوید حتی تفیئ الی امر الله قاتل و قتل
وقتیل بیک سبیل بے مزاحمت قال و قیل بیک راه شده اند بیت

گفتم که بیا مبری تو یا پیر | گفتا که دوی ز راه برگیر
چون نیک بدیدم این نکو بود | من وا دو پیر بهر سر او بود

نیام هم و صمصام هم و مرغ هم و دام هم و جام هم و جام هم او همه او و لعمری این

حمل بہیچ نسبتے درست نباشد ہمہ او چہ معنی دارد ایہا الشیخ الوجیہ
ایہا المرشد النبیہ یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ
وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِہْنِ الْمَنْفُوْشِ چہ لبسے است گم شدہ را بیجوید ن بہ
با خود گم اندر زبان کشیدن ذوالفقار تا چند سران و سروران را بیک
بار قوت وقت خود سازد و من المعلوم طول ذوالفقار بیجد
ذراع باشد شاید گزے کم و بیش این زبان از کجا یافت این گونہ ن کوبہ
گونہ چون دراز شد - ن چونہ

خواجہ من میگوید شیخ من مرا طلبید طاقیہ بر سر من نہاد خرقہ
ہزار میخی در بر کرد و از پایش بر آوردم آن در و دیوار و آن بام و
آن صحن ہمہ شیخ من بود تو چہ میگوی این برخی و درازی سپس آن ن بری
بازگشت ہم بصورت معتاد راستست تخیلے حقیقی و تحقیقی اگر چنین
است و اگر آن است این چہ عشق گہے نباتی و آبی باشد در صلبے
چون ژالہ و برفے منجمد شود -

تحفہ دگر او دران تنگی و تاریکی چون مینماید تسلطے و ترفعے کرد
مقر و مسکن را اضطراب داد برائے برون شدن خود جہانے
را شورانید ہر کسے را بلذتے و راحتے ذہولے غشیتے داد و من
مَّاءٍ دَافِقٍ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ از کمنے
از سکنے بجا منے دگر قدم نہاد خود را بخود از خودی پرورید حوض گوش پل
خود را گستہ در زمین ازان دریا بیک تف برون شد خدخود
یاور شد خود را مر ضہ ساخت انا نیکی بپیش گرفت تا بدان پرورش
رسید با ہمہ استلاد تعالی با ہمہ ارتفاع و معالی اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی

منادی شد گفتمش ملعون و کذابی بے دینی و کافری با خدا اشرک آری
او گوید اگر تو مرا نشناسی بر من چہ عیب آرے نہ من بندہ ام نہ خدا نہ تو
مومنی و نہ تو مسلم باصفا ما می آئیم و می رویم می بازیم می سازیم لیکن نہ آ
تا امیدانی کہ با ہیچ یکے انبازیم لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا
بِالْحَقِّ و رویت رویا خیال بالحق اثبات عشق ذوالجلال مُحَلِّقِيْنَ
رُؤُسَكُمْ آنکہ آن خود یکلی بدر شد مُقَصِّرِيْنَ بقیہ با خود دارد
دخول در حرم میسر نہ تا یکے ازین دو حال پیشوائے او نباشد آرے
در مسجد بے وضو نتوان آمد محمد را گفتند تو مقتدی و پیشوائی بقیہ کہ
با تو ماند آن از تقصیر تو باشد بسر و جان من سر و جود جان خود را تیزی
استرہ عشق صافتر کن تقصیر را با تو چہ نسبت بیت
نیست کن ہر چہ را درائے بود تا دل خانہ خدائے بود
قاف عشق اینجا قرار گرفت اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اگر
محمد را از و بد و باز نگر داند خلق عظیم از تو کہ باز ستاند وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ مکر
ابادان برادر خوندگی داد و سپس آن نسبت بخود برد خیر الماکرین بہترین
مکرہائے خفی ترین شیوہا بازیچگان ساخت اذا تم الفقر فہو اللہ
بعد نیستی چہ آید تمام فقر کے شود کہ استغنا بجمال و کمال خود قرار و استقرار
گیرد وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ چو فقر رفت غنی بفنا خویش در
مقعد اطمینان قرار گرفت ہر جا کہ کریست و ہر جا کہ خدائے است
ہمہ رین افتقار و استغنا است آنکہ محی الدین ابن اعرابی از دائرہ
ادب و بیان حق و طلب خروج کردہ است و شرط افتقار تنزیہ و تسبیح

من نگہ دارد وجود ... [illegible]

من از ... [illegible]

را رفض ساختہ ما الکل مفتقر و ما الکل مستغنی محققان مانند
بادی چہ مکر و چہ خداع بکدام تدبیر ساختہ است نصیر الدین قونوی
و عبد الرزاق و کمال الدین کاشی بر مثال قیصر و نجاشی باشد
نجاشی ایمان آورد در سوم عیسوی را برانداز د قیصر گوید قولك حق و
دینك صدق لیکن من ہم تعلقے و تملقے دارم نداند اور اہمین شیوہ است
رہے نماید و آنرا ہدایت و ارشاد دین حق سازد پس آن ہمہ را ابا د ہوا د ہد
مباشر متبع را کافر ملحد دوزخی بدبخت نامند۔
قاف عشق قعر قلزم است شنیدہ مشائخ انہلے اور آشنائے
کردہ است ورا ورا اسیر کند لعمر ازل وابد برابر برند ذرہ از این ذرات کہ
بنجد آفتاب کہ باصرہ احساس کند از شعاع آن شمس لحظ در نظر نیاید
ای مسکین تو اینجا چشم بندی است کہ عقلا ہر دو عالم دعفا سر اسم اعظم
ہمہ گمند و ایشان باخود این تصور کنند کہ ہیچ سمی و کمی نداریم آرے
مسکینان کم انداز کمی و کمی خود چہ آگہند شعر

بالقادسیۃ فتیۃ ما ان یرون العار عارا　　　لا مسلمین و لا مجوس و لا یہود و لا نصاری

بایزید میگوید خرجت من قشر البشریۃ کما تخرج الحیۃ
من قشرھا از پوست بشریت بیرون آمد مراد آنست کہ در وکر نہات
ظہورے بے بیانست علینے بے عیانست یخادعون اللہ وھو
خادعھم بر صفت عیان و تبیانست با پوست چہ سازند بادے
چہ پرواز ند جز آن نتوانند نقشے بران سازند ھادی القوم معلم
الصحابۃ ضلیع رسول اللہ ھادی اھل الھدایہ تگرچہ
میفرماید ما انا و نفسی الا کراعی غنم کلما اضمھا من جانب

انتشرت الی جانب قعرے قعرے بحرے بے ساحلے چنان
نشان میدہد عرفت ربی بفسخ العزائم پوست بسوخت مغز
بصورت خویش بصفت خویش ظہور آمد من الستم فاذا فرغت فانصب
اکنون ہمان خوشی و شادمانی کار تست سبحان اللہ آن مغز کہ پیاز
راز ان پوست بود چندان پوست در پوست بر خود در پیچیدہ است
کہ ہیچ بینندہ بعد آن قشور و قتے نرسیدہ است لا احصی ثناء
علیک انت کما اثنیت علی نفسک دگر چہ میگوید جز را از کل چہ
اگر نم را از دریا چہ خبر گاہ گاہے باشد پردہ بر پردہ شہنشاہ و شطاحی بصد
سرفرازی و بے نیازی نماید حبیب عجمی دید سلطان العارفین را
کہ گرازان و فرازان دستے و پا ہر طرف اندازان سینہ کشان فرمان
خوشان میرود گفت ہر آئینہ چیزے موجزے موزجے در منظر دل
او واشتہ اند تا بدین حد از دست رفتہ است قدم بر بساط انبساط
نہادہ بہ پیش رفت کرانہ فراست فراخیر بکردہاے و ہوے صراحے و صباحے
بر حی آورد اثر آن شراب سکر آن گرد گوشہ سکون گرفت بایزید بخویش
آمد ازان ارتقا و ارتفاع پس افتاد حبیب باپیشتر شد عرضہ پیوست
بحق آن وقتے کہ این زمان با حضرا خویش سر بردی دیگر ہست
روے آن جمالے کہ تو دیدی اشارتے ازان بشارت ما شود
سلطان فرمان داد تو عامی و تہی ازین اسرار خفی کہ در فضا الوہیت
و در صحرا صمدیت باستار و حجب گم گشتہ ترا این صورت کے
فہم آید و بدین معنی تو کجا رسی عجز و الحاح سکنت میگفت و بیچارگی
را بضاعت نقد ساختہ از رہ ترحم و اشفاق و از رہ تلطف و ارفا

باہمہ عظمت و کبریا عجزے ندرمزے نمود کہ من اللہ سبحانہ پس پانزدہ روز
این دولت ملک افزون بما بخشید صورت قدس پس ہمہ مرد در حوصلہ خلل آید
کہ اینجا شخص نفس در طمس و رمس رفتہ است سبحان اللہ عجمی خندی از سلطان
فرمود اینچہ بے ادبیست کہ در حضرت شاہان کنی چگویم با تو کہ آن شاہ
را با سگبان کار بار نیست و زیر را در کاہ بارے کہ را ہزارے از بارے
بارے نیست آنچہ ترا بعد دو ہفتہ بخشند ما را از ان فرصت نمیدہند تمنا
دارم باشد وقتے یکدمے از وے فارغ مانم و او مرا بمن گذارد تا ذوق
ہجران و لذت درد طلب گیرم بایزید گفت ای حبیب طرف ما ہم
نظرے حبیب فرمود سخنے چندین متضمن نصحے و پندے رباعی

عیار اگر از خار باشد مفرش عیار بپاے ازین راہ بکش
تا در نزنی ہر چہ داری آتش ہرگز نشود حقیقت عیش تو خوش

گرت آن بیسر آید اکنون تنگ آمدہ خمار زدہ گلہ مند از دست ساقی
و شراب فریاد برآری بیت

زیادہ چون کف ساقی تہی نمیگردد کجا دماغ لطیفم زمستی آید باز

شنودہ علی این صورت و اشکال اسفل و اعلی را بچہ باز وادہ است
و در کدام اعداد آوردہ است اہل الدین کصود علی صحیفۃ
ما را تحقیق شدہ است کہ عدل عجم تقدیریست کہ او را از ان النصرام
نیست نصیب او را رفع کردہ اند جز از وی چون آید واللہ خلقکم
وما تعملون نسبت ہمہ را از ہمہ کارہا یکار است عجب شہباز
نیست و عجب شہسوارے نیست میدانے ہموارے گوے سبکبارے
چوگانے بر قدر قوت را انسے باغ او و حریفے در میان نہ و صد حالے

در کار

لقد ادرینا

ن النصرانیۃ

نکردہ اند خود باخود میبازد و بغیر خود نمی پردازد و کارے از خود برون نمی
سازد بحیثیتی بینیم ہر کہ می نازد و ہر کہ سر می افرازد جزئیت و بعضیت ندارد
تجزیہ و تقسیم او نپذیرد اگر دید پدید بودے بابے نیازی دلنوازی چون
باہم آمیزند مسکنت و سرفرازی بیک قدم چون روند سوفسطائی بامرد
خدائے مہرہ خیال بازی کند مرد محقق دست در اثبات حقایق بقوت
خود کشادہ کردہ و بپائے ہمت باستواری استادہ من میگویم با این سوفسطائی
متوہم و متخیل را انکار ہمین است کہ تو گمان بردی این مستحیل را کہ تو میگوئی
وجود خیالی دارد آن وجود خیالی را پرس اے احساس مسکنی بر تن خویش
آنجا ہم ہمین خیال کار باشد ایلام بخیال الذاذ بخیال وے این صورت
می گرید میثالد میزارد آرزوہا دارد کہ خلاص باید ہم ہمچنین باشد ہمچنین باند
ھؤلاء فی الجنۃ ولا ابالی وھؤلاء فی النار ولا ابالی جوانے را می بینم
در صحن دوزخ رفتم بر رنگ سرخے بقد موزونے بیازو ہا پیچ خوردہ و برون
آمدہ سینہ کشیدہ و کشادہ دستکے میزند و رقصے میکند پرسیدمش دوزخی
خندنی زد گفتم بہشتی چشمکے نمود گفتم خازن دوزخی دستے بر دست زد رضوان
جنان غنچۂ دلالے افزود احسن الصور را مرد شنائے خبر دے ازان کل
فضلے ازان بابے قطرہ ازان دریا رشحہ ازان آبے می دانم جلیستی از
کجائی و کدامی بکجا روی و از کجا باز آئی نام تو چیست لقب تو کدام است
بکلامے ہر چہ فصیح تر باواز ے ہر چہ ملیح تر باہنگے ہر چہ لطیف تر این آیت
برخواند و جواب مارا ہم بران درست راند اللّٰہ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط
مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط
اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا

شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط
نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ
لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ قہقہہ کرد ضحک علی وجہ
سیّدہ آشکار او اشت در پردہ استتار محجب گشت فریاد بر آوردم
آہ باشد ہم گاہ بیگاہ ازین جمال نصیبہ ازین خم جرعہ وازین قلزم قطرہ من
عیب فی غیب آوازے بیصوتے وحرفے بے مکانے باہمہ لین ولطافت
باہمہ حسن ظرافت خواست فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ
فِيْهَا اسْمُهٗ ہر کہ این روے را عین العیان وید زبان از بیان
دل از شعور فہم از جنان امّا در طلب وجویان با او بودن ممکن نہ بے
او صبر میسر نہ ابلیس اینجا چنین میگوید امّا ابلیس است بے ابلاس وبے تلبیس
نیست رایت ربی لیلۃ المرصاد فی اھیب ھیئۃ فضرب قدمہ
علی صدری فوجدت حرضربھا فی قلبی اگر در دوزخ در آئی
لباس ابلیس پلاس لعنت ہست در سرکشی این ترک خونخوار واین سرخرو
قہار را این منتقم خود را ے را واین کینہ ور گردن شکن اکاسرہ وخواتین
ملوک وسلاطین را تحمل ور اے سرادقات عزت عکسے رشہود توالی کرد
شنیدہ احباب را کہ از ہستم اخص خواص نصیبے دقیق تر وشعورے
عالی تر کہ چشم خواص ازان خیرہ است وگوش ایشان صممے گرفتہ است
در صند وقہا نور انداز ند در قعر دوزخ دران ظلمہا فرو برند آن کیانند
انبیا از ایشان نشانے گویند اولیا را خود کجا آن فہم تا یدان رسند بہشت
بحساب ایشان خراب است با آنکہ با آن حور وقصور وباغ وجنان است
بلکہ ہم در جستجوے وطلبند خدا با ایشان وایشان با خدا یکے نگوید کہ من او نہ ام

دیگر نگوید که من او و من نیست مای و منی خویشتنی کرده اند اینجا احتراق
نیست اینجا اعتناق نیست اینجا لذت نیست الم نیست درد نیست
درمان نیست هیهات هیهات ایها السادات در اسفل السافلین
رفتیم شهر معموری جهانی با صفای پر نوری از دو جاه سکان آن
مقر الله اعلم کم عددهم و من هم و ما هم چه ترا ای تو گوی از نقره کرده
اند درمیانه اش شاخ بالای او برتر از عرش رفته سدره را رسیده
شده است بر زمین افتاده پست می نماید طوبی فرچه شکری گشته
و اطراف او ورای سرادقات کشیده جوانی سپید پوستی گشاده
پیشانی پیوسته ابرو گشاده سینه کشیده کمری جعدی درازی
قدی بلندی جعد گردانیده از پس بر سر ناصیه داشته نیزه
بدستش زیر آن درخت بر سر آن چبوتره ایستاده بروی من خندی
زد گفتمش این همه ساخت و پرداخت برای کراست گفت من الازل
الی الابد در جستجوی اویم شاید هم حریفی باشد یا وی دست آویزی
نیزه بازی کنم بر آن سمند که سوارم هر طرفی که می تازم هر بار که نیزه باز
کردم از جان او سینه اش گذرانم او پیش از آن بره گذار ساز ساخت
نیافتم کسی را که یکباره دست من بدین بازی دراندازد و آسودگی
یابد من محمد را امیدوار گشتم که او تاب زخم من دارد در ضرب او صد درد کردم
تا بگذارمش چه بینیش آن حبیب من آن دوست من بهترین مخلوقات
من خلاصه ترین موجودات من آن زیباترین کائنات آن سرور سادات
آن محرم من آن همنشین من آن ضلیع من آنکه او من و من بدو فریاد
بر آورد که آن عصابه را از من دفع کند او را چنین و چنین باشد

ن بگرد / ن میدہد

پشت میدہد سینہ احدؐ میگردد اکنون این نیزہ را ہم بر سر خویش گردانم ہم بخود دارم نیست آن کسے کہ بروے اندازم۔

تحفہ دگر اگر غم آن میخورد و لو هلکت هذه العصابة لم

ن بگو

تعبد فی الارض ہرگز ہر پرستند گو چہ کم آید چہ زیادت شد یکے نظارہ این سوکن ایشان کیانند از خود آن دم نظرے بخشید الله اعلم چند ہزار فرسنگ در نظر آمد جہانے دیدم ہم بہم درہم اند و ہیچ یکے جز مدح و ثنائے خود نمیگویند سمند جنبانید جولانی کرد لطبیعت آن سو لحظ افتاد اغنی الشرکاء من الشرک شنیدہ چہ خیال بود محمدؐ را لم تعبد فی الارض وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا محمدؐ اعتذار پیش آمد استغفار نمود فتحیابی دگر کردیم مادر فرزند را نگذارد و او را سینہ پرورد پستان در دہن فرزند است سینہ بسینہ متصل است لب ہم در پیچیدہ است لعاب ہر یکے بکام دیگرے میشود جزئیت بعضیت را اثبات شدہ است اتحاد ہر دو را بیک بار پروردہ است رہے بیگانہ نمودہ است یگانہ ہم نگشتہ است با این ہمہ لذت و راحت را ہم بجز محبت در دہر بستہ کردہ است از این بیشتر روا نیست رہ را بر بستہ اند مادر بر پسر حرام است پسر از مادر امیدے ندارد خوب طبعی در شہر بود بیتے از گفتار او خواجہ ما گاہ گاہے خواندے بیت

قلم بشکن ورق سوز و سیاہی ریز و دم درکش
حمید این قصہ عشق است در دفتر نمی گنجد

تمتا بر دم گفتم طرف من شوخی کردی کہ تا این دم کسے نکردہ بود پا از حد دائرہ وجود خود بیشتر بردی دیگرے پستر افتد گفت ہلہ ور کرد احول

ولا قوۃ الّا باللہ

محمد جاے گفتار نیست یکے از حلقہ ابدال در اثناے طواف رہ انصاف گرفت و درد او بقسمت رفت بعد جست و جوے بسیار بر در خانہ چشم انتظار کشادہ میدارد گفتند چرا گفت مسکینے دل بیاد داد عوض واقتصار کنارے بس ھلہ تو دستان کشا و روے فتحیابی بین در کشودہ شوخے عیارہ ناخدا ترسے مستے سرافرازے باہمہ تبختر و بے نیازی خندہ زد زان در بیرش رسید در کنار خودش کشیدہ بہ آواز بے ہرچہ دلاویز تر بکلام ہرچہ فصیحتر فریاد براورد اِنّیٓ اَنَا اللہ لَا اِلٰہَ اِلّآ اَنَا تا خواہد از و بدو گیرد و خود را بدو دہد نہ او بود و نہ او بیت

من بودم واو و دگران جملہ در محو حاشا کہ توان گفت کہ جز او دگرے بود

ابدال مسکین بدحال شد زندیق ملحد گشت ملحد از ابیشوا شد مغان را امام گشت جہودان را دست ایستادے پیش گرفت نصاری را بیرت و حمایت شد بادین احمد بیزاری پیش نہاد احمد و احد عیسی و موسی و ابلیس و آدم و دجال و سحر و افسون و کلام اللہ و اسم اعظم در یک قدم دم زدہ اند و ہمہ در ہاویہ ہویت گم اند لن یلج ملکوت السموات من یولد مرتین الولادۃ ولادتان ولادۃ طبیعیۃ ولادۃ حقیقیۃ ولادت یکے است طبیعت بحقیقت باز گردد حقیقت طبیعت شود این دوم ولادت باشد مادرے پسرے زاد در کنار اختیار داد قفل شکن دایہ شد سینہ ارسام اتا یک گشت کودک را در ربط کشیدند پرورش از ین جہۃ شد از ین زیادت زیادت باشد چون بلوغ شد چنان گشت کہ خود را خود یاد آورد عالم بسود و زیان خویش شد مراہق گشت ہوا ہا

از دریچهٔ عکسے و پرتوے بروی انداخت سر بمبلغ بلوغ کشید درین ورطه اگر تعلیم علمے گرفتن ادبے آموختن حکمتے و مصلحتے باشد همچنان که کودک در گاهواره بود همچنان بر مرشد افتاده اندر ہے کمالے که ورائے آن کمالیست تصور نتوان کرد قطبی اگر شغلیست قطب بالے اقطبی شاغل وقت او باشد آنرا که دو بار نزاید بخدا نرسد می توان بے طعام و آب ماند از سر جاه مال و هوا توانی خواست قطبی را هم توانی در باخت عاشق معشوق را انتظار کرد معشوق عاشق را خواهان نه نه این او را خواهد نه او این را فجاءةً و دلهشةً دیدم هر دو بیک و یک اند ص وَالْقُرْاٰنِ اشکے می برد ق وَالْقُرْاٰنِ اشموے گرفت دعوی هر دو بباب العلم برد ند مدینة العلم مصدقے فریضهٔ مطلوبے دارد دربان این درگه و اهم در بسته باشد از درون سخنے شنید درکشود تمام را بهر دم پر بالا مال و بد عجب بر عجب افزود اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ بحقیقت بلی آمده است قَالُوْا از جهان قیل و قال بیش نیست نفی نفی اثبات کرده است چو منفی منفی شد آن منفی مثبت گشت بیت

صبحدم می گفت مستے کای دریغ   خانقاه خانه خمار ملیا بد گذاشت

شنودم نجم کبری با محمد بغدادی شطرنج بازی می باخت بیک نهو و بجد نهو و صورت وے موجب هدایت مجدے شد انّ الله خلقهم سوطا یسوق به عباده الی الجنة ها رسے را همه رنجها بر بند یکساره بضرورت بلا مرجح ترجیح اختیار افتد و خرقه سپید پوستے حیفا مقبلة صحراء مدبرة بد و نشان دهند سر و عو را باید و پشت کنند ابرو او را قبله مغان خوانند و رخساره

اورا سجد جهود ان کرده اند بت پرستان وحده لا شریک له میگویند
قوی ترکیب است حسن شکلیست نازنین است کبک روش است
جهانے در پس جعد و سرین اوست کسے را پیش از و گذر نیست
چشمک او طرفے اماطت میکند طرفے امانت می سازد لحظہ دگر
حیات می بخشد بیک خندهٔ او ریاحین و گلبنان همه را تازگی
داده است بوے جیب او جهان را برآورده است به سروری
میگوید که زهره بهم دستے نشاید رقصے میکند فلک از گردش خویش
ایستاده می نماید گاہے زیر لگد آرد کوہ سماز د گاہے پرتا بم کند ذره
ذره بذات هوا دهد گاه بقهر و عزت چنان شاید که در چشم سرمه کشد
گاه بجمع آرد محمد نام نهد اگر درین بیان الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ
را شرحے دهم ترا از تصویر این صورت و از تخیل این خیال ره فهمے
پیش آید در بدائے امر تا چه اتفاق افتاد یکے خود را از خود بدر برد ان چه
معنی داشت تو گوئی خواست در زیغ و ضلال اندازد دیدی
یوسف میگوید رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ
تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ج فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ
یوسف با همه اندوه و اسف عما سلف که داشت سببے آنکه ملک
و مملکت فے ستگه و بسطت پیش افتاد این مملکت را با آن ملک
این دولت را با آن لذت مقابله نکرد بوهم و خیال باز نسپرد آنکه
چیزے تصور کرد تا زبان شکرت کشد اما چنین وهم میرود تَوَفَّنِيْ
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ همه را یک گره بسته می نماید یعنی

آن واین هر دو در صلصال همین تحقیق و یقین اندد وام این شعور
را الذوم را این حال را والحقیقی اشارة فرمود این شهود دایم است همه
مستغرق اند اما ذائق فائق دیگر است الکفر والایمان حجابان
بین الرب والعبد فوق العرش چه باشد یعنی همه وجود ا
حجاب او بیند یکی ازان حجب عرش است کفر وایمان از حجاب
عرش بالاتر دید یعنی دهم سالک بقدم سلوک تا عرش رسید پیشتر
ازان دو حجاب مانع آمد کفر وایمان کفر باز گرداند ایمان ایستاده
دارد پیشتر شدن ندهد بیت

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود یک بنده حق بحق مسلمان نشود

آن ناز شیوه ناک آن گندم گون بے باک آن شوخ چالاک آن دزد نوش
صاف پاک بے باک آن قلندر روش بے ره آن صوفی خضر خالے
سیاہے بر رخساره است صورت کفر را بآن نور و صفا که دارد ذر جیب
و دامن خویش نهاده گردد گفتمش با این تنزه و بیزاری ترا با این کاره
فرمود مرا با هر بار صد کاره و صد باره است اغیار را نیز در مصالح من
یکے از ایشان شمار گفتمش مقصود و غرض و حاصل گفت ترا با این چه
کار و بر سر من که رسید که تو رسی غور مرا که دید که تو بینی آنکسے که ترا بدریا
فرو بردم بعد چند هزار سال قعر گرفتی گمان بردی که بانتها رسیدم
من تحت نظر کردم جنوب شمال قدام خلف را نظاره شد بچند هزار مرتبه
ازان دریا که گذاشتم عمیق تر و دراز تر و فرو تر فراخ تر دیدمش پس آنکه
از و فرو بردم بچند هزار سال دیگر رفتمش هم همان بود یا نه بچند بار بچند دریا
فرو تر رفتی پس آنکه نعره بر آوردے رَبَّنَآ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ

الظالم اهلها برآوردیم ترا کنون جز این تدبیر نباشد هر زمان و ساعت
و در حال تو همین بود رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ
لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ مادر مریم از خدا پسر
خواهد قبولش این بود دختر دادند به از پسر دیگرے هدایت آن باشد که در آن
هدایت و هم ضلالت نبود شے واحد را هم تهدی هم تضل گوئی هدایت
کجا شد نه آنکه این ابتلا باشد برائے چه باید گفتن بَشَرًا سَوِیًّا تانحی الدین
اینجا گمان و همے برد نصاری اقانیم ثلاثه گویند نفخ روحے بود نفخے
شد مریم را از آن شعورے نه اَنّٰی لَکِ هٰذَا اخبر نه دارد زکریا را همین دستور
نشد بِغَیْرِ حِسَابٍ قدرت نیست اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ
بِغَیْرِ حِسَابٍ جمله تخصیص به تعمیم شاد بیت مشیت نیز تخصیصی علی حده است
ن داده است
از خلقت عیسی پرسیدم گفت نورے بود آمده ام مجرد از صورتے و هیئتے
هر تصویر کرد و سوے خود خواند هر چند بے دعوت رفتم مانده ایستادم
گفتمش بود هم الا آن یتمزج بالماء والطین باز گردایند ثم و ثم تعلق داد
خوردن آشامیدن از و آموختم چنانچه صورت من دانستی مردن و زیستن
من هم بدان قیاس کن صورت من بلا جان من شد تعین و تشخیص من
محن و فتن بر من افتاده همان تعینے که نور مجرد بودم از یگانگی و همزا لو
و همسایگی بدر برده بود تا مے دگر نهاده بودند تعین و تشخیص بلا یست
که هرگز رفتنی نیست خود بیچ در بیچ افتاد از هر طورے گذشتن از عرش
و کرسی از چنین و چنان و فلان بهمان تا آنکه در این غبرا اورا در آوردند
کافور رنگ سپید بوے لطیف دارد سپید ولیش کردند بر ساختند
تا این ادبار پاے بند او شد از طیران باز ایستاد و بسیار شپیده گری

آموخت تو شنیدہ حیوانے از گل میکردم ففخ ہیز دم طائرے می نمود
جہانے را گمراہ کردو آنکہ ہدایت یافت با حقیقت من زبید غایت
گفت عبد اللہ کلمۃ اللہ روح منہ از من خبر ندارد مردمان
نماز جمعہ می گذارند یکے در محراب نشستہ روے پریشان آوردہ چگویم با تو
کہ میگوید و نشستہ چہ می بازد این نماز شما و تسبیح و تلاوت شما بدین و با آن
نیز زد انا للہ و انا الیہ راجعون یعنی چہ گمان ہیرو داز بغداد رفتن
بچند روزے وہم بغداد باز گردند بعد از چند دیرے باز نیست آمدنی
و باز گشتنی بر صورتے و اعتبارے نبود جبرئیل کہ باز گردد و بعد زمانے
باز آید کما غاب حضر چنین گویند نیست زمانے ابلیس و آدمی
نیست فرعونے و موسیٰ نیست عیسیٰ و دجالے نہ محمد و ابو جہل
نہ حسین و یزید نہ ہستند ہمہ ہستند اگر بنامے نخوانند آن کارے دگر
است آمدن محمد از اجمال بتفصیل بود و باز رفتن از تفصیل با جمال
عشق بصورت طاوسے شد بر کنگرہ عرش نشست با ہمہ تعزز و تعالی
برسم متاع البیت یشبہ رب البیت ندا بر آوردہ اثبات الوہیت
میکرد میگفت انا اللہ لا الہ الا انا این ندا را انبود جانے کہ نشنید
ہمہ گوش تیز کردند احساس قایل را ہر طرفے نظر داشتند ہر دو بال
را برہم زدہ ہر دو پر ہا را افشاند حجابہ النور ہمہ عالم را گرفت ابصار خیرہ
گشت ابصار را مبصر نماند سر ہا نقیاد نہادند رب لا تذرنی فردا
ہر یک میگفت از اضطراب پر و بال او حجب بر حجب افتادہ است جز خیال
جمال نظارہ نیست لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ہمہ نگاہہا را
بے گمان کردہ است طاوس واند مگر بر کنگرہ عرش است او نشست

ان این

و پر یدبر بهر کنگره احاطت دید خو دره طیران سوے ہوا گرفت در آشیانے
فرو نخواہد آمد ادراک او در حوصله عقلے نگنجیده است او در قفص بنا ماند است
او صید کسے نشده است او در دام نیفتاده است او دانه نچیده است او
خلخال ابدی در پائے دارد او سوار دیموی بر ساعدین دارد طوقے
ازلی در گلو کشیده است تاج تنزیه سرافرازی بر سر گرفته است او بدست
کسے نه نشسته است او وقتے کسے را شکار نکرده است او شکار کسے
نبوده است او از همه بیزار و همه بخیال گفت و شنید گرفتار در اشنائے
طیران یک پرے از وے هم بارادت وے طرف آن چند در مانده
و حیران کطویرة صغیرة طیرانے کرد هر یکے بوهم و گمان خود زبان نشان
کشاد و لا حول و لا قوة الا بالله قطره را با دریا چه نسبت رشحه
را با زهره بر کروی چه کار را اما ان از ان یک بر صد نوع رنگ آمیزی شد
کافر گفت نقطهٔ سیاہے بر اقے روشنے نیکو تر دیدم بیت
ای کفر چه چیزی که مغان از تو بلا فند مسکین چه کند که بت پرستی نکند
مومن طرفے دیگر دید سپید صافے شفافے عکس پذیرے دلاویزے رہبر
رہنمائے ہر چه خواہد دران بیند ہر چه خواہد ازان یابد یکے چنین گفت
انا فیه ودی هو فی۔ لیس هو فیه ولیس هو فی فی معجزه
موسیٰ منکار دل او همه کار او مبین و یار او ید بیضا و عصا شد
موسیٰ را قوة معجزه که از ان بیضا محمد را از ان بدر برد نه مهره نبوت
در پس انداخت عصا را در گوشه نهاد بسخنے و بدلے راست ایستاد مگر
پر آن طاوس پرید یا قوت آن طاوس بود که بهدران طاوس و
خوصله او گم گشت یاد سے لحم و دم شده اجنباه و اقتتاه از ان عبارت

کردند کنت نبیًا و آدم بین الماء والطین هم ازین بیان تعینے
(ن نسبت) و تعینے شد فعلی هذا محمدی را با محمد بمقدار لطف و مرحمت برآوردن آن حکایت
کرد محمد دریاے باشد موسی یک موجے ازان شنیده و قتے آن طاؤس
دران دریا افتاد محمد آمد بے محمد آمد با محمد آمد از محمد آمد در محمد آمد محمد محمد
(ن ازخود) نماند طاؤس پر خود محمد را باز بخود برداز پر خود باوے باخت محمد خود را
عین طاؤس یافت لیکن با آن طاؤس رنگ آمیزی باقی بود هم بدین قدر
کفایت شد آن رنگ نمونه که انموذج صد فتنه و شیوه است با محمد آمد
(ن لغت) طاؤس فی غیب غیب رفت محمد بعثت بشری نمود باین هم اشارت آن طرف
پدری برد مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ بیزاری در ستے میدهد
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ باشما همین نسبت است تو میگوی جبرئیل بصورت
دحیه کلبی آمدے و شنیده که بر لوط فرشتگان بکدام صورت آمدند محمد
فرشته نیست و نسبتے هم بدو ندارد انا قدسی قدوسی طهری طاهری سبوحی
سبوحی ز تو پیدا شده انا من نام او بر تو نخواهم گفت که او کیست من طرف
خویش هم گفته ام و اگر تو فهم نکنی بدان مانی انگشتری بهین بهایش چند هزار
درشت کرده حکیمے ر عالمے عاقلے را پرسید گفت درون دست من
چیست رطلے زد نقاط را جمع آورد صورتے را پیدا دید گفت چیزے بیش بها
گفت نیکوترین گفت چیزے روشنے گفت نکوترین گفت چیزے که
بدان جمال خوبان باشد گفت نکوترین گفت درمیان سوراخ دارد
گفت از نام او خبر ده حکیم عاقل مرد با تجربه با همه فکر و اندیشه فرمود تحقیق و

---

۵ ... [illegible] ... دریا باشد موسی یک موجے ازان شنیده و قتے آن
طاؤس دران دریا افتاد و محمدی را با محمد ... و مرحمت برآوردن ازان حکایت کرد ۔

تعین خویش باستدلال دریافت کہ آسیائی باشد من تقصیر نکرده ام اما خدا ترا فہم دہد
محمد را عبداللہ و آمنہ نزاده است محمد را ابو طالب نپرورده است محمد خدیجہ
و عائشہ را زن نکرده است محمد را رخسار و دندان کس نشکست شاہم اللہ
محمد رسول اللہ محمد را کس نشناختہ و او را کسی ندیده است پرده
کرده کہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری بران پوشیده ہمہ را محمد و محمدی
مشغول کرد و خود از میان نہ اینجا نہ آنجا نہ این نہ آن طوطیہ با سلیمان گوید
اَحَطتُّ بِمَا لَم تُحِط بِہ غوغوی موسیٰ را در غرقاب حیرت انداخت ہر نفسی آروئی
فرود آورد و نئی کند موسیٰ خود را در غرقابی دید کہ سال آن تصور او نمی آید از آن طاوسے کہ حکایت
بنیاد نہاده ام نباید کم کرد در فضا و را طیران کم نباشد چیزے مگر آنکہ مے گوید شئی لا کالاشیاء
دران فضا حرکتی ظاہر شود چنانکہ ہوا بجنبد وجود ماہی پیدا آید تا بکدام صورت
حجاب نماید طاوس شاه مرغیست بہترین تمثلات و تشکلات است و زیباتر
استتار و تجلیست او صورت ندارد صورت او حجاب او باشد عائشہ را است
میگوید لو کنت نبیا لعاملتنی کما تعامل الانبیاء مع نسائہم
ازین سخنے بو واند لیو سوتی انک لسمت بنبیی قال او بلغت ھذا قالت
نعم قال شنشنۃ اعرفہا من اخزم عادت دیرباره پیشت من اہل السنہ
ام اگر تا اینجا رسی زہے کہ توئی اَبَشَرٌ یَّھدُوْنَنَا فَکَفَرُوْا اگر استہزا این بود
کہ بشر ہدایت کند ہم کفر باشد و اگر برائے ہدایت را گویند بشر نشاید ہم کفر باشد
محمد در شب معراج پس آنکہ جبرئیل را گم کرد براق بر پرید و رفرف از میان
رفت محمد ماند آنجا ماند کہ جا نبود محمد در مکان لامکان ایستاد را امکان
نداشت محمد را نیز آنچنان کردند کہ مکان لامکان بود محمد را امکان امکان
شد پس آنکہ باز آمدن از وی بروند کلا و حاشا آن حقیقت بود با این حقیقت

ن نیست بحق خود ثابت است آنکه تو بران آن توی تو ہمین ہم توئی تست محمد بتمامہ

کمالہ آنچنان کہ بود ہست ہست مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ با این ہمہ

حرکات پر و بال و با این ہمہ صباحت در ہوا میگوید این جز فعل خداوند

نیست موسی پرسید تو کے باز خدا ے میداند هو الازل هو الابد لا ابتداً

له ولا انتہاء له اما از خدا ئی پرسد مرغے از زر ہمہ دنیا و ہفت چندین چون دنیا

پر ہر دار ید قدر ہشت و زرقش بعد شش ماہے یکدانہ عمر ہم بر قدر دانہ صروار ید آن

شہباز ہمین خورد از نا برخورداری نرسید نالید گفت الٰہی عمر من کم شد

دانہ بعد سالے فرما آخر وقت جان میداد و میگفت افسوس آن قدر

نزیستم کزین حیات خویش یادگارے با خود برم وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ

كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ با این ہمہ عوام و شہور و قرون در پلہ نہ یک وزن ہین این

لمحۃ البصر بیک چشمک ہمہ را طرفۃ العین ساختہ است بود آدم چند ہزار

ن یکبارگی سال از محمد مقدم بود شہود وجود محمد در پردہ استتار غیرت مخفی می بود یکبارگی

چنین اتفاق افتاد جمال خود را بصورت آدم تجلی کرد بر تخت ربوبیت تجلی فرمود

فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ اِلَّا اِبْلِيْسَ بدبخت ازین تلبیس چیزے

آگہی داشت اما یک چشمش کور ست ندانست اوست با ہمہ میباز و بایں

[illegible] ن خورد ن بکلمہ نیز دانہ و بار دیگر شیوہ دیگر بنیاد نہاد چہ دانہ گندم خوردی فَبَدَتْ لَهُمَا

سَوْاٰتُهُمَا عیب پوشی میکند با این ہمہ تکلم اللہ شفاہا است

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ہمہ چشمہا و زبانہا بر بستہ است ہمو دمیان

آمدہ است ہمہ چشمہا را کور کردہ است و ہمہ گوشہا را کر گردانیدہ است

اوست ہمہ زبانہا میگوید اوست ہمہ گوشہائی شنود اوست ہمہ پایہا

میرود اوست ہمہ چشمہا می بیند او را از خود با خود دوم نباشد ہان اضافیا

بنسبت من و تو مثالے فرض کن دریا و وجوداتے که هم ازان دریا رسته هما بجا مانده
و هما بجا بوده آنکه ایشان می بینید آوازے که ایشان میکنند ایشان نمی کنند
دریا میکند قوتے که ایشان میخورند ایشان نمیخورند دریا میخورد محمد را دران
مکان لامکان مثال برفے و ژاله و آن همان لامکان صورت مکان نمود آن
گداخت صورت لباسی از وے بدر شد لامکان بود لامکان هست باز دیگر صورت آدمی گذاشت
شیث در بر گرفت علی هذا در عرقاب نوح نوح را محمد سر گرفته است همه
با آشنائی اوست که نوح ره نجات یافته است ابراهیم را محمد خلیل الله نام
کرده و دوست گرفت پر آن طاوس با خود داشت در آتش کده ابراهیم
همان پر را افشاند آتش را كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا فرمان داد لوط بِرُكْنٍ شَدِيْدٍ
همو قوت بخشید ذره ازان تجلیات پرتو آن اگر اس آن انوار بر موسی تجلی
کرد دیدیش چگونه بتمت فریاد بر آورد در ورائے استار همو می گفت
وَخُذْ مَا اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ قدم بر بساط بر اندازهٔ خود
نه تو هنوز خود با خود باشی با جمال احدیت چگونه یگانگی توانی پیوست با مریم
صورت رحمت شفقت نمود فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا بدان حسن و جمال بوده
محی الدین ابن اعرابی آنجا خیلے با خود پخت آن دیگ سودائے اوست
هیچ بالحم و دم مریم انضمامے و انتظامے نکرد در آمدنی و بیرونی شدنی نبود
اتصالے و انفصالے نه روحے از روح روح و از عالم غیب فتوح بصورت
هر چه تنگتر و نرم تر ظاهر گشت محمد را همی بینی خود را نام عیسی کرده است کسے را
می رباید و کسے را می راند از گلے صورتے میکند می پراند همین قیاس
تا آن روز پیدا شد زمانه آخر گشت اطوار منتهی شد آن دور آمد که آنرا دور قمر نامند
که او بسیار نسبتے با آفتاب نسبتے و سرو کارے دارد لباسے که در بر کرده است

ن بتوزانعکاس

شاید از وی زیباتر نماید محمد اقرب من ربه کالقمر بالشمس محمد میگوید
خلق آدم علی صورة الرحمٰن مه با صورت شمس بحیزی مقابله می برد
والخلیفة کالمستخلف ضرورت است محمد نورے نامے دارد
اگرچه عکس است ولی خنک تر است زیباتر است آسودگی در پس روی محمد
است از وی کسی نیاساید و نیاسوده است او سوزنده است او فروزنده است

(ن رانی) خواهی از جمال آفتاب بیشتر متمتع شوی مه را نظاره کن مدائی عکس آن
از عین شخص نقشے دارد مه بر آید غره باشد اندک برمی آید تا بکمال خود
رسد بدر دولیة القمر لقب و تا شش نه سپس آنکه بزلال گدائی از
غره در ربود و از دُرر تسع و التسع عشر از عشر بعض اکنون نقصان بپیش افتاد نقل شد
وادی بر آمد هنا دس آغاز شد ظلم نمودن گرفت هان و هان قمر محمد غروب
کرد نور احمدی فرو رفت بر آمدن را جا نماند شنیده بدأ الاسلام غریبا
هان و هان اکنون آن مه برمی آید تا ایام دولت طلوع او شد هر روز روشن تر
بر آمده تیز قوی تر لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ مثل و مانند
این نرامی و هر برمی آیند میخوانند تا آنکه این مه طالع شده را هنگام آن پیا
افتاد بسلامتے یا تینی رسول ربی فاجبت دعوتی بحق شد میگوید

(فاجبت دعوتی) بعد ازین صحابه خود را تا چه باشید بر من تا چها کنید شروق این نور قمری را
هر روز بکاهیدن و گم گشتن نشان میدهد ضلال فتن هم ازین حکایت
میکند تا این بدر منیر در سر او اسرار افتد كُنْتُمْ فِي الصُّوْرِ آنکه لولاک لما
خلقت الافلاک اے محمد همین تو بودی همین ترا گردانیدم و همین ترا
(پیغمبری) داشتم اکنون با زیر هم چند این صور دوی را با خود نمایم و یکے بر خود گیرم با خود
بخود و یکے با شما گفتنی و شنیدنی کاسے و بارے وصلے و فصلے قربے و بعدے

درمیان نباشد عجب کارے کمال انفصال و اتصال چہ قیامت قایم شد نفخ
صور شد عجب نفخے یک کرتے ہمہ را بمیرانند و از آنچہ بودند ہمہ را از ان بر دو ہیچ چیز را
چنانچہ او بود نگذاشت نفخ دوم چنانچہ بود دبرو باز گردانید ہم چنان ساخت
شنیدہ عیسی نفس زند تا آنجا کہ نفس او رسد ہر کافرے کہ ہست بمیرد این نفس ہم
از ان نفخ اولی است بدین ہم یقین داری کہ عیسی صورت از گل پرداختے
و در وے نفخ کردے طایرے زندہ شدہ پرید این نفخ ہم بدان دوم
نسبتے دارد اما جزوی و بعضے فیض و استفاضتے می باید دانست نفخ — ن نفخ
یکیست اما در شے نفخ کنی تمام او ہیرانی انبانی کہ ہر دو طرف سوراخ از یکطرف
نفخ کنی ہرچہ دران باشد بدوم طرف بدر شود ہمان انبانچہ را یکطرف
ببند دوم طرف نفخ کنی ہم درون ماند پر شود واللہ علیم حکیم
ہر دو نفخ را بدین دو مثال تصور درستے کن ازین نفختین یک کہ ازین نفخات
از روے حق و حقیقت اہل تحقیق را سرے ہر چند روشن تر روے نمودہ
است ترا می گویند این جہان و آن جہان و ہرچہ ہست درمیان کفار
و فجار و فساق و حراق و عرفا و علما و صلحا و انبیا و اولیا ہمہ بر باد ہوا — ن حراق
بیک نفخ بپرند بیک نفخ بدر روند تو خبر نداری کہ ترا در کدام گرداب — ن نفخ / ن نفخ
اوہام انداخت نمیدانی ہمہ ہیچ اند ہیچ اوست کہ اوست ای محمد بسیار
خواستی تا در وسع تو باشد این سخن کم نکنی ہمچنین یا خود این دیگ سودا می
پختی کہ این قدم ہمبرین دم تمام شود واللہ اعلم تا چہ قدر شدے امشب کہ
شب دوشنبہ پانزدہم جمادی الآخر بتاریخ سنہ ثلاث و ثمانمایہ فرزند
کہ مولود از سر منشا ہمو بود از صلب منسب مستتر شدہ طالبے بیشتر نگویم
ازین سخن کہ پدر ہم گمان برند کہ رعایتے و عنایتے دارد و اگر نہ گویم کہ دانشمند

که در دهلیز اجتهاد قدمے استوار نهاده است و در حقایق و معارف بدان مرتبه باشد که در دقایق این کار و حقایق مردان کبار کم باشد و هرچه گوید و شنود و داند از مشاهده و معاینه او باشد اگر او مرا بسر بودے من ابریق کشی او میکردم تیاک نفسے صاف دلے پاک چشمے کا ملے مکملے راشد مرشدے آمد من در املا این بودم در مجلس نشسته تا رسیتلی استفسار کرد چندین جزو شد مستلی عرضه داشت ده جزو و کتاب معهود این ده جز بیست جزو شود در دل این فقیر حقیر مسکین مستسکین ضعیف نحیف آواره در مانده از خود افشانده در دمند مستمند را تا لے افتاد که بسیار گوی بسیار گوی است هان و هان بس بیت

سعد یا بسیار گفتن عمر ضائع کردنست　　وقت عذر آوردنست استغفر الله العظیم

بسم الله الرحمن الرحیم

فصل بسیار باشد که عاشق غرق دریائے عشق بود و با این همه خود را اندکه من عاشقم منکر عشق بود بسا باشد که عشق حرف وار گونه نویسد و سطر وار گونه خواند نقیض گوید محمول بے موضوع مراد دارد بسا باشد عاشق را عشق چنان غلبه کند که معشوق هم گم شود بسا باشد عاشق معشوق را در بر گیرد و از بوسه و اعتناقے برخورد از عشق فارغ شود بسا باشد که عین وصال موج دریائے عشق از غیرت معشوق در گذشت هرچه وصال بیشتر شد عشق و شوق غالب تر آمد هرچه آب سرد تر بود بیشتر خورد تعطش دو چندان تر بود بسا باشد عشق در نقصان افتد و عاشق آن مزید نالد بسا باشد معشوق عاشق شود و عاشق معشوق و لے معشوقے سرافراز بے توجہے شوخے بے روے هیچ مرادے رسیدن ندهد بسا باشد عاشق

ن مستکین

ن از

از فیضان عشق و من مثلی و رب العرش محبوبی سرفرازی کند شاید گدائے مبتلائے شاہے شود گاہ گاہے آن گدا سرفرازی ہم کند گوید کہ آن شاہ جہان معشوق منست بسا باشد عاشق باختیار ہجران گزیند بسا باشد عاشق از وصال نالد بسا باشد عاشق باختیار خویش از شہر معشوق سفر گزیند بسا باشد کہ عاشق و معشوق بہم در یک بستر باشند و ہیچ یکے را از دیگرے شعورے نہ و لیکن ہر دو تے بیرونی بجنگل گداختہ است اما موجب معلوم نہ اگر معشوق خشم گیرد تدبیر عاشق چیست ضرورت باشد آن بباید کرد او راضی شود و اے بہیچ راضی نمی شود خشم بباید بست صورت او را امتحال خویش منقش باید کرد تا بجائے کار شد و آن خشم گرفتہ تو آن بیزار گشتہ تو شب و روز در کنار تو بمراد تست میدانی کار کجا کشید انت مصیطر علیہ ولیس ھو المصیطر علیک و بسا باشد کہ عاشق معشوق را دشنامہا گوید ولیکن قبیح ترین و شنیع ترین دشنامہا معشوق بدان خوشتر گوید از بس غلبہ دوستی از بس کہ مراد مشتاق مراد است و آن بدام او نیست او آن خواہد کہ ہیچکس او را دون نتواند ہر آئنہ دشنام گوید موجب بسیار است مرد عاشق را این قدر نمونہ باشد بسا باشد کہ عاشق از بس احترام و عظمت معشوق وصال را نظر ندارد اگرچہ از بہر لحظہ می سوزد اما دور باش ادب مانع طلب مقصود می شود کار بجائے کشد کہ محروم ماند بسا باشد عاشق از معشوق حظ وصال جوید و آن موجب رد و طرد او گردد گہے چنین ہم باشد کہ معشوق دو چیز پیش عاشق آرد در ہر دو اعتبار اگر اعتبارے رعایت میکند بحسب دوم اعتبار ماخوذ میگردد و کذلک العکس چنانکہ ابلیس و آدم ابلیس را فرمان شد کہ سجدہ کن

ابلیس را دو کار پیش افتاد سجده کند یا نکند اگر سجده کند شاید این مواخذه کنند
ترا با ما دعوی عشق و محبت چه باشد که سجده پیش غیر ما کنی و جبهه خویش پیش
او سائی و اگر نکند گویند بیفرمانی ما کردی اگر ترا در دوستی ما صدقے بود فرمان
ما بایستے بجا آوردن این حالت مشکل ترین حالات عاشق باشد بسا باشد
میان عاشق و معشوق در افتادے و گفت و گوے و دشنامے رود عاشق
و معشوق در عین وصال باشند هر یکے اخلاصے و اختصاصے سلامے
آرد هر یکے خود را فدائے دیگرے می سازد و لیکن میان این دو آشنا که
دعوی اتحاد و یگانگی می رود و ایم اللہ چندان بیگانگی است که از مشرق
تا بمغرب دور تر باشد معشوق عاشق را وعده وصال کند و خلاف باز دہ
عاشق نسبتش بظلم نکند گوید همچنین بایستے میگوید وعدتنی و لا تیفی
عاشق خسپید تمنا کند خیال معشوق را بخواب بیند معشوق بدان راضی
نباشد عاشق را زحمتے شود و از زحمت نالد معشوق بر حرف صدق
او خطے در کشد عاشق همه روز خسپید و همه شب نخسپید فراغ چشم کشاده
ندارد موجب دلش بیک خیال قرار گرفت و دماغ مسطوب از خواب
افتاد اگر بجنبانی بیدار شود عاشق را همه روز خورد و خواب قرار نباشد
خوردنش چیزے خفتنش غنودے قرارش چون دانه بر تابه عاشق حیات
را دوست دارد عاشق خود را مرگ مناجات خواهد عاشق خود را
زحمتے طلبد عاشق خود را با صحت تندرستی و با قوت طلبد عاشق
خود را آراستن باشد امید میدارد چنانچه او را من دوست داشتم
بحتمل نوعے باشد که او را از من تنگ آمدنی نبود عاشق همواره در سحر
و جادوے و طلسم مستغرق بود عاشق البته با کسان معشوق آشنائی

ودوستی ورزد باهر یکے اختصاصے کند چنانکہ ایشان او را از آن
خود دانند و در غم و شادی او یار باشند عاشق در کوے معشوق بسیار
تزویر کند عاشق مکر و حیلہ بسیار سازد عاشق صلاح و تقوی پیش گیرد
مگر معشوق از شر او ایمن شده نفسے با هم نشیند عاشق گاہے دروغ
گوید یا وردمندی خود را ده کند عاقلہ ہمیں گوید اگر این دم مراد
من ہمین نشد همین دم میرم و شاید سالها بسر برد تا اندیشش جز این
نیست عاشق خود را دیوانہ سازد و ہیچ غرضے در کوے معشوق میگردد
اگر پرسند گوید دیوانہ ام عاشق را شرطیست سحر گاہے نالہ و آہے
زند عاشق از خویش و خویشاوند بیگانہ است و در روی بیگانگی
معشوق نہ عشق عاشق نہ بدان آتش سوزد کہ خاکسترش شد
بباد ہوا پراگندہ نہ کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ
جُلُودًا غَيْرَهَا

فرد

اے شمع بپرس از وصالت — می سوزم و می سوزم و می سوزم

عاشق را قوت ایستاد نباشد بہر دے کنا و کہ عشق رسید بے شبہ
افتاد افتاد قابل ایستاد نیست عاشق گریست و گریست عاشق
دینے دارد بر مذہبے رود مذہب او دین او راه معشوق است عاشق
را رخسارہ زرد باشد چشم تر باشد لب خشک دم سرد سینہ گرم تن نزار و
خواب و خور کم عاشق بدرد عشق میرد بالغان راه گویند فسوس مسکین
از در و بر نخورد عاشق فاسق نباشد فسق او بفرمانی معشوق است
عاشق کاہل نباشد عاشق چالاک و سبکروح بود عاشق عاقل ترین
مردمان باشد عاشق بیشرم باشد عاشق در کنج خانہ در خلوت ماند

عاشق بر سر کوچہ و بازار نشیند عاشق در بادیہا در گورہا و در غارہا باشد
عاشق ذہول و خمول اختیار دارد عاشق مرد با آبرو باشد عاشق نام
و ننگ دارد کہ بغیر از معشوق پردازد عاشق بشرف نسب نازد عاشق
خفتہ باشد و دلش نام معشوقہ ہر چہ باواز بلند تر گوید کہ حاضران مجلس
بشنوند عاشق مسکین اگر با حترام گراید لعلہ یجرم اگر با فتخام گراید لعلہ
یطرد عاشق دو جا عشق را بکمال خود دید قہر اینجا پیدا آید اشرفے
براخے و اخے بر اشرفے گلخن تابے عاشق ملک و محمود شاہ عاشق
ایاز عشق میدانے فراخے دارد چو گانے بر قبائے بر دست عاشق
دادہ است گوی سبکی پیش داشتہ حریفے نہ کہ گوے از میان بر آن
شہسوار تنہا می بازد و در حسال احسنت بر می آید عاشق بے معشوق
نزید یا او یا خیال او یا یاد او عشق قوت از عاشق گیرد چیزے از وے
باوے بدو نگذارد او بدین کجا بسر شود با معشوقہ ہم ہمیں شیوہ می بازد
نہ عاشق ماند نہ معشوق ہر دو در حوصلہ عشق نیست و نابود گشتند ہم
و دم شدند حسن از عشق پیش دستی نمودہ است عشق دعوی ثبوت
قدمی دارد اگر من نباشم ترا کے خرد او بگوید اگر من نبودم تو کجا برآی
عاشق در باغ و صحرا رود نظارہ سرو و گلشنے ہم کند ہر گرا عاشق بیند
بنام معشوق خواند بادشاہ بر تخت سلطنت عدلے و فضلے قتلے و بذلے
با مضائے رساند و زیر بر عزۃ مسند مجلس ساختہ کار رانی و کاردانی روان
میدارد و دربان چوبے بدست گرفتہ در منعے و اجازتے نشستہ قاضی
ن رستے بر سر محکمہ بر حیلہ و رشوتے را دفع میفرماید ہر درس فتنے پیش افگندہ
ن ازان وچندے در فشان نیز پیش او در سلطانی دانائی قصابے در بہ نید گوشت

و درو زن و در فروختن آن غله فروش با غباو اکسا بے بگہ ہمبرین شیم عاشق را نظارہ شو مسکین مجنون سر بر در لیلی نہادہ ہان و ہان **نظم**

در ہر دو جہا ہر چہ شود گو شو گو | وز دور زمان ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش ببر از دو کون | وز سود و زیان ہر چہ شود گو شو گو

عاشق را اگر وصال معشوق مقصود باشد این مقصود بدام او ہم از کار او بر اید حکایت بخار و دختر بادشاہ شنیدہ باشی بسیار باشد عاشق چنانکہ خندہ معشوق را دوست دارد احیانا خواہد کہ او از گریہ او ہم شود و عاشق خواہد معشوق گرید و قطراتے کہ از چشمش افتد و بدان وضعے و ناز کہ بدان او چشم را پاک کند و سرخی کہ در رنگ رخسار و دران نرگس خون خوار او پیدا آید ہمہ سبب مزید ابتلا آن عاشق باشد عاشق خواہد بسیار برین آرزو برد کہ معشوق بہمہ خشم گرفتہ برون افتادہ از دست رفتہ بجنگ و بدشنام دادن و بطعنہ البتہ عاشق آرزو برد کہ معشوق بر سمند حسن سواری فرماید و ترکش ناز در کمر بندد جعد را در میان یک در آوردہ بسر پیچیدہ لمحے گرفتہ راست بکشاد قوت خود سینہ کشیدہ بر آمدہ بر جگرش گذارد زہے ذوق عاشق گناہ گار را معشوق شاید بسبب عجز و شکستگی و بسبب درمندگی و التجاے او دوست ہم گیرد عاشق آرزو کند معشوق لکدے بر سینہ اش زند بدین تمنا دعوتے کرد معشوق تو بداگر تو مرا دوست داری من از تو ترا دوست ترا دارم اگر زخم گلّے بر سینہ تو رسد زخم خواری بر دیدہ من باشد چون تو انم بر سینہ ات لگد زدن عاشق برین آرزو میرد و بمراد نرسد عاشق در پے معشوق رود و ہیچ در پس او نیز رود او در پے دل خود میرود او دل را بر در پے دل

خود دو بد اگر کسے از سر تو دستار برد تو در پسپ او دوی و در پسپ او همی دوی در پے دستار خود می دوی عاشق بشنیدن هم مبتلا گردد چنانکه بدیدن چشم دید خبر بدل برد دل مبتلا گشت کذلک گوش شنیده حکایت بدل رسانید دل عاشق شد عاشق وصال را بتمام و کمال فجاۃ و جملۃ خواهد معشوق حکیم اگر مراد شں بیکبار دهد دلش تحمل آن ندارد درین ساعت این شهباز مقلوب کلوه بر سر نهد و تصحیف قبا در بر کشد بامن امان گراید آسوده و فارغ ماند معشوق را بدین رضانه عاشق در هوا مراد چون شکره شهباز پرواز کند اعجوبۀ دگر صعوه ازان طرف برد فالتقمهُ الحُوتُ سازد عاشق را هرکه نشان خانه معشوق پرسد اگر در مغرب بود او نشان بمشرق دهد عاشق بمعشوق آن محرمیت سازد افتراق واحتراق را صورت تصور نتوان کردن معشوقه خواهد بمصلحتے که او را آتشے از خم اندوه و غم چشاند عاشق را احضار آرد روے ازو گرداند جمال تجلی بدیگران بخشد زہے عذاب مصراع

هرچه خواهی بکن ای دوست مکن یار دگر

این تدبیر هم باشد یا وے حکایت کند غمازے سخن چینے را فرماید در گوش او رساند که با دیگرے ساخته است عاشق دوست معشوق را دشمن دارد عاشق آرزو برد چند روزے بشنود پس آن نفسے بصلح و آشتی شده ن لشید
عاشق و هم زده مردیست هرچه عاشق مبتلائے آنست جز حسے متلاشی نیست عاشق را پرس گرفتاری تو با چیست عشق بیهوده کاریست و مرد عاشق بیهوده کارے گوید گرفتار رفتار فلانم این رفتار بکدام گرفتار در آید نه آنکه بیهوده کاریست عاشق را پرتوے صورت قدس

نزد او باوے نماند آمد و رفت این مرد از و خبر نبرد وهیچ باقی ماند آن وهم
بجاے کشد جز جان از تن نبرد عاشق بیقین داند خواهان کسے که دل
منست اگر انکار ورزد متضمن چند اقرار باشد واگر چشمے نماید امیدواری
صلحے نماید هم کرشود لیکن من قبل از دور سلام علیکے پیش نبود این دم که
آن خشم فتنه الصلح آمد هر آیینه رسم کار چنین آمد نیست از کنارے و دست
بوسے و پا بوسے خالی نبود و (۱) اقل من کل قلیل و زمین بوسی این خشم
باآشتی آورد و آن بعد بقربت کشید آن هجران بوصلت رسید عاشق چنانچه
خود را دوست دارد کسی را اندارد و عاشق خود خواه باشد عاشق خود بین باشد عاشق خود نما
باشد پروبالے است که از عیوق گذرد عاشق گسسته دلے فروفتاده که از
قعر قعیر گذرد عاشق در دریاے آشنائی میکند که هرگز ساحلش نمی بیند عاشق
آشنای کند اما دریا آشنا نشود عاشق در بند کسے نشود عاشق پند گوید ولے
خرابی فرماید عاشق پند گوید ولے در بند کند عاشق پند گوید هر بنده را بنده
سازد عاشق پند گوید مردمان را در خنده آرد عاشق پند گوید مردمان را گریه
گراید عاشق پند گوید رند لوند را دلپسند افتد عاشق پند گوید زاهد و عابد را
ارجمند میکند عاشق پند گوید عارف و مقرب را بیخویش و خویشاوند کند عاشق
پند گوید مرده را زنده کند عاشق پند گوید زنده را کشته سازد عاشق پند گوید
همه را دلپسند کند عاشق پند گوید جان و جهان بران اسفند شود عاشق را دریند
را چندین هم باشد که عشق با دیگرے بازد و اظهار میل و محبت و اختیار ملا
از پے دیگرے بخشد میخواهد معشوقه را بدین عیب طعنه نرسد میخواهد کسے
داند که در جهان یکیست که شخصے بدو دل داده است خاطرش افتد
لعضے چگونه کسے اوست عاشق را این سم قاتل بود بسا باشد خواجه کنیز ان رست

دراعاشق بود اعجوبہ کارے نیست این آنرا کہ می بباید پرستید پا گرفتن
باید از ریق در خلاہر عاشق را استوار ندارند عاشق دزد باشد شب گذر
شد عاشق تارک دنیا باشد عاشق طالب دنیا باشد عاشق خوبروے
بد عاشق خوشخوے باشد عاشق فصیح کلام باید عاشق شیرین زبان
شد عاشق چرب زبانی بسیار کند عاشق شکر خدا بسیار بجا آرد عاشق در
ن و بلیات بسیار صبر کند عاشق مقامات سلوک را نکو داند عاشق گوید
در دعوی عشق صادق نباشد کہ بر جفاے معشوق صبرے نکند دعوی
بد حرف صدق او در قدم عشق درست مستقیم نشود اگر در بلاے معشوق
شکر نگوید معشوق میسر باید نام او از دفتر عاشقان صادق محو بود اگر تلذذ با بلام
و ضرب معشوق نکند تحقیقے فرماید در دار الضرب صدق مہر وجود او را سکہ بنام
او نزنند اگر در قہر و ظلم معشوق احساس شورے باشد مرد عزیز بلند ہمتش
را ورئیس ہر قوم ہر طائفہ را ہر دو ہزار زنند بیچارہ رذیل کو خواری و زاری ۱۵
را پر تو عشق چلیپائے تعظیمے زد او آن کیست کہ حکایت بر و نتواند گفت اینجا
تدبیرے نیست جز این -

من مات عشقاً فلیمت ہکذا   لا خیر فی اموات بلا عشق

عاشق بے نیاز باشد عاشق با نیاز باشد عاشق غماز باشد بسیار باشد
عاشق ہر دکے قوادہ صفت بود ہمہ روز با ہر یک ہمین صفت معشوق میکند از چندین
کہ او صفت مثل ایشان کرد یک دوے را البتہ دغدغہ طلب بر سر افتد
این عاشق چنین ہم کند تماشا این بود معشوق پریشان و فاحشہ گردد امید دارد
میان آن چند ہوا پرست یکے او ہم باشد اما بعد ظفر بر مراد ہر یکے را خواہد قوت
عشقا کامل شود بعد از ان [illegible] عاشق یکتا باشد عاشق

ہمتا نداردعاشق کہ گاہے خود را امتحان سازد حضرت معشوق دست و پاے
اندازد اگر برضا رود و نخ نخورد ورنہ عذر با خود دارد ستم از خود چہ خبر واگرنہ من کدام
کسم چہ کسم مرا با این حضرت چہ نسبت بے ادبی عاشق در حضرت معشوق بدان
ادب آیستد پرندہ بر سرش نشست اگر چہ حرکتے کند پرندہ برود و بدین سکون
بدین قرار و قرار شرط ایستادن آن حضرت است عاشق مقامر باشد ولیکن ہمہ وقت
دغا بازد عاشق را اگر مقامرت با معشوق افتد فرح و خوشی او را خوش دغاے
می بازد چہ میکند می گذارد تا ہر بار او فرہ رود و او را بدین طرح سازد پس
آن او را با این ہمہ بخود در کشد عاشق گدای ہم پیشہ گیرد ہر بار گاہ و بیگاہ
بر در معشوق بگدای رود با آواز بلند با آہنگ لطیف مدح و ثنا و دعا را و
کند او گوید چیست و کیست گدا لے بر کالہ رقعہ التماس دارد اگر تو وقتے این
گدای کردہ باشی این سخن را ذوقے گیری عاشق لعاب شودہ گرہم شوو بازی
کند ہمہ نظارہ شوند درین عربدہ نظرے تیزے برمرادے یا اشارتے
و بشارتے لحظہ و غمزہ درست تر بسر آید عاشق پیش معشوق چو مردہ بود
پیش غسال این عاشق از ین معشوق با ہیچ برخورداری نیاید با ہمہ او برای
او باشد عاشق ستم گر ہم باشد کہ گاہ گاہ ستمگری تدبیر کار ہم می شود عاشق
معشوق را بتر ساند ہم گوید تو ہمراہ من نہ ترا رسوا خواہم کرد او فرماید من آن
بدنام فضیحت نیم کہ بگفت ہم چو تو ے گرد بدنامی بدامن حضرت ما رسد اما
این قدر باشد فرمایم ترا سنگسار کنند عاشق باشد بہانے باثرے بگمانے
راضی شود بدان قرار گیرد چنانکہ از وے باز ماند این عاشق محروم باشد
از عین لذت وصال عاشق اقل الناس باشد ہیچ ذہن تو بدان رسید کہ
عاشق برای تدبیر وصال چہ شیوہ بازی کند و چہ تدبیرہا انگیزد کہ

جملہ عاقلان در تدبیر او عاجز باشند کمترین شیوہ ہا این است با معشوق
آنچنان خود رائی نماید کہ ہیچ غرض ندارد اگرچہ گویم جائے گفتار نیست
این حکایتہا ئیست کہ انموذجے ونمودا رئیست ایمان داری رسول اللہ
اعقل الانبیاء واعقل الحکما است خطاب مستطاب چیست بدان عاقل
ولبیب نمود عاشق نظر ہیچ بر راستی معشوق نیست ہمین کژی بیند وآن
دلبر دلبری او جز بدین کج سازی و شیوہ بازی نیست مسکین خوب طبع
نکو وقوفے برین سر یافتہ است میگوید بیت
ہرگز نگار طرہ ہنجار نشکند تا بار عشق پشت خرد زار نشکند
عاشق میدانی فراخی ندارد عاشق در مضیقے افتادہ است جنبیدن
را مساغے نماندہ است عاشق با دل کار ہر چہ دستش رسد در تدبیر
حصول مقصود تقصیرے نکند پس آنکہ البتہ ممتنع الحصول بیند بعد ازین
میان دو چیز یک چیز پیش آید یا غیر آن عذر آن صحرا و بیابان وادی
بیدادے وکوہ پر اندوہ یا حجر در حجرہ سرا بہ روے سیہ گردہ افتادہ نخواہد
روے کسی بلبید در دبر در ددو تو شدہ است غم بر غم در ہم گشتہ است
ہمین تلخی و ہمین سوز قوت و غذاے اوست چنانکہ عاشقے باشد بعد
طلب و مقاسات مشتاق طریق بسر رسیدہ ہر آئینہ باغ در باغ گشت
صحرا و تماشا امصار امر و زہر دو یکے اند دوی در میان نماندہ است
یا در صفہ و طاق یا در حجرہ در رواق یا سرا بہ ہمہ موافقت و در ہا محکم
بستہ رقیب مردہ دلالہ بیکار شدہ اگر بادے در جہان بزد بلا ئیست
بر دلش دیگر برا میان این دو اگر حکیم خواہد کہ اثبات خلاء عقلی کند جز بایہام
این دو صحیفہ نباشد مساغ یک را عاشق معشوق را با زیور یا لباسے

ن کژ

ن حجرہ

ن ایہام

زیبائے روشنے بیند چشم سرمہ کشیدہ خواہد سوار و خلخال را در نغمات و الحان
طلبد ہمیرین قیاس باقی پیرایہ و لباس بر ہنگی اش بپوشد بسیار اید نظارہ
کند عاشق بسیار خندد خندۂ او گریہ بود گریۂ او خندہ باشد عاشق معشوق را
باستغنا و جلالت و عظمت طلبد تا لذت عجز و زاری ذلت و مسکنت و بیچارگی
گیرد شنیدی بلال با عمر چہ گفت تو خواجہ و خواجگی شناسے ما غلامانیم ذوق
دل عبودیت ما دانیم عاشق آرزو دارد کہ ہمبستر معشوق باشد و اگر از ان
پستر بستر کند ہم زانوش شود و اگر ازان دورتر استانہ ہم از دور نظارہ کند و اگر
ازان خانہ و ازان سرا بیرونش کند گوید بر در نشینم اگر از خانہ برانند و اگر از
بودن بر در بار رکنند یکے از ساکنان کوے معشوق باشد و اگر آن میسر نشود
یکے از مقیمان آن شہر ہم باشد جلا فرمایند ہر جا کہ باشد روے بکوے معشوق
باشد و اگر آن میسر نشود یکے از مقیمان آن شہر باشد با سکان کویش
در سازد گاہ بیگاہ گذرے کند و اگر ازان شہر ہم جلا فرمایند ہر جا کہ باشد
روے بشہر معشوق آرد و اگر از انش ہم باز دارند از خیال وصال وار شود
موہوم کہ بازش دارد حاصل سخن اینست معشوق بے عاشق نہ عاشق بے معشوق
نہ عاشق را دو حالت مبارک تر باشد گہے وصال گہے فراق ہم لذت
وصال بہ نعمت کمال بعد افتراق ساعت او ساعتین اینجا عاشق را
یک مشکلیست معشوق عاشق شود ردہ ہر ہوسے و آرزوے ہر نفسے کہ
داشت بقہر خویش براند عاشق را ممکن است کہ امتناع آرد اینجا کار بجائے
کشد کہ عاشق رہ گریز طلبد آن ہم میسر نہ جہان دل را خیال جمال معشوق
احاطتے و شمولے کردہ است کہ نفسے ازان فرجہ جستن میسر نہ عاشق از
نغمۂ الحانے و سرودے و فرغانہ خالی نباشد البتہ نظمے و نثرے بشنود

ویادش گیرد و بعضے از آنها ورد وقت خود سازند عاشقے چنین هم کرده است
صورت معشوق را بر صحیفه نگاشت یا از گلے و سنگے و چوبے و زرے و نقره
صورت پرداخت و همه روز و همه شب نظر بدان دارد بدان تسلی کند عاشق
شب را دوست دارد که بزلف معشوق ماند عاشق شب را دوست دارد
از انچه طرف خفی بسیار است عاشق شب را دوست دارد هوا تاریک میان
دو نفرے چیزے رود که هیچ یکے از ان شعور نیابد میان این دو نداند که
یکے را با دیگرے چه رفت و عاشق همه وقت از دل بسند خویش گله مند باشد
عاشق نو مسلمان است هرچه کند عذر پیش آید که همه از سر نادانگی بود هنوز نه
شریعت عشق را التعلیم کرده است مسائل دلداری نیاموخته است هنوز
کودک است باش تا بالغ شود و بمبلغ رجال رسد عاشق را با معشوق
جمله هم شود خورد و بزرگ که و مه آشنا و بیگانه دوست و قرابت جمع آمده
با همه اعزاز و اکرام با همه آراستگی مجلس فاخره و طیب و روائح بار و شنائیها
و مشعلها و شمعها و چراغها افروخته گرد آورده و از همه حرکات و سکنات
او را باز داشته بیارند در بر عاشق نهند تحفه دگر هر یکے دستکے و دفے
میزند و خنده میکنند و نغمه و سرودے بر میآرد خه خه تحسین و استار را درهم
برهم میگیرند او را اهتمام او بدو هم سپارند خه خه چنین هست آه کسے را بود
و باشد و شود اللهم اللهم عاشق مزید حیات او جز بخیال معشوق
نباشد عاشق میرد و هر دلش حرز بدرد و سوز نبود یکے عاشق بر جمال
مطلق میشود یعنے هرجا که خوبے و خوبروے شوخے و شنگے و هرجا که باغے
و صحرائے و هرجا که صفائے و روحے بیند البته یک نظرے تیزے
گماره و قوتے تمامے و شکلی مرتبے شناسد چنانکه نظر بازان گویند بیک

لحظہ کشش ما ہم قوت گرفت عاشق پیشہ جوان باشد بلکہ عیان عنفوان و اگر میان
عاشق پیرے بینی بدانی کہ او در عاشقی پیر شدہ است استاد جوانانست
عاشق رقص بسیار کند و دوران پا کوفتن و تیر گشتن و آہ زدن و سینہ کوفتن بسیار
درد اور اتسلی و درمان باشد عاشق مبتلائے سماع باشد و اگر میان عاشق
و معشوق چیزے درمیانست عاشق سماع شنود سماع عاشق را رہ صلاح
آموزد عاشق را سماع ہمچون روغنے است بر تابہ سوزان روز ے باشد
میان عاشق و معشوق سلام علیک گفتنے و شنیدنے نالہ و آہے درمیان
نگنجد عاشق کمر شکستہ باشد اگر معشوق تکیہ ندہد ہمین کہ دو تو شود عاشق
آرزو دارد کہ معشوق استعمال مخدرے کند ساعتے بخوشی و خرمی گراید
مگر درین اجابت سوائے شود امیدے بر آید عاشق خواہد کسے معشوق
او را پیش او بسے گوید و عیبے کند تدبیری سازد مگر دلش صبر نتواند کرد
و جانش تسلی نتواند گرفت عاشق را نجست نظارہ است ہر دم بتجربہ
گفتند ہر قطرۂ خون کہ از عاشق بر زمین چکد درست نقشے بنگشتہ
معشوق بر آید چہ باشد عاشق با معشوق یکے شدہ لحم و دم گشتہ اگر این
باشد از ان نقش این مفہوم شود کہ من فلانم تا آنکہ نام بنام اتحاد است لحم
بلحم و دم بدم اجتماع است عاشق نام معشوق سرودے ہندوی و غزلے
بگوید نکو تدبیر یست این بسیار خوبان خوش طبع را ام رام شدہ درین دام
افتادہ اند عاشق خود را امردہ سازد دندان بر دندان نہد دم گیر د افتد
آزمودنی می کند کہ بدانی کہ چہ حد چہ اندازہ با من دارد دلش خواہان
من ہست یا نہ بود من شادمان و بفوت من غمگین ہست یا نہ عاشق
خود را بستم رنجور سازد امید دارد کہ معشوق بعیادت آید لقاء الخلیل

ن آزادان

آزمودنی

شفاء العلیل است گفته اند وے آن علت از خلت باشد عاشق اگر
در وصال البته بسته ببیند سفر گزیند در سفر درد کم نمی شود ولیکن مشقت
سفر معادلا می شود تمام او را پدر د بودن نمی گذارد عاشق در فصل بہار
سوداے وصال معشوق بیشتر در سرش افتد شوق ہر روزه ترقی برود قلق
و اضطراب از حد احتساب گذرد عاشق در بہار دیوانه مستے پر خمار باشد
و در ہواے ابر و باران نیز ہمین صورت بطنازی و شیوه بازی موج
عشق درین دو فصل بعیوق رسد و عاشق را در تغلبات دارد عاشق
افسانہاے عشق و اسماء محبت بسیار گوید و شنود عاشق شب یلدا
قصہ ے در رشتے پیوند و و غزلیتے صحیح کند در خفا یا در زو یا معشوق
مدخلے جدید در آید شست او جز بتقلب ہیئت بدان باشد سینہ میگرداند
بر زمین می زند پس آن سینه بالا میکند پشت بر زمین میزند ہمبرین
تقلب و اضطجاع از ره نادانے در آید ہمه خس و خاشاک و خار را
بر سینہ و سر گیرد پس آنکه در آید اگر مقصودے میسر شد فَقَدْ فَازَ ن آمد
فَوْزًا عَظِيمًا ـ و اگر نه ہم ازین در آمد و برون شد اینچه کارہا
سر زدو چه غرضها بر آید و چه نامے با ننگے پیش دوست او او را باشد
دام عشق را ملواحی باید عاشق با معشوق گوید وفادارم من
حسب و نسبم پدر من چنین کسے و مادر من چنین کسے جد من چنین نیز
کسے من در عمر خورد م و از بسیار جوانان خوبتر و چالاک تر و زیباترم
عاشق معشوق را گوید قدرے سرمہ در چشم کش او گوید در لغم آید
سیل در چشم رود آن پلک بر پلک نہم لیکن این از تو محقق شد که ترا
نظر بر حسن بانیست تو مبتلا ر زمانه تو مردک صورت پرستی عاشق خود را ستم

در محنت و مشقت دارد بزور خویش سینه میکوید مقراض دست گرفته
لب خود می برد و اگر پرسیش چرا گوید معشوق بجلال و جمال بزوری بزاری
نموده است مرا تاب آن نه بخود باز آیم مگر او را بمن رحم و شفقت
افتد مرا بمن گذارد و عاشق راه امیدواری کار خود را قصه نکند و اگر
نه ازین حدیث حادثه ظاهر شود خلاف مراد او باشد و اگر باوے کسے
و هم امیدے می پردازد حسد و غیرت کم نکند عاشق را هیچ حجابے غلیظ تر
و سیاه تر و دور دارنده تر از مقصود از جاه نیست جاه خواه از آن
پادشاه خواه پیغامبر خواه شیخ مرشد این سه قوم باسوز و درد میرند و هرگز پیدا
نکنند و اگر چنان زور آرد که البته بر مجنون اظهار طلب مراد کنند اما بصفتے
که خود هم از آن طلب لذتے نگیرد این سه طائفه با عین عشق اند عشق ایشان را
خورده است ایشان عشق را خورده اند تعزز و تمکین نقد وقت ایشان
است بود وجود ایشان عین شهود عشق است عاشق معشوقه را شرمنده
خواهد عاشق معشوقه را منت خواهد عاشق معشوقه را محتاج خواهد عاشق شیر
مرد باشد عاشق شجاع باشد عاشق خودکام باشد عاشق سر انجام کار نه بیند رشید
عاشق پئے عاقبت کسے باشد عاشق چون پیر شود سخت شکسته دل گردد
عشق متعالیست از نیست یعنے دلے هر شخص را دوست دارد اینکه
از دل او میلے و رغبتے طرف او بجنبد هرگز نباشد الا طال شوق
الابرار الی لقائی و انی الیهم لاشد شوقاً فرد

گر در ره عشق قدم بصدق نهی — معشوقه باول قدمت پیش آید

عاشق مسحور هم باشد نشان مسحور چیست که موجب گرفتاری او هم پرده
پیدا نباشد عاشق بیشتر چاره باشد عاشق مرد اختیار باشد عاشق

مرد هر کار باشد عاشق را حرف جز از لب و شوق نباشد عاشق از هر کار بیکار
باشد عاشق کبوتر باز باشد کبوتر را بهوای دل می‌پرد آن نشان معشوقه باشد
او میداند بدین هوای دل کیست که پرواز کرده است همین زن لعبت
بازی هم کند تماشا نیست میان این و نظر تو ندانی که کبوتر می‌پرد این حال
و دل شکسته نیست که بهوا تو پر و بال گسترده است و عجب نباشد که همه پرند
طیران گسسته و شکسته افتند ناگهان چنین اتفاق هم شود که کبوتر بر بام
معشوق فرود آید خواهد دانه و آبی آنجا چرد عاشق را اینجا یک تدبیر خوشی
است می‌آید بر در می‌ایستد فریاد بر می‌آرد که کبوتر من اینجا فرود آمده است
برای خدا باز دهید و چنانچه رسم معشوقست می‌ستیهد من نمیدانم بالله و الله
مرا خبر نیست کبوتر را اینجا چه گذر و در خانه من چه نسبت که فرود آید آخر الامر کار بدین
کشند که بنهانا صید بندی شود وابسته بهر بهانه آمد شد گفت شنود و فقعی
زدن یک را نشانه کردن گردانیدن اکنون نظاره کن عشقبازی فرزند بر مراد دل

ای محمد حسینی هرزبان گوی بسیار پیش گرفتی عنان سخن را

گرد آر زبان را درکش توسن نفس هرزبانی بسیار پیش گرفته است برین سخن
ختم کار کن منتهای عشق بدینجا کشد عاشق ره روی نداند عاشق سر کار
نداند عاشق در بند دینی نباشد عاشق را از کسی هیچ امید نباشد
عاشق از بهشت و دوزخ نترسد عاشق خدا و مصطفی را نشناسد عاشق
خود را گم کرده بود تو بدان اگر بقای وجودی تصور توان کرد بگو که چه بود بیت

کی باشد ما نه ما جدا مانده — من و تو رفته و خدا مانده

فتمت کلمة ربك صدقا و عدلا

تم الکلام من تصنیف سید محمد حسینی گیسودراز

حافظ محمد حامد صدیقی
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ نے
انتظامی پریس حیدرآباد
میں چھپواکر دفتر کتب خانہ روضتین گلبرگہ سے شائع کیا

ملنے کا پتہ
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ

قیمت کتاب